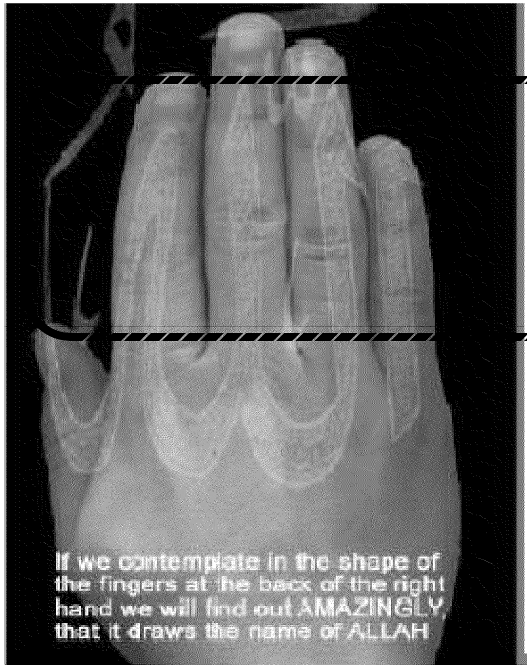

مصنّف : الحاج سرور علی شاہ قادری سروری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ مَفَازًا

کامیابی اہل تقویٰ ہی کے لئے ہے

رموز سروری

آدمی پیکر فن ہے تیرا
جو کہ مٹی کے سوا کچھ بھی نہیں

مصنّف : الحاج سرور علی شاہ قادری سروری

تفصیلات

نام کتاب: سرور علی شاہ قادری سروری

تصنیف: رموز سروری

طباعت: پہلی بار

صفحات: 200

تعداد: 1000

سال اشاعت: 25.1.2007

کمپوزنگ اور سرورق: سرور علی شاہ قادری سروری

قیمت: -/100

اس کتاب کے جملہ حقوق محفوظ ہیں

ملنے کا پتہ

حضرت سلطان چنور علی شاہ قادری سروری ٹرسٹ گلزار نگر، کولار۔۔ اور

Sarvar Ali Shah Qadri Sarvari (shafi Ahmed)

ExDeputy.ManagerKaviaka

No. 17. D. 1st Street

Shivaji Road Cross

Bangalore-560 051.

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ نمبر	مضامین	صفحہ نمبر
دیباچہ	5	محبت اور علم تصوف	78
حمد باری	8	نفس کے مراتب اور عقل میں فرق	90
نعت پاک	9	توجہ اسکت قسمیں	91
ادنی کرامت پیر کی	10	سوانح حیات سلطان باھُوؒ	96
تخلیق انسان	11	فنافی الشیخ وفنافی الرسول	112
نور	53	وحدت الوجود پر ایک نظر	116
لاٹین کا جواب	60	خانقاہ اسکے مقاصد	121
عشق	62	طریقت کے سوال وجواب	124
محبت الٰہی کی کیفیت کیا ہے	64	ہندو فقیروں کے حالات	176
محبت کے اسباب واقسام	67	قصیدے	197
عشق مجازی عشق حیوانی، نفسانی	73	دعا	198
عشق مجازی کے پردر میں عشق حقیقی	75	سلام	199
عشق کے آثار ثمرات	78		

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبة للمتقین والصلوة والسلام علی سید المرسلین

دیباچہ

تمام تاریفیں اور حمد ثنا اُس پاک ذات کے لئے جس نے کنُ کہہ کر ساری کائنات کو پیدا فرمایا اور درود سلام بے پایاں اور بے انتہا اس کے نبیؐ امجد پر اور اس کے حبیب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر اور ان پر جو ان کے اردگرد ہیں کہ آپ محبوں کے سردار رسولوں کے پیشوا اور خاتم النبین ہیں اور صلوٰۃ وسلام ہو آپ کی آل واصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین پر کہ وہ خلق کے پیشوا اور راہ حق کے رہنما ہیں.

حق تعالی خوب جانتا ہے کہ اس حقیر کمتر نے اس کتاب کے لکھنے کا سبب میرے پیر مرشد حضرت قبلہ وکعبہ سلطان العارفین بلند پرواز انوار طریقت شیخ المشائخ عارف کامل سلطان چنور علی شاہ قادری سروری قدس سرہ العزیز کے فیض و برکات اور وہ تعلیمات جو خانقاہوں میں ارشاد فرماتے تھے اُن کو تمام قادری سروری سلسلہ کے مریدین اور اہل طریقت کی تعلیمات کو طریق مند لوگوں تک صحیح انداز میں پہنچاوں۔ضعیف کہتا ہے جہاں کہیں بھی مجھے کوئی نظم ،شعر،اور قطعہ نظر آیا وہ اس کتاب کے موقع ومحل کے مناسب ہوا میں نے اس کتاب میں نقل کر دیا ہے اور عرفان کے موتی اور گوہر کو باہر لایا ہوں اور قلم سے کاغذ پر سلک سطور میں منسلک

کیا ہوں۔زیر کتاب کو اپنی فہم ناقص کے مطابق حضرت امام غزالیؒ، شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، ابوقاسم القشیریؒ، محی الدین ابن عربیؒ، داتا گنج بخشؒ،حضرت اشرف جہانگر سمنائیؒ مجدّد الف ثانیؒ اور بھی دوسرے بزرگان دین کی شریعت اور طریقت کی کتابوں سے استفادہ کیا ہے.

میری پہلی کتاب َ فیضان تصوف َ اہل طریق میں مقبول ہوئی اور میں نے اس کتاب کو سلطان باھُو قادری سروری جو سلسلہ سروری کے بانی ہیں اُن کے تذکرے سے زیب وزینت دی ہے تاکہ اہل دل کے دلوں پر جلوہ گری کرے.کتاب کے ہر باب بجائے خود ایک علیحدہ کتاب ہے اور سوال وجواب کے ذریعہ سے تصوف کے نکتے سے عالم حقیقت کے رموز منکشف فرمایا ہیں. خوش اعتقاد مریدوں کی خدمت میں عرض ہے کہ اس کاتب الحروف کے لئے ایمان کی دعا فرمائیں اور فاتحہ مین فراموش نہ کریں. پھر بھی بشریت اگر کوئی سہو وخطا نظر آے تو اس کی اصلاح فرمایں اور مجھے معاف فرمادے مجھے اپنی علمی اور کم علمی کا احساس اور اعتراف ہے. صرف ایک جذبہ کے تحت کتاب کے ذریعہ سے تبلیغ کی اَدنہ کوشش کی ہے.

آخر میں اتنا ضرور کہوں گا کہ میرے بھائیو نام نہاد ملت فروش پیروں سے بچو کہ جن کا ہر قدم خدا اور رسول ﷺ کے امر کے خلاف اٹھتا ہوا گر انجانے طور پر کسی ایسے پیر کے ہاتھوں میں ہاتھ دے دیا ہے تو اس کی بیعت فسخ کر کے پابند شرع کا دامن تھامو لوگوں کو میرے پیر مرشد حضرت سلطان چنور علی شاہ قادری سروی نے اپنے سایہ مرحمت میں پرورش فرما کر نور بخشا تھا اور انہیں نور حق تعالی جل وشانہ میں اس حقیر کو بھی منظور ہونے کے قابل بنایا.

کیا فائدہ فکر بیش وکم سے ہوگا
ہم کیا ہیں جوکوئی کام ہم سے ہوگا
جو کچھ بھی ہوا ہوا کرم سے تیرے
جو کچھ بھی ہوگا تیرے کرم سے ہوگا

اس کتاب کواپنے فضل وکرم سے شرف قبولیت فرمااوراس بندہ ناکارہ کوبھی ایسی ہی سعادت سے سرفرازفرما آمین.

فقط دعا گو:۔

الحاج شفیع احمد عرف سرورعلی شاہ قادری سروری

نمبر۔17.ڈی۔1اسٹریٹ سواجی روڈ کراس

بنگلور۔۔560 051

5.2.2007 مطابق ۲۵ ۱۴۲۶ھ

حمد باری تعالیٰ

تو ہے ابتدا تو ہے انتہا تیری شان جل جلالہ
تو تمام خلق کا آسرا تیری شان جل جلالہ
تیری مثل ہے نہ نظیر ہے نہ تیرے مشابہ ہے کوئی شئے
کہوں کس زباں سے تیری ثنا تیری شان جل جلالہ
تو کریم ہے تو عظیم ہے تو رؤف ہے تو رحیم ہے
تو قدیر و قادر و کبریا تیری شان جل جلالہ
تو گلاب وسرو میں ہے نہاں تو ہے مہر وماہ میں ضوفشاں
ہے ہراک شے میں تیری ضیاء تیری شان جل جلالہ
یہ فضا تری یہ ملا تیرا یہ ہوا تری یہ خلا تیرا
تری کائنات کا ہے خدا تری شان جل جلالہ
جوبھی زندگی میں ہمیں ملا تیرے فضل ہی سے ہوا عطا
تیرا شکر کیسے کریں ادا تری شان جل جلالہ
وہ نبی ترا ترا مصطفیٰ ترا مرتضیٰ ترا مجتبیٰ
وہ ہے تیری سب سے بڑی عطا تری شان جل جلالہ

نعت پاک

دل نے سرکار کو پکارا ہے
جب رہ زندگی میں ہارا ہے

دار دنیا سے بزم عقبیٰ تک
آپؐ ہی کا مجھے سہارا ہے

موت ہے رشک زندگی اسکی
جس کو حاصل ترا نظارا ہے

جاگ اُٹھا اپنا بخت خوابیدہ
جب کبھی آپؐکو پکارا ہے

اللہ اللہ اُن کا لطف وکرم
موج طوفان میں کنارا ہے

کتنا پُر کیف ودل نواز وحسیں
شہر محبوبؐ کا نظارا ہے

رہگزار حرم کا ہر ذرّہ
عرش کا ضوفشاں ستارا ہے

زندگی میں بہار آجاے
گر وہ کہدیں کہ تو ہمارا ہے

اس کے قدموں پہ تخت وتاج نثار
شر کونینؐ جو تمہارا ہے

در سلطان دو جہاں پہ نسیم
موت بھی شوق سے گوارا ہے

ادنی کرامت پیر کی

کیا کہوں کیسی ہوئی مجھ پر عنایت پیر کی
اپنی صورت ہی نظر آتی ہے صورت پیر کی

بندہ ناچیز کو یکتا و ہمتا کر دیا
توجہ یہ عطا ادنی کرامت پیر کی

کفر وظلمت شرک وبدعت ہو گیے معدوم سب
جب سے قائم ہوگئی ہے دل میں صورت پیر کی

فی الحقیقت راہ مشکل ہے سلوک وعشق کی
طئے اس نے کی ہوئی جس پر عنایت پیر کی

اس جہاں میں ہو گیا دیدار حق جس کو نصیب
اس سے پوچھے جا کے کوئی کیا ہے صورت پیر کی

قطب ہے کوئی، کوئی ابدال ہے کوئی ولی
زیر سایہ پیر کے اللہ رے رفعت پیر کی

جیسے تھا معراج کی شب آنا جانا آن مین
ویسے ہی مشکل کشائی ہے کرامت پیر کی

ہاتھ کو احمد کے جب حق نے کہا خود اپنا ہاتھ
کیوں نہ ہو پھر صبغۃ اللہ رنگ وصورت پیر کی

ہوں اویس قرنی، خسرو یا مولائے روم
جانتے یہ لوگ تھے بے شبہ عظمت پیر کی

شوق ہے گر حق پرستی کا تو سن اے بے خبر
کر پرستش ذات مولا دیکھ صورت پیر کی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدٰ نَا صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ عَلَیْمِ مِنَ الصَّالِحِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰے نَبِیِّہِ الَّذِیْ اَرْسَلَہ ' رَحْمَۃً لِلّعَالَمِیْنَ وَ عَلٰی اٰلِہٖ اَصْحَا بِہٖ اَجْمَعِیْنَ

تخلیق ا نسا ن

علم تشریح: Anatomy

جان کی ابتدا جان ہی سے ہوتی ہے

کسی کو اپنی پیدائش کی کیفیت کی خبر نہیں ہوتی

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۔

بیشک ہم نے انسان کو اچھی صورت پر پیدا فرمایا

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ ۔

تحقیق ہم نے بنایا آدمی کو محنت میں

علم تشریح وضاحت کرتا ہے انسان کی پیدائش پر اُس کے ہر ہر اعضو پر اُسکی حکمتیں پر کہ کس طرح ایک منی کے قطرہ سے اتنا بڑا عالم وجود میں آ گیا علم تشریح اہل بصیرت کے لئے بہت بڑی عبرت و نصیحت ہے اور خدا کی معرفت کا راستہ ہے جس کے ذریعہ خدا کی محبت کا تعلق پیدا ہونے کا سبب ہے

موجودات کے پیدا کرنے کا اصل مقصود انسانی وجود تھا اور انسانی وجود سے معرفت مقصود تھی اور جسے اللہ تعالی نے امانت فرمایا ہے وہ امانت اٹھانے کے قابل انسان ہی ہوا فرض ہے خود شناسی خود کی معرفت کا اے غافل حدیث من عرف سنکر بھی کیوں انجان ہوتا ہے. عارفین اکرام اسے تلاوۃ الوجود کہتے ہیں جس طرح حروف و معنی مل کر ایک قرآن بنا ہے اس طرح حروف و معنی مل کر ایک انسان بنا ہے اور اس سے علم و معانی کا ظہور ہوتا ہے. خدا نے انسان کو عدم سے نکال کر چار عناصر آگ، پانی، ہوا مٹی، کے مجموعہ کے ذریعہ موجود کیا ہے.

آدم کا قالب چار عنصروں خاک- باد- آب- اور آتش سے بنا ہوا ہے. جب چاروں عنصروں کی صفات کی طرف غور کی تو خاک میں سکونت کی خاصیت اور ہوا میں حرکت کی خاصیت دیکھی اور خاک کو ہوا کی ضد پایا. پانی کو سفلی اور آگ کو علوی پایا اور یہ بھی ایک دوسرے کی ضد تھیں پھر جب غور کیا تو خاک کی طبع خشک اور ہوا کی تر پانی کی سرد اور آگ کی گرم پائی. سب کی سب ایک دوسرے کی ضد دیکھیں جہاں دو ضدیں جمع ہوں وہاں ضرور فساد برپا ہوتا ہے.

آیت: **وَ قَدْ خَلَقْتُکَ مِنْ قَبْلِ وَ لَمْ تَکُ شَیْئاً**

اے انسان قبل از خلق تو کوئی شئہ نہ تھا میں نے تجھے خلق کیا

آیت: **وَ فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْن :-**

ہم انکے نفسوں میں ہیں کیا وہ نہیں دیکھتے

اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ :-

اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا

انسانی جسم جو کے خدا کی آخری ایجاد ہے اور عالم صغیر ہے اگر اس کا مطالعہ کیا جائے تو خدا کی

شان ربوبیت، اس کا فضل وکرم اسکی لطف وکرم، اس کی نعمت وحکمت اور اسکا کمال وقدرت پر تعجب ہوگا انسان تمام عالم کا خلاصہ ہے اس کی بناوٹ پر ہماری عقل وبصیرت غور وفکر کے بعد کہنے پر مجبور ہوجایے گی کہ

اے ہمارے رب ہم اس پر ایمان لاتے ہیں جو تو نے نازل کیا اور ہم تیرے رسول کی اتباع کرتے ہیں پس ہم کو اپنے گواہوں میں لکھ لئے اے اللہ ہمارے آگے بھی نور کر اور ہمارے پیچھے بھی نور کر اور اس کو ہمارے لئے رہبر اور روشنی بنا.

قدرت کا کمال دیکھے زمین سے لیکر آسمان تک جس چیز پر نظر پڑتی ہے وہ انسان کے کار آمد نظر آتی ہے مگر انسان انمیں سے کسی کام کا نظر نہیں آتا دیکھو زمین پانی ہوا چاند سورج نہ ہوں تو ہمارا جینا محال ہے. ہم نہ ہوں تو ان چیزوں کا کوئی حرج نہیں. پس جب ہم مخلوقات میں سے کسی کے کام کے نہیں تو بالضرور ہم اپنے خالق کے کام کے ہونگے سب چیزیں کام کی ہوں اور انسان کسی کام کا نہ ہو معلوم ہو کہ انسان کو بھی اللہ تعالی نے کسی کام کیلیے بنایا ہے وہ کام کیا ہےً عبادت ً ہے

قدرت نے انسان بنا کر دنیا کو بے حد حسین بنا دیا ہے اگر دنیا میں انسان نہ ہوتا تو سورج ۔چان ۔ستارے ۔ پہاڑ ۔ ندیان ۔ قدرتی مناظر جھیل تالاب وغیرہ یہ سب بیکار ہوتے .انسان کے جنم سے ہی یہ دنیا مین خوبصورتی ہے .

انسان کی کیا حقیقت ہے اور اس کی معرفت کو جاننا کیوں ضروری ہے .انسان مظہر خدا ہے اُس کی ذات وصفت کا اس میں تمام شرافتوں اور خوبیوں کا ذخیرہ ہے . چونکہ انسان محض بدن یا ذہن یا محض روح نہیں بلکہ ان تینوں سے مرکب ہے

ہر جسم کو دیکھا تو نقشہ ہے محمدؐ کا ہر اسم کو بوجھا تو عقدہ ہے محمدؐ کا

اک ذات کے دو صفتیں اک شان کے دو اسمین آہینہ میں وحد تکے چہرہ ہے محمدؐ کا

خدا نے آدم کو پیدا کیا اپنی صورت پر نام رکھا آدم اور بعد حوا کی پیدائش کا حال کہ ایک دن جب آدم سو رہے تھے تو اُن کی بائیں پسلی سے حضرت حوا کا ظہور ہوا لیکن اس میں مادے کی پیدائش کا کچھ ذکر نہیں ہے بلکہ صرف صورت آدم میں روح پھونکنے کا بیان ہے

فَاِنَّا خَلَقْنٰكُم مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُضْغَةٍ مُخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِنُبَيِّنَ لَكُمْ (الحج)

تو ہم نے تم کو بنایا مٹی سے پھر قطرہ (نطفہ) سے پھر جمے ہوے خون سے پھر گوشت کی بوٹی نقشہ بنی ہوئی اور بدون نقشہ بنی ہوئی سے اس واسطے کہ تم کو کھول کر سنا دیں.

قدرت کی اس کاریگری پر غور کرو کس طرح خون پشت میں پہونچ کر حرارت کے اثر سے پختہ ہو کر ایک گاڑھا سفید پانی بن جاتا ہے (منی) منی کے چھوٹے ناپاک قطرہ سے انسان کی تخلیق کی ہے جس میں ذرہ برابر کمی بیشی کا کوئی امکان نہیں .بچہ کی سعادت یا نحوست نطفہ کے رحم میں آنے کے وقت لکھ دی جاتی ہے

دنیا کے تمام انسان اور جنات مل کر چاہیں کہ قطرہ منی سے ایک وجود بنائے قیامت تک کوشش کر لئے تو بھی ان کے لئے یہ ناممکن ہے.

ہر ایک ذي حیات چیز ایک نہایت ہی چھوٹے سے مادی ذَرے سے بنتی ہے یہ زندہ ذَرہ نشو ونما سے ایک نہایت ہی پیچیدہ جسم بننے والا ہے جسے جرم کہتے ہیں اور اپنی ابتدائی حالت میں زندہ مادے کا محض ایک ذرہ سا پیچ ہوتا ہے جس میں بڑھنے اور پھیلنے اور آخر میں

ایک خاص جیتا جاگتا جسم بن جانے کی پوشیدہ قابلیت ودیعت رکھی گئی ہے. ہر جرم جونشو ونما کی قابلیت رکھتا ہے وہ خودنشو ونما یافتہ جاندار چیز کا ٹکڑا ہوتا ہے اس لئے کہا جاتا ہے جان جان سے ہی پیدا ہوتی ہے.

یہ جرم سب سے پہلی تبدیلی محض بڑھنا ہے جرم کی جسامت بڑھنے لگتی ہے اور یہی اس کی زندگی کی پہلی علامت ہے. جس سے معلوہ ہوتا ہے کہ وہ مادہ کا ذرہ حقیقت میں جرم ہے یہ بڑھنے کی قابلیت بھی جرم کی ذاتی ہوتی ہے کچھ عرصے تک یہ بڑھنا یکساں جاری رہتا ہے• ترقی کا دوسرا زینہ یہ ہے کہ اس کی تقسم ہونے لگتی ہے دو ٹکڑوں کے چار ہوجاتے ہیں اور چار کے آٹھ پھر سولہ.

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جرم بڑھتا کیونکر ہے اور اس بڑھنے کا مادہ کہاں سے آتا ہے، جان ہونے کا مطلب یہی ہے کہ یہ اپنی خوراک کو کھینچتا اور جذب کرتا ہے اور اسی سے بڑھتا اور پھیلتا پھلتا ہے لیکن یہ خوراک خود اس کے اجزا میں تقسیم نہیں ہوتی بلکہ ہضم ہو کر ان کا جز بن جاتی ہے.

ترقی کا تیسرا زینہ یہ ہے مختلف تبدیلیوں کے بعد مضغہ بن جاتا ہے اس مضغہ کی پیدائش کے بعد آئندہ ہونے والے جسم کے مختلف اعضاء مثلا بیرونی جلد، گوشت، پوست، رگیں وغیرہ بننی شروع ہوجاتی ہیں۔ جسامت بڑھتی جاتی ہے اور آخر مختلف مدارج کے بعد جنین آئندہ بننے والے جسم کی مکمل صورت اختیار کر لیتا ہے. اور بیرونی دنیا مین آنے کے لائق ہوجاتا ہے یہ تمام ترقی ماں کے رحم ہی میں مکمل ہوتی ہے اور اس کی تکمیل کے بعد بچہ اپنی ہستی کے ابتدائی زینے پر پہنچ کر ماں کے پیٹ سے الگ اور آزاد اشرف الانسان ہوجاتا ہے

تمام ذئ حیات اشیاء کے اجرام کی ابتائی نشو ونما ایک ہی طرز کی ہے اور اسفنج سے لیکر اشرف الانسان تک ابتدائی جرم اور انتہائی جسم کے تمام مدراج انقلاب ایک ہی قسم کے ہیں۔ کوئی شخص اپنی خوشی سے کسی خاندان مین پیدا نہیں ہوا کسی انسان نے اپنے ملک، قبیلے کا نام اور کام خود مقرر نہیں کیا جو بے بسی ہے. دنیا کی تمام ذي حیات چیزوں میں انسان کا بچہ سب سے زیادہ بے بس اور بے پس ہوتا ہے. (fig.page-41-42)

ہر شخص کو اپنی ابتدائی حالت اور شروع کی کیفیت معلوم ہو جائے تو اسے ماننا پڑتا ہے کہ اس کی پیدائیش اور جانوروں کی پیدائش سے مشابہ اور یکساں ہوئی ہے

پیدایش کے وقت ادنےٰ درجہ کے جانوروں کی سمجھ بوجھ اور عقل وتمیز نو پیدا شدہ انسانی بچے سے بدر جہا زیادہ ہوتی ہے یہی حال جسمانی طاقت کا بھی ہے بچہ کھڑا ہونا اور چلنا اُٹھ بیٹھ نہین کر سکتا اگر بچے کو چھوڑ دیا جائے تو وہ فضول ہاتھ پاوں مارنے کے سوا اور کچھ بھی نہیں کرتا مہینوں تک رونے کے سوا اور کوئی بات نہیں ہوتی. بچے پیدائش کے بعد تھوڑے دنوں تک بیٹھ نہیں سکتے اس لئے کہ ان کی ریڑ کی ہڈی میں اس قدر طاقت اور مضبوتی نہین ہوتی کہ ان کا بوجھ اٹھا سکے دھیرے دھیرے ریڑ کی ہڈی سخت ہوتی جاتی ہے چھ مہینے کی عمر میں بیٹھنے لگتا ہے

آخر برسوں میں بچہ کو سیدھا کھڑا ہونا آتا ہے ہسنا بولنا چلنا اور تعجب یہ کہ محبت کرنا بھی آجاتا ہے اور تمیز بھی آجاتی ہے گویا اب تک حیواں تھا اب انسان بنتا جاتا ہے یہاں سے عقل کا کمال شروع ہوتا ہے زمین وآسمان کے اسرار اس کے سامنے کھل جاتے ہیں. انسان کی طبیعت میں قدرت نے تلاش اسباب کی زبردست خواہش رکھی ہے

خالق کائنات نے آدم کوخلق کرنے کے بعداس کوایک مدت تک نادان اور بے سمجھ رکھا اور عالم بےخبری میں رہا مگر آخراس کانفس کاذکیش اُسے اُکسا اُکسا کر ہوش میں لے آیا گویا آدمی اس جنون یا پوشیدگی سے نکل کرصفحہ زمین پر آیا اِس ہوش میں آنے کا سب سے پہلے نتیجہ یہ ہوا کہ اس کو اپنی برہنگی کا خیال آیا اسے بتا دیا کہ اگر چہ اس میں تمام قسم کی قابلیتیں مضمر رکھی گئی ہیں.

فِی الْاَرْ حَامِ مَا نَشَاءُ اِلٰی اَجَلٍ مُسَمًّی ثُمَّ نُخْرِجُکُمْ طِفْلاً۔

اورہم ٹھہراے رکھتے ہیں ماؤں کے پیٹ میں جیسے چاہیں ایک مقررہ مدت تک پھر تمہیں نکالتے ہیں بچہ۔۔۔(الحج)

رحم کے اندر بچہ کی عمر چار مہینوں کی ہے اور دیکھ سکتے ہیں fig.page-041-42 کہ رحم کے اندرایک قسم کا پانی ہوتا ہے وہ کیسے پلاسنٹا (ڈوری) سےخون اور غذائیت پہنچائی جاتی ہے اور اس کی نشوونما بھی ہورہی ہے .ایک انسان دنیا میں آنے سے پہلے لمحہ بہ لمحہ کیسے بڑھتا رہتا ہے قدرت اس کی نشوونما مین کتنا عظیم رول ادا کرتی ہے.

دنیا کی بنائی ہوئی ہر چیز اور ہر شئے حسین ہوتی ہے .انسان کے اپنے وجود پر غور وفکر کرو اس کے ظاہری و باطنی نظام کو دیکھو تو قدرت کا کمال حکمت اور اس کی کبریائی کا تعجب اور حیرت ناک نمونہ ہے کیسی کیسی عجائبات ان میں پوشیدہ ہیں.

قالاللّٰہ تعالیٰ ان ربکم الذی خلق السمٰوت و الارض فی ستة ایام ثم استوی علی العرش. االلہ تعالیٰ نے زمین وآسمانوں کو چھ دن میں پیدا

کیا پھر عرش پرقرار کیا. (باپ کے تین اور ماں کے تین نقطے سے بشر کی تعمیر ہوئی ہے)

یَخْرُجُ مِنْ بَیْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ

جونکلتا ہے پیٹھ کے بیچ سے اور چھاتی کے بیچ

خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ ۔ بنایا ایک اُچھلتے ہوے پانی سے

انسان کا نطفہ پہلے سر میں بنتا ہے جس جگہ یہ نطفہ تیار ہوتا ہے اس کو امالدماغ (گنج مخفی) کہتے ہیں (دیکھو fig.page-35) وہاں سے نطفہ بن کر باپ کی ریڑ کی ہڈی میں آکر جمع ہوتا ہے پھر وہاں سے بیضہ میں آکر قرار کرتا ہے.منی کو تصوف میں (جگیٹ پانی اور نور بھی کہتے ہیں) آب لیس=یعنی ابلیس.مَنی میں جولاکھوں کی تعداد میں جرم موجود رہتے ہیں.(fig.page-37-34) ابلیس جنات سے ہے یعنی منی میں جو وجود رہتے ہیں وہ بالکل جنات کی شکل (سانپ کی طرح ہوتے ہیں) میں رہتے ہیں جنات اپنی شکل بدلتے رہتے ہیں ان میں جو کامیاب ہوجاتے ہیں اور اپنی منزل پر پہنچ جاتے ہیں (رحم کے انڈے میں) وہ اِنس کی شکل لئے کر وجود میں آتے ہیں.

آپ جن سانپوں کو دیکھ رہئے ہیں دراصل وہ انسان کے وجود سے پہلے کی انسانی شکل ہے جو اسپرم کہلاتے ہیں.مرد عورت کے ملاپ سے وہ رحم میں قرار پاتا ہے.جب ان اسپرم کو (رحم مین) انڈا مل جا تا ہے وہ انڈے کو چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں (fig.page-37-39-40) انڈے میں سوراخ کرنے کی کوشش شروع کردیتے ہیں اور اندر داخل ہوکر اندر آنے کا دروازہ بند کرنے میں لگ جاتا ہے

یہ اسپرم دیکھنے میں بالکل پھن اُٹھائے ہوے سانپ کی طرح ہوتے ہیں اسپرم چند دنوں میں اپنے آپ کو دو سیل میں بدل دیتا ہے اور بدلنے کا سلسلہ جاری رہتا ہے دو سے

چار چار سے آٹھ، سولہ بنتے ہیں وغیرہ (fig.page-36)

قدرت نے انسانی وجود کو تیار کرنے کے لئے مرد اور عورت کو ذریعہ بنایا شادی ان ہی دونوں کا ملاپ کا نام ہے اس جنسی ملاپ کا عمل کے ذریعہ سے انسان کی دُنیا میں آمد ہوئی انسان کو وجود میں لانے کے ئے مرد کے اسپرم یعنی قطرہ مَنی کو ذریعہ بنایا (ماں باپ کے دونوں وجودوں سے نکلنے والی شئی سے بنا ہے) جنسی ملاپ کی لذت ولطف اُٹھانے والی کیفیت کے پیچھے قدرت نے کیا کیا راز چھپا رکھے اس مادہ تولید باہر نکلتا ہے تو اس کی مقدار 3.5 کیوبک سنٹی میٹر کی ہوتی ہے جس میں کروڑوں کی تعداد میں تیرتے ہوئے مردانہ اسپرم یعنی جرم موجود رہتے ہیں. (fig.page-34)

کروڑوں کی تعداد میں جب مادہ تولید سے یہ جرم نکلتے ہیں تو ان کی فوج کی فوج عورت کے رحم کی طرف دوڑنے لگتی ہے یہ دوڑ اتنی تیز اتنی سخت ہوتی ہے یہ دوڑ پانچ دس منٹ ہی چلتی ہے ان دس منٹوں میں کروڑوں قتل ہو جاتے ہیں. ان جرم کی رینگنے کی رفتار ایک انچ کا فاصلہ طے کرنے کے لئے آٹھ منٹ ہوتی ہے.

ہر ایک جرم دوسرے کو کاٹتے ہوئے جاتا ہے جیسے ہے جرم کاٹنے کی وجہ سے زخمی ہوا وہ وہیں مرجاتا ہے ان میں جو سب سے زیادہ طاقت ور ہے وہی رحم کے اندر موجود انڈے میں سوراخ کر کے داخل ہوتا ہے جسے ovum کہتے ہیں جس سے حمل قرار پایا جاتا ہے.

ایک ماں جس کے پیٹ میں بچہ پل رہا ہے وہ خود نہیں جانتی کہ اس کے پیٹ میں کیا ہے اور کیسا بچہ پل رہا ہے قدرت یہ نظام خود اپنے پاس رکھا ہے. اگر بچہ کی تکمیل کے بعد اگر عورت کو درد بے چین نہ کرئے تو جو بچہ کے تولید کی دلیل ہے اور بچہ مکمل ہونے کے بعد

اپنے وقت پر پیدا نہ ہوا تو کیا بچہ رحم میں رہ جانے سے ماں اور بچہ دونوں ہلاک نہ ہو جائیں گئے. (fig.page-38-40-39)

ہمارے جسم میں مختلف قسم کے اعضاء موجود ہیں جو اپنا الگ الگ کام کرتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے ہمارے جسم کی نشو نما برابر چلتی رہتی ہے. ہمارے جسم کے کچھ اعضاء ہیں جن کو اعضائے رئیسہ کہتے ہیں ایسے ہیں جن کو ہم وائٹل Vital کہتے ہیں جن کے بغیر انسانی زندگی ناممکن ہے کیونکہ اگر ان مین تھوڑی بھی خرابی آجاتی ہے تو پورا بدن متاثر ہوتا ہے جیسے دماغ دل پھیپھڑے وغیرہ. اگر ہماری انگلیاں کٹ جاتی ہیں تو بھی ہم زندہ رہ سکتے ہیں لیکن اگر دل کا کچھ حصہ خراب ہو گیا تو موت آجاتی ہے.

انسان کے ظاہری وجود کو واجب الوجود کہتے ہیں جو مٹی سے بنا ہے ناسوت کی منزل ہے. اور اس کو نفس امارہ کہتے ہیں

دل:۔ (fig.page-48)

علامت نور ہے اسکو روح حیونی بھی کہتے ہیں ترقی کی خواہش کرنا اعضاء کو زندہ رکھنا، خیال فکر۔تصور۔وہم۔سُرور۔غم۔ وغیرہ جسے واجب نگر بھی کہتے ہیں جذبات کا بہت اثر پڑتا ہے. تصوف میں قلب جو کہتے وہ گوشت کا ٹکڑا نہیں ہے منزل اس کی ملکوت ہے اور نفس لوامہ کہتے ہیں. دل اللہ کا نور ہے اس سے روشنضمیری حاصل ہوتی ہے صاحب دل نفس پر حکومت کرتا ہے. دل جسمانی اور روحانی دونوں عالموں کا خلاصہ ہے، معرفت کی کمالیت کا ثمرہ بھی دل ہی کو حاصل ہے

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنِ الّٰی اللّٰہِ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ

قیامت کے دن نہ مال نفع دے گا نہ اولاد مگر وہ شخص نفع میں رہے گا جو اللہ تعالی کے پاس قلب سلیم لائیگا.عقل ایک فطری نور ہے جو سننے اور کسب سے زیادہ ہوتا ہے رسول اکرم فرماتے ہیں کہ عقل کا تعلق دل سے، رحمت کا تعلق جگر سے اور نرمی اور مہربانی کا تعلق تلی سے ہے.

جسے ہم دل کہتے ہیں انسانی اعضاء میں بادشاہ کہلاتا ہے کس طرح جسم مین فنکشن کرتا ہے غور کرو کس طرح دل کو سینہ کے اندر بند صندوق میں بائیں جانب کسطرح محفوظ کیا ہے ہر چار طرف سے گوشت اور اعصاب سے مضبوط کیا ہے.دل کا سائز انسان کی مٹھی سے بڑا نہیں ہوتا ہے دل ایک مرکزی پمپ کا کام کرتا ہے دل کے طریق کار پر یہ دل ایک دن میں اتنی قوت پیدا کرتا ہے کہ اسے جمع کر کے ایک کار کو پندرہ میٹر بلندی تک اٹھایا جا سکتا ہے دل ایک دن میں 100000 مرتبہ سکڑتا اور پھولتا ہے ایک جوان آدمی کا دل چوبیس گھنٹوں میں 13500 لیڑ خون پمپ کرتا ہے اوسط زندگی میں 200 کڑوڑ مرتبہ حرکت کرتا ہے اور پچاس کروڑ لیڑ خون پمپ کرتا ہے.ایک انسان پورے دن میں تقریبا 23000 دفعہ سانس لیتا ہے

ایک آدمی کے جسم میں پانچ سے چھ لیڑ تک خون رہتا ہے اور ایک درمیانی عمر کی عورت میں چار سے چھ لیڑ خون رہتا ہے اور بچوں کے جسم میں دو سے چار لیڑ خون ہوتا ہے. جو نالیاں دل سے خون کو باہر نکالتے ہیں ان کا رنگ لال ہوتا ہے.اور جو خون کو دل کی طرف لئے جاتے ہیں ان کا رنگ نیلا ہوتا ہے

کبھی ایسا نہیں ہوا کہ دل سے خون باہر لانے والی نالی سے خون اندر چلا گیا ہو اور باہر سے اندر جانے والی نالی سے دل کے باہر خون لایا گیا ہو دونوں سسٹم کی نالیاں کو ملا کر اگر

ناپا گیا تو ان کی لمبائی ایک لاکھ کیلومیٹر جتنی ہو سکتی ہے

آرٹریز:۔ وہ نالی ہوتی ہے جس کے ذریعہ دل سے خون کو باہر لایا جاتا ہے اور تمام جسم کو سپلائی کیا جاتا ہے

اوروین:۔ وہ نالیان ہوتی ہیں جس کے ذریعہ سے پورے جسم میں خون واپس دل میں بھیجا جاتا ہے.

ہمارے خون میں سفید ذرات رکھے گئے ہیں جو حادثے یا بیماری کو صورت میں فوراً جائے وقوع پر پہنچتے ہیں اور زخم کو مندمل کرنے یا بیماری کو روکھنے کا کام شروع کر دیتے ہیں.
غور و فکر کرئے قدرت نے کس انداز اور کمال صنعت سے دل کو بدن میں پیدایش سے لیکر موت تک حرکت کرنے کے قابل بنایا ہے

ہمارا جسم مختلف اعضاء پر مشتمل ہے جب ہم کوئی کام کرتے ہیں تو عموما کچھ اعضاء مصروف رہتے ہیں اور کچھ آرام کرتے ہیں.

دماغ:۔ (fig.page-44-45-46-47)

دماغ کو بھیجہ کہتے ہیں۔ ھاھوت، ذات، گنج مخفی، نقطہ، ھو کا مقام علامت ذات۔ مقام مغز ہے سر اُمالد ماغ ہے اسکو روح انسانی کہتے ہیں سننا۔ سونگھنا۔ دیکھنا۔ عقل۔ تمیز۔ لذت۔ مقام ذات اللہ ہے. جسے انحد یا احد نگر، سر یعنی بھید الہی کہتے ہیں.

دماغ فنکشن کس طرح کرتا ہے پیدائیش سے لے کر مرنے تک ہر دم متحرک رہنے والا اعضو صرف دماغ ہے. جب انسان سوتا ہے تب بھی دماغ نہیں سوتا کام کرتا رہتا ہے دماغ ہمارے جسم کا ایک طرح سے گورنر ہے جس کا دفتر دماغ میں اعصابی مراکز نروس سسٹم کے ذریعہ

تمام جسم کے حصے سے ہوتا ہے جسم کے ہر حصے کی خبر ہر لمحے دماغ کو بھیجتے رہتے ہیں اور دماغ کے تابع ہوتے ہیں اتنا بڑا جسم اور کام کرنے والا ہمارا اکیلا دماغ .انسان کا دماغ دنیا کے بڑے سے بڑے کمپیوٹر کی تکنالوجی سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے .اس کا وزن 1.30 gram ہوتا ہے اس کے پانچ سو کروڑ سے ایک ہزار کروڑ نروس سلیس جسم کے تمام نظام کو چلاتے ہیں اس کو تین جھلیوں میں لپیٹ کر آٹھ سخت ہڈیوں کے اندر محفوظ کیا ہے دماغ کو جسم کا بادشاہ کہتے ہیں لیکن جسم کی تقریبا بیس فیصد توانائی صرف دماغ کے ذریعہ استعمال ہوتی ہے

دماغ اپنے پیغام نسوں کے ذریعہ جسم میں پھیلاتا ہے یہ نسیں بجلی کی سرعت کے ساتھ یہ پیغام متعلقہ عضو تک پہنچاتے ہین ایک معمولی نس میں ایک سکینڈ میں ایک میٹر تک اور زیادہ تیز رفتار سے سگنل بھیجنے کی تیزی ہوتی ہے .انسان کا دماغ کو مخصوص ذمہ داریوں کے تحت نہایت اہم مقام حاصل ہے یہ جسم کا انتہائی پیچیدا نازک اور حساس حصہ ہوتا ہے دماغ جسم کا ہیڈ کوارٹر ہے .تمام جسمانی حرکات وسکنات یہاں پر پیدا ہوتے ہیں

دماغ ہڈیوں کے مضبوط قلعے یعنی کھوپڑی کے اندر کھول دار اخروٹ کی طرح ہے اخروٹ ہی کی طرح یہ دو ملے ہوئے حصوں مین منقسم ہے یہ ذہانت کا آلہ ہے حافظہ اور قیافہ کی نہایت نازک مشینری ہے .دماغ بھی کروڑوں خاص خلیوں سے مرکب ہے جن میں سے ہر ایک کے ذمہ الگ الگ کام ہے.

سارے جسم میں پھیلے ہوئے ہزاروں اعصاب دماغ کے ساتھ منسلک ہیں جو وہاں سے پیغام لاتے اور واپس لے جاتے ہیں گویا دماغ کا نظام ایک آٹو میٹک ٹیلیفون سوچ بورڈ سے مشابہ ہے (آنکھیں جو کیمرہ سے بڑھ کر عجیب اور پیچیدہ میکانزم رکھتے ہیں .آنکھیں

دماغ کو تصویر پہچاتی ہیں) صنوبری غدود دماغ کی پشت سے نکلتا ہے یہ جنسی نشو ونما کو بہت تیزی سے آگے جانے سے روکتا ہے

انسان حیات کی پیچیدہ ترین صورت ہے ہر انسان کی کھوپڑی میں ایک دماغ ہے جس کے پیغام رسان اور ملازمین اعصابی نظام کے ذریعہ بدن میں اپنا کام سرانجام دیتے ہیں دماغ کے اُوپر جو کچھ ہے اس جدید سائنسدان ذہن کہتے ہیں ہر انسان غلط اور صحیح کے متعلق آزادنہ غور وفکر اور فیصلہ کرنے پر قادر ہے جنھیں ہم روح اور قلب کہتے ہیں ماہرین نفسیات ان دونوں کو ملا کر ذہن کہتے ہیں(fig.page-43-49)

خیالات کا اثر بدن پر پڑتا ہے اور جسمانی حالات اپنا اثر ذہن پر ڈالتے ہیں یہ ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے انسانی دماغ قدرت کا حیرت انگیز کمال کا نمونہ ہے یہ اعلی درجہ کی آٹو میٹک مشین ہے .انفس میں سمجھنے انسان کو دعوت فکر دیتا ہے اور تصدیق کرنا پڑے گا کہ خدا کی شان واحدہ لاشرک ہے.

آنکھیں:۔(fig.page-51)

سر میں آنکھ آنکھ میں ہے دیدہ بینا دیکھو — دل مرا سینے میں ہے چیر کے سینا دیکھو
یا رسول عربی آنکھ میں پتلی کے عوض — جلوہ گر ہو ترے نقش کف پا کی صورت
مری آنکھوں میں محمدؐ کا بھرا ہے جلوہ — نظر آتی ہی نہیں ما وشما کی صورت
ہمارے دل کے آئینے میں ہے نقشہ محمدؐ کا — ہماری آنکھ کی پتلی میں ہے جلوہ محمدؐ کا

نظر آنکھوں میں ہے جسے احمد نگر اور نور الہیٰ کہتے ہیں، دید ضروری ہے کیونکہ نور ہے آنکھوں میں، دیدار بھی اس تن کی آنکھوں سے ہوگا .اس دنیا میں آنکھون کو دو بنایا لیکن نظر

آتا ہے صرف ایک آنکھ کے بھی تین پردے ہیں اور آنکھ مین تین رنگ ہوتے ہیں سفید، کالا، بھورا اور جو درمیان میں ہوتا ہے وہ ایک نکتہ جیسا ہوا کرتا ہے آنکھ کی تپلی سات ماشہ سے زیادہ نہیں لیکن قدرت نے اتنی طاقت اور عجیب راز پوشیدہ کیا ہے آنکھ ہزاروں میل دور آسمان کی چیزوں کو دیکھتی ہے .عالم محسوسات و مشاہدہ کا تعلق ظاہر آنکھ سے ہے یہ دو آنکھیں اصل میں نور ہیں جس کے باعث آنکھ کی بینائی کامل ہوتی ہے.

آنکھ کو سات طبقات سے مرکب کیا ہر طبقہ میں خاص صفت ودیعت کی اس کی شکل مخصوص بنائی .ان طبقات میں سے ایک طبقہ بھی اگر بیکار یا ضایع ہو جائے تو آنکھ سے نظر نہیں آسکتا .آنکھوں میں دیکھنے کی قوت عطا کرنا آنکھوں سے نکلنے والے پانی کو نمکین بنایا تا کہ آنکھوں کا میل کچیل صاف ہو جائے عضلات جو آنکھوں اور پلکوں کی مختلف حرکات کا کام دیتے ہیں

آب شور آنکھ مین رکھا ہوا ہے کیونکہ آنکھ میں جو پیہ (چربی) ہے وہ آب شور ہی سے قائم رہ سکتا ہے اور پیہ سے آنکھ کی حفاظت ہوتی ہے اور آنکھ سے سفیدی کی حفاظت ہو تی ہے اور سفیدی سیاہی کی حفاظت کے لئے ہے اور سیاہی آنکھ کی تپلی کی حفاظت کرتی ہے اور آنکھ کی تپلی کو نظر کا مقام ٹھیرایا اور نظر کو دیکھنے کا سبب ٹھیرایا اور چونکہ دیکھنا قوت باصرہ کے نور پر منحصر تھا اسلے آنکھ کے نو مختلف طبقے پیہ کے بنائے تا کہ یہ زربی قوت باصرہ کو مدد دے سکے جیسا کہ شمع کی روشنی کو موم کی مدد پہنچتی ہے. درخت ،محراب، قندیل، شیشہ، بتی، زیتون وغیرہ مرشد کی صحبت میں رہا کر یہ راز پانا ہے.

پلکوں پر غور کرے اسے آنکھوں کی حفاظت کے علاوہ آنکھوں اور چہرے کا حسن

وزینت بھی قدرت کو منظور ہے اس کے ان کے بالوں کو ایک اندازے سے بڑا رکھا کہ زیادہ بڑے ہونے سے آنکھوں کو اذیت ہوتی اور اگر زیادہ چھوٹے ہوتے تو بھی آنکھوں کے لئے نقصان وہ ہوتے . انسان کے سر کو دیکھو یہ 55 ہڈیوں سے مرکب ہے اور تمام ہڈیاں ایک دوسرے سے مختلف ہیں سب کی شکلیں جدا جدا ہیں

کان:۔ دو کان اس لئے بنائے تھے ان کے ذریعہ آواز سنیں اگر آوازیں ہوتیں اور کان ان کے سننے اور ادراک کرنے کی قوت نہ ہوتی تو پھر آوازوں کے وجود سے کیا منصفت اور غرض ہوتی اور اگر ہوا کا وجود نہ ہوتا تو کان میں آوازوں کو کس طرح پہنچاتی ہے تو پھر کانوں کے ہونے کا کیا فایدہ ہوتا .کان کے اندر تین پردے بنائے .خاموش اور تنہائی جگہ پر بیٹھ کر سننے سے ہمارے وجود کے اندر اللہ کا ذکر ہوا کرتا ہے اسکی آواز ہمارے اس کانوں سے ہی سنائی دیگی.

ناک:۔ ناک کو دیکھو وسط چہرے پر کس خوبی سے اسکو بلند کیا ہے جس سے چہرے پر بڑی خوبصورت اور خوشنمائی ہے اس مین دو نتھنے بنائے ان میں قوت شامہ کو محفوظ کیا اور اسکو قلب تک پہنچاتی ہے اور بووں کو محسوس کر سکے اس کے اندر پردے بنائے کوئی چیز سانس کے ذریعہ اندر نہ جاسکے

منہ:۔ چھ ہڈیاں کھوپڑی کے حصہ میں ہیں 24 اُوپر کے جبڑے میں اور 2 نیچے کے جبڑے میں باقی دانت ہیں جنہیں قدرت نے چوڑا بنایا ہے تا کہ پیسنے کا کام دین بعض تیز کہ کاٹنے اور توڑنے میں کام آئیں ہمارے جسم کی سب سے سخت چیز ہمارے دانتوں کا انامل ہے .جیب سے چکھتے ہیں کہ ہم میٹھا نمکین کھٹا یا کڑوا ذائقہ استعمال کر رہے ہیں منہ کے اندر

رطوبت کو پیدا کیا کھانے کو چبانے اور ہضم کرنے میں مدد کرئیں لذت و ذائقہ زبان میں رکھا

انسان کی زبان پر تقریبا دس ہزار ٹیسٹ بڈس Taste Buds ہوتے ہیں یہ بڈس صرف مائیکروسکوپ میں نظر آتے ہیں انہیں بڈس کے ذریعہ ہم ذائقہ چکھتے ہیں (fig.page-52)

حلق کو دیکھو قدرت نے اس میں دو راستے بنائے ایک آواز کے آنے کے لئے جسکو حلقوم کہتے ہیں اور جو پھیپھڑے تک پہونچتا ہے دوسرا غذا کے جانے کے لئے جس کا تعلق معدہ سے ہے حلقوم پر ایک پردہ لگا ہے جو کھانے کو آنے سے روکتا ہے. پھیپھڑے کو پھلنے کے قائم مقام بنایا کا قلب کو ہوا کو پہنچا کر اسکو تازہ دم رکھے

پیشاب و پاخانہ کے راستوں پر نظر کرو کہ قدرت نے کس حکمت سے اسکے راستے نالیاں بنائی کہ ضرورت پر کام دیتی ہیں اور بلاضرورت وہ جاری نہیں ہوتیں ورنہ انسان کی زندگی اس دائمی جریان سے اجیرن بن جاتی اور وہ کسی وقت بھی پاک وطاہر نہ رہ سکتا

قدرت نے انسان کو دو ہاتھ دیے ہیں اگر ایک ہاتھ ہوتا تو پھر انسانکو کوئی کام کی انجام دہی میں بڑی دشواری ہوتی .اس طرح دو پاؤں کے ہونے کی حکمت ظاہر ہے کہ اس سے کم ہونے میں چلنا ممکن ہی نہ تھا.

گردن کو سر کا مرکز بنایا ہے اور اس میں سات گول خول (کھوکھلے) مہرے ہیں جو ایک دوسرے پر قائم ہیں......گردن کے زیرین حصہ کو پشت پر قائم کیا ہے اور اسطرح کہ 24 مہرے سلسلہ بہ سلسلہ سُرین کی ہڈی تک پہونچتے ہیں سُرین میں تین اور ہڈیاں ہیں اور

پشت کی ہڈیاں کو نیچے کی طرف سے دم والی ہڈی سے جوڑا گیا ہے۔ پشت کی ہڈی کو سینے ،مثانے، ہاتھ، پیڑو، سُرین، ران، پنڈلیوں وغیرہ سے بڑی حکمت وابستہ کیا ہے.

بدن انسانی میں 248 ہڈیاں ہیں ہڈیوں کو حسب ضرورت حرکت میں لانے کے لئے قدرت نے عضلات پیدا کئے یہ تعداد میں 569 ہیں اس کی ترکیب گوشت پھٹے رباطات اور جھلی سے ہے یہ مختلف شکل وصورت کے ہیں اور چھوٹے بڑے چوڑے پتلے حسب موقع اور حسب ضرورت بنائے گئے ہیں (fig.page-50)

مجموعی حیثیت سے انسان پر غور کرو اور اس کے ظاہری و باطنی نظام کو دیکھو تو قدرت کا کمال حکمت اور اس کی کبریائی کا حیرتناک نمونہ ہے ہر چیز کو موزوں اور مناسب بنایا

پھیپھڑے: پھیپھڑے علامت ہوا ہے ہلنا۔کانپنا۔انگڑائی ۔ڈکار۔موت کے وقت سانس پھولنا

انسانی جسم میں دایاں پھیپھڑا بائیں پھیپھڑے کے ہوتا ہے پھیپھڑے جو دھونکنی کی طرح کام کرتے ہین سانس لینے اور چھوڑنے کا کام کرتے ہیں پھیپھڑوں میں کام کرنے والے خلیے ہوا سے آکسیجن حاصل کر کے اسے باریک شریانوں کے ذریعہ خون کی بڑی نالی میں پہنچاتے ہیں اور فاضل ہوا کو کاربن ڈاکسائڈ میں تبدیل کر کے جسم سے باہر نکال دیتے ہیں. قدرت کا مزید انتظا ہم دیکھیے حیوان اور انسان زندگی آکسیجن جلا کر اور کاربن ڈاکسایڈ خارج کر کے اپنا کام چلاتی ہے اور نباتاتی زندگی اس کے برعکس کاربن ڈاکسائیڈ جلا کر اور آکسیجن چھوڑ کر. گویا نباتاتی اور حیوانی زندگی ایک دوسری کی مددگار ہیں.

جسم کا بنیادی اور ستون ہڈیوں کا پنجرہ ہے اس پر باقی سب کچھ تعمیر کیا گیا ہے اس

ڈھانچے کے اندر مختلف خاندان ہیں جو سارے بدن کے مشترکہ مفاد کے لئے ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں ان میں سے بڑے بڑے گروہ حسب ذئل ہیں۔۔۔۔۔خوراک ہضم کرنے اور فضلہ خارج کرنے کا نظام

1. سانس لینے کا نظام۔۔۔۔۔2. گردش خون کا نظام

3. اعصابی نظام۔۔۔۔۔۔4. غدودی نظام۔۔۔۔۔۔5. افزائش نسل کا نظام

ہمارے جسم اور بیرونی دنیا میں بہت مشابہت ہے صوفیان اکرام انسان کو عالم اصغر اور کائنات کو عالم اکبر کہتے ہیں۔۔اگر جسم کا کوئی عضو بیمار ہو جائے تو اس سے سارا بدن متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا

انسانی جسم اسٹیم انجن کی مانند ہے جس میں خوراک کا ایندھن وہ قوت مہیا کرتا ہے جس سے انجن چلتا ہے. خوراک دو عملوں کے ذریعہ ہضم ہوتی ہے ایک انتڑیوں کے ذریعہ نچوڑنے اور دوسرے معدے، اور جگر سے

دوسرا نظام سانس لینے کا ہے ہمارا جسم آکسیجن جلاتے ہیں تا کہ ہمارے اندر آتش حیات رہے اور یہ عمل غیر شعوری طور پر خود بہ خود انجام پا تا رہتا ہے.

ہمارا سر گردن پر بیلنس کے ساتھ کھڑا ہے ہمارے سر کا وزن تین ساڑھے تین کیلو ہے اور وہ سات تکون ہڈیوں کے اوپر جنہیں Cervicle Vertebrae کہا جاتا ہے اور ہمارے جسم کی ریڑھ کی ہڈی کے 33 ٹکڑے ہوتے ہیں رگوں اور خون کی نالیوں کا ایک جال ہے جو گردن سے ہو کر گزرتا ہے گردن ایک ایسا پل ہے جس پر پورے جسم کا دارومدار ہوتا ہے درد، غدا، طاقت، اشارون کی سپلائی معلومات ہدایات آمدورفت غرض سب کچھ اس

پل سے ہو کر گزرتا ہے.

ہمارے جسم میں تقریبا 650 مزلس (پٹھے) ہوتے ہیں جو جسم کی حرکت میں مدد کر تے ہیں یہ مزلس پھیلتے اور سکڑتے ہیں

ہمارے جسم مین جملہ 206 ہڈیاں پائی جاتی ہے اور ہڈیاں کیلشیم اور فاسفورس سے بنتی ہے. انسان کی سب سے بڑی سائز کی ہڈی ران میں ہوتی ہے یہ جسم کے تمام ہڈیوں میں زیادہ لمبی ہوتی ہے

تلی:۔ پینکریاس pancreas: علامت مٹی ہے گوشت۔ پوست۔ استخوان۔ عروق۔ بال۔ ناخن ۔ تلی کا کام یہ ہے کہ وہ سودا (خون کے جلے ہوئے اجزاء) کو حاصل کرئے پتہ صفرائی اجزا کو علیحدہ کرے گردے مالی اجزاء کو حاصل کریں اور مثانہ میں جمع کریں . یہ ایک ایسا عضو ہے جسے گلانڈ کہتے ہیں ہمارے معدے اور ڈیوڈینیم Duodenum کے درمیان میں ہوتا ہے جو کھانا ہضم کرنے والے اینزاہیم Enzymes کی پیداوار کو بڑھاتا ہے بلکہ خود بھی پیدا کرتا ہے اس کا سائز صرف چھ انچ کا ہوتا ہے اس کی مشابہت ایک چھوٹے سے انگور کے گوشے کی طرح ہوتا ہے

گردے۔-Kidney

جسم انسانی میں 50 سے زیادہ معدنیات کا وجود تحقیقی طور پر ثابت ہو چکا ہے.

انسانی کے جسم کا ہر عضو اپنی کارکردگی کی بنا پر خاص اہمیت کا حامل ہوتا ہے ان اعضاء میں ایک اہم عضو گردے بھی ہیں جنمیں جسم کی صفائی کی مشین کہا جائے تو بے جانہ ہوگا جس میں سے ہر ایک کا وزن تقریبا چار اونس (140 gram) ہوتا ہے اپنے اندر نہایت حیرت ناک جانچ

تول کا سب سے صحیح اور پوشیدہ انتظام رکھتے ہیں جسم کی گندگی کو پیشاب اور پسینہ خون اور بول وبراز کوایک منیٹ میں تقریباایک لیٹر خون کوفلٹر کر کے دوبارہ باہر کر دیتے ہیں

جگر۔Liver۔ علامت پانی ہے پیشاب۔ براز۔خون۔آب منی۔آب دہن۔ آب چشم۔ آنسوں اور کانوں کا پانی

جگر انسانی جسم کا ایک اہم عضو ہے پیٹ کے دائیں جانب تھوڑا اوپر رہتا ہے جگر کا کام ہاضمہ سے ہے جگر بائل (صفرا) کی رطوبت پیدا کرتا ہے یہ ایک ہلکا سبزی مائل پیلا پانی ہو تا ہے اس میں زعفران کی طرح بو آتی ہے اور اس کا مزہ کڑوا ہو تا ہے اس کا سب سے بڑا غددر Glands کہتے ہیں اس کے دولوبس (Lobes) ہوتے ہیں جودایاں اور بایاں لوب کہا جا تا ہے .صفرا کی روزانہ پیداوار کی مقدار 500 تا100 ملی لیڑ ہوتی ہے.....جگر کی کمزوری یا خرابی سے تیزابت Acidity کی شکایت،بدہضمی کی علت پیدا ہوتی ہے.

انسان کے آلہ تناسل پرنظر کرو کہ اگر ہر وقت وہ ڈھلا رہتا تو پھر رحم میں منی کے پہونچانے کی کیا شکل ہوتی اور اگر ہمہ وقت وہ قائم سخت رہتا تو کام کرنے میں چلنے پھرنے میں بڑی دشواری ہوتی قدرت نے اس کوایسا بنایا کہ ضرورت کے وقت وہ قائم وسعیدہ ہوجا تا ہے

بالوں اور ناخونوں کی پیدائش پرغور کرو اگر وہ بڑتے ہی رہتے ہیں اور ان کے تراشنے میں بڑی مصلحت ہے بالوں اور ناخونوں کوتراشنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔.اس پر غور کرو کہ قدرت نے انسان کے اندر کھانے پینے سونے اور جماع کرنے کی ضرورتوں کو پیدا فرمایا ہے اوراس کے اظہار کے ثمرات بنائے.

انسان کا سونا اور نیند کا آنا بھی طبعی طور پر ضروری ہے جسم کوراحت وآرام اور قوت ملتی ہے اس کے بغیر انسان کے بدن کوتازہ دم وقوت حاصل نہیں کر سکتا.

قدرت کا فضل واحسان کا اندازہ کرواوراس کی حکمت عملی پرغور کرو یہ کتنی بڑی نعمت عظیم ہے.اگر انسان میں بھول وچوک کا مادہ نہ ہوتا تو انسان پر ہر وقت رنج غم میں مبتلا رہتا اور دنیا کی تمام لذتوں سے محروم ہوتا

صورت انسانیہ کو دیکھو جوالف کی شکل رہتی ہے کہ اس کے صانع نے اس کے اندر کیا کیا بدائع اور عجائب رکھے ہیں دیکھواس کا سراس کے جسم کا آسمان ہے اور دونوں آنکھیں ستارے ہیں اور چہرہ شمس وقمر ہے پھر پانی کو دیکھو کہ پانی کے مختلف رنگ اورانسان کے جسم سات مختلف مزے کا پانی موجود ہے جسے سات دریا بھی کہتے ہیں زبان کا پانی میٹھا، ناک کا پانی کھٹا، آنکھ کا پانی کھارا، کان کا پانی کڑوا، گردہ کا پانی معتدل مثانہ کا پانی پیشاب اورمنی پھیکا.ایک ہی وجود میں کوئی کڑوا ہے کوئی نمکین ہے اور کوئی میٹھا ہے اور کوئی بد بودار ہے.زمین میں جو جو چیزیں ہیں وہ سب جسم انسانی میں موجود ہیں دونوں مدنڈے پہاڑ ہیں اور دونوں بازواور کلائیاں درخت ہیں ۔اور انگلیاں شاخیں اور ناخن پھل ہیں اور بال گھاس ہے اور دانت اور زبان اس کی بادشاہ کا ترجمان ہے اور معدہ اس کا باورچی ہے اور ایک قوت اس کے اندر ایسی ہے جو غذا کو رگوں اور پٹھوں اور بالوں اور کھال اور گوشت پر تقسیم کرتی ہے جو خون غلیظ ہوتا ہے.

اس جسم میں جو دریچے ہیں ان میں سے نو دروازے کھلے ہیں اور پانچ دورازے بند ہین۔آنکھ کے دو، کان کے دو، ناک کے دو اور منہ کا ایک زیر ناف دو ہین۔۔بند دروازے

تالو، دو پستان، دو آنکھوں کے درمیان، تلوے اور پیٹھ کے نیچے کی ریڑ کی ہڈی ہے

انسان ایک معمہ ہے جس میں قدرتی صفات بھی ہیں فرشتوں کی قوت بھی ہے بشری عادت بھی ہیں اور شیطانی خصلت بھی ہے عرش و کرسی، لوح و قلم، زمین و آسمان بھی اندر ہے. انسانی بدن محض مٹی کا پتلہ ہی نہیں بلکہ ساری کائنات کا نمونہ ہے وہ مظہر خدا ہے. انسان خدا کو خود سے الگ کہیں دور خدا کی تلاش کرتا ہے اور اس میں سرگرداں ہے. تخلیق انسان کا بیان پڑھا اور سمجھا یقین لا و قدرت پر اور بڑائی کر اپنے رب کی معرفت خداوندی حاصل کر اور بندگی کو اختیار کر تیرا قلب روشن ہو جائیگا. حیوانی صفت کو دور کر، مکر و فریب، فتنہ چھوڑ دے کیونکہ اس تن سے ہی قبر میں سوال و جواب ہوگا

اللہ کو نہ جاننا زہر مہلک ہے اور خواہشات نفسانی کی پیروی کر کے اللہ کا گنہگار ہونا اس کا سخت مرض ہے اور اللہ کی معرفت اس کے لئے تریاق زندگی بخشی ہے اور خواہشات نفسانی کی مخالفت کر کے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا اس کی دوائے شافی ہے. جو شخص قرب خداوندی کی تلاش میں راہ پر گامزن ہوتا ہے اس کی یہ پہلی معراج ہے.

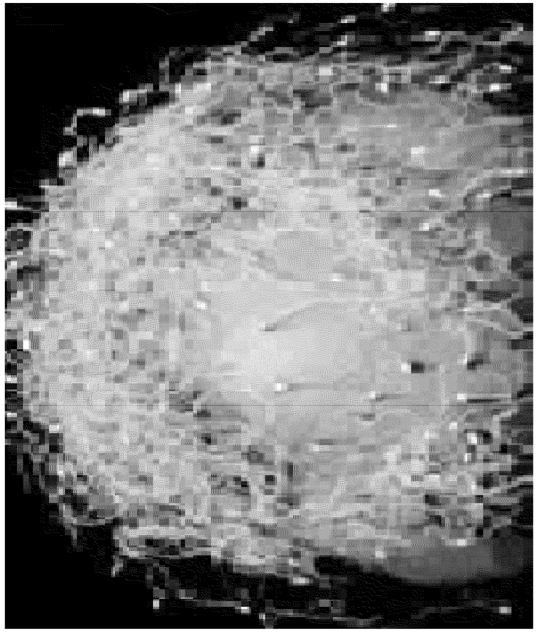

5 μm human sperm in semen (1000X)

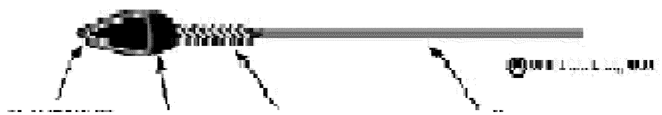

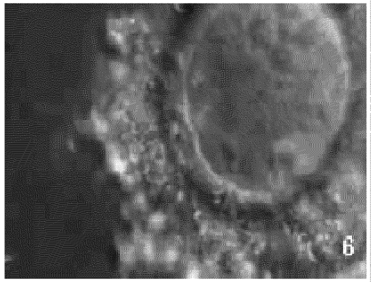

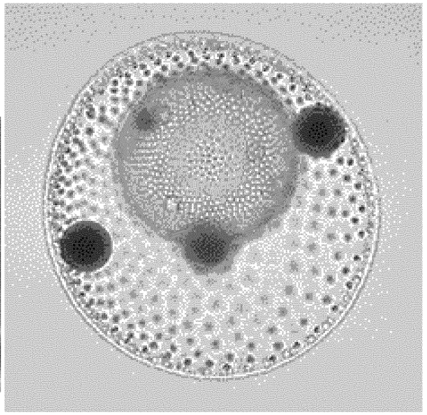

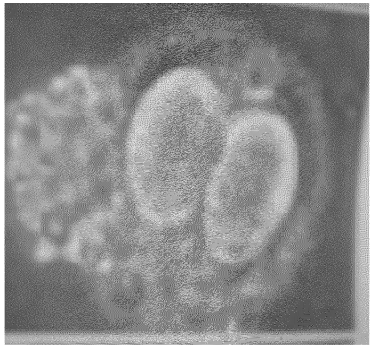

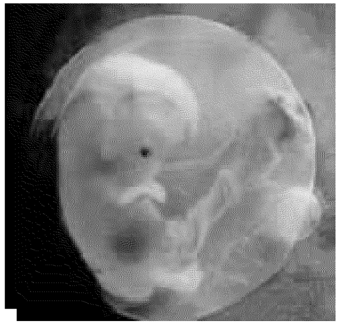

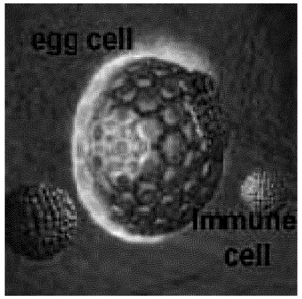
egg cell
Immune cell

ل

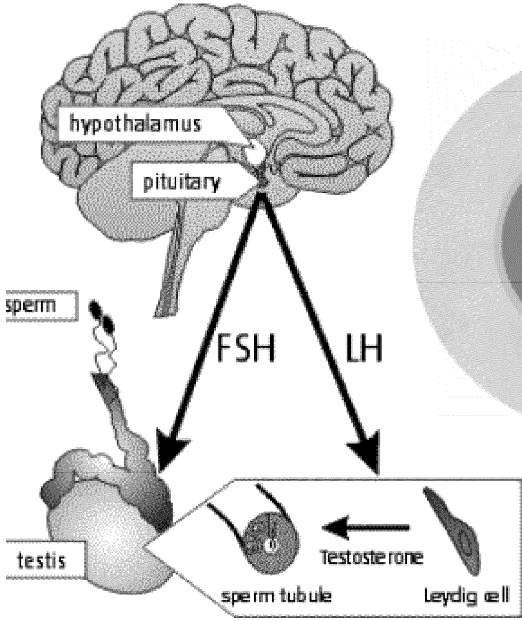
hypothalamus
pituitary
sperm
FSH
LH
testis
Testosterone
sperm tubule
Leydig cell

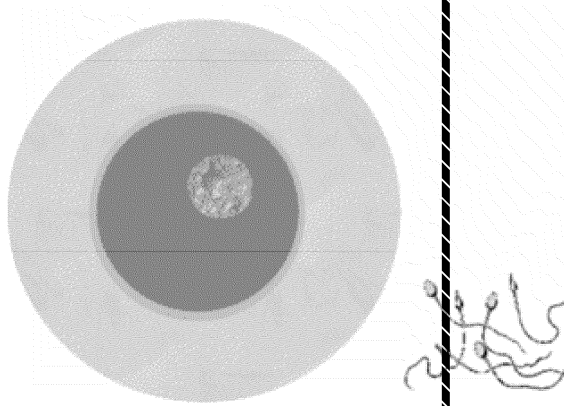

FIG NO-3-

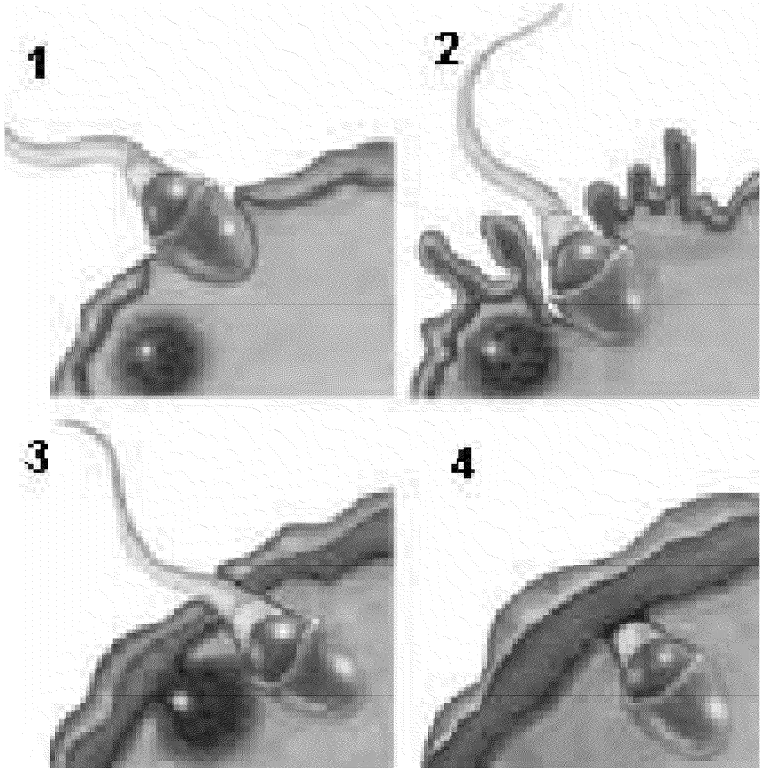
1
2
3
4

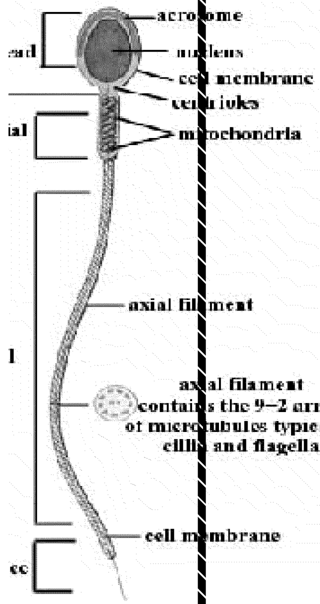
acrosome
nucleus
cell membrane
centrioles
mitochondria
axial filament
axial filament
contains the 9−2
of microtubules
cilia and flagella
cell membrane

FIG NO.8.

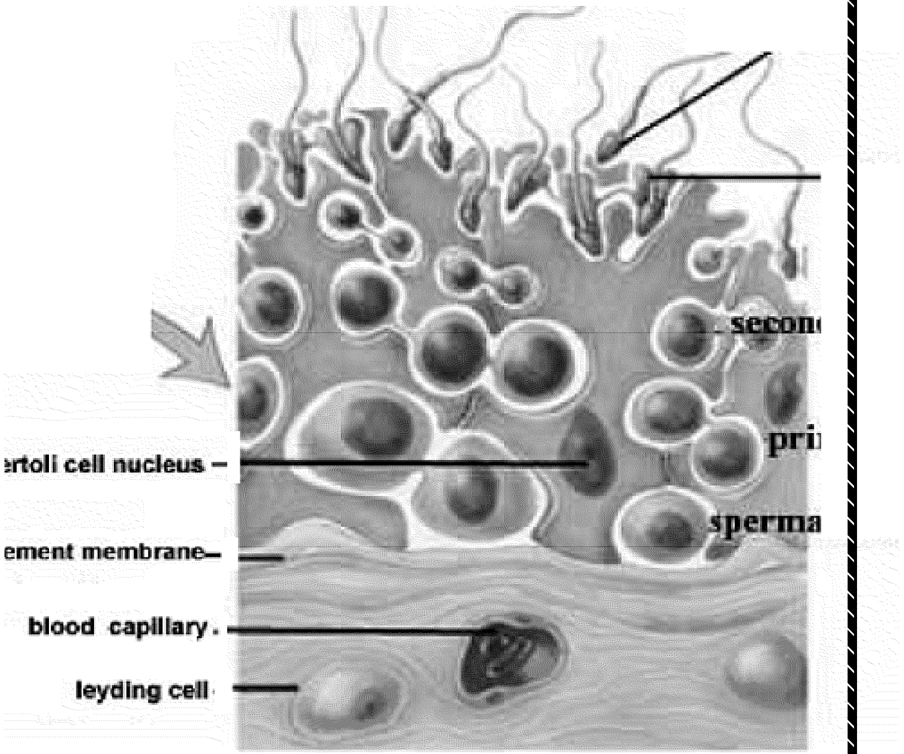

secon
pri
sperma
ertoli cell nucleus
ement membrane
blood capillary
leyding cell

pi

pll

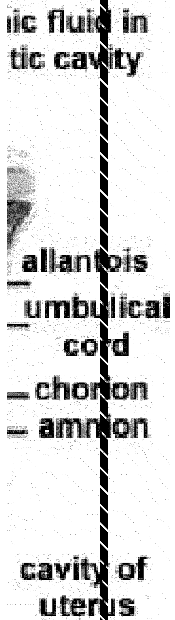
ic fluid in
tic cavity
allantois
umbulical cord
chorion
amnion
cavity of uterus

FIG NO.

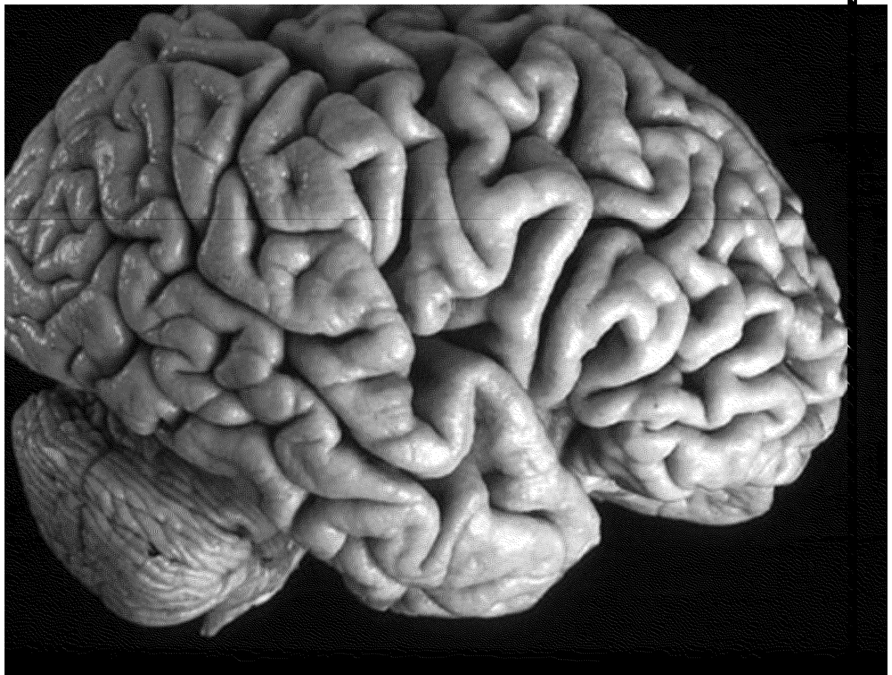

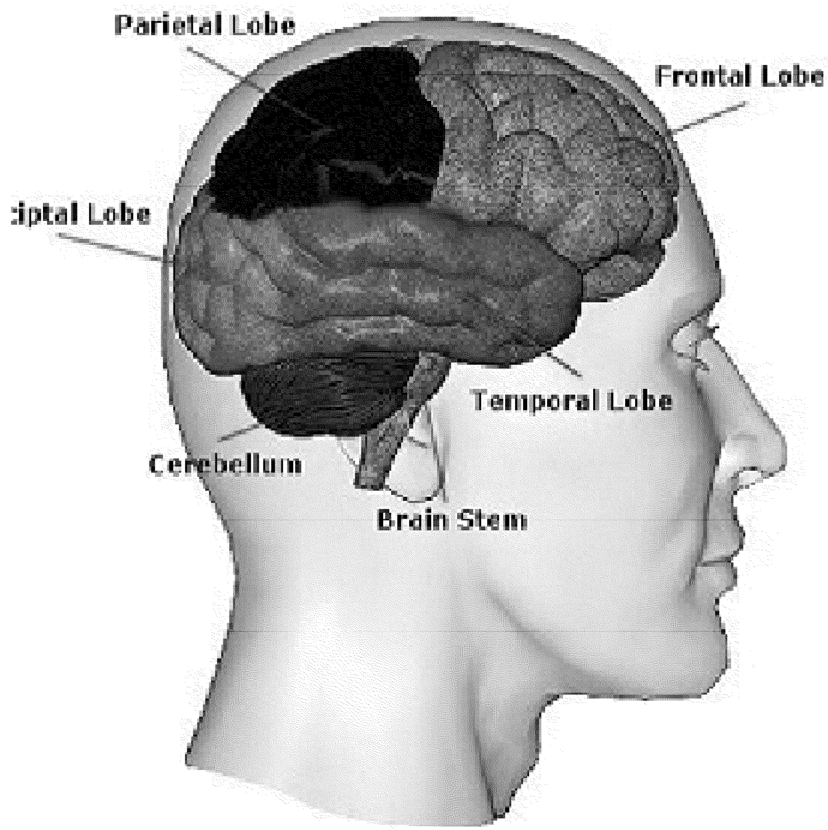

Parietal Lobe
Frontal Lobe
:iptal Lobe
Temporal Lobe
Cerebellum
Brain Stem

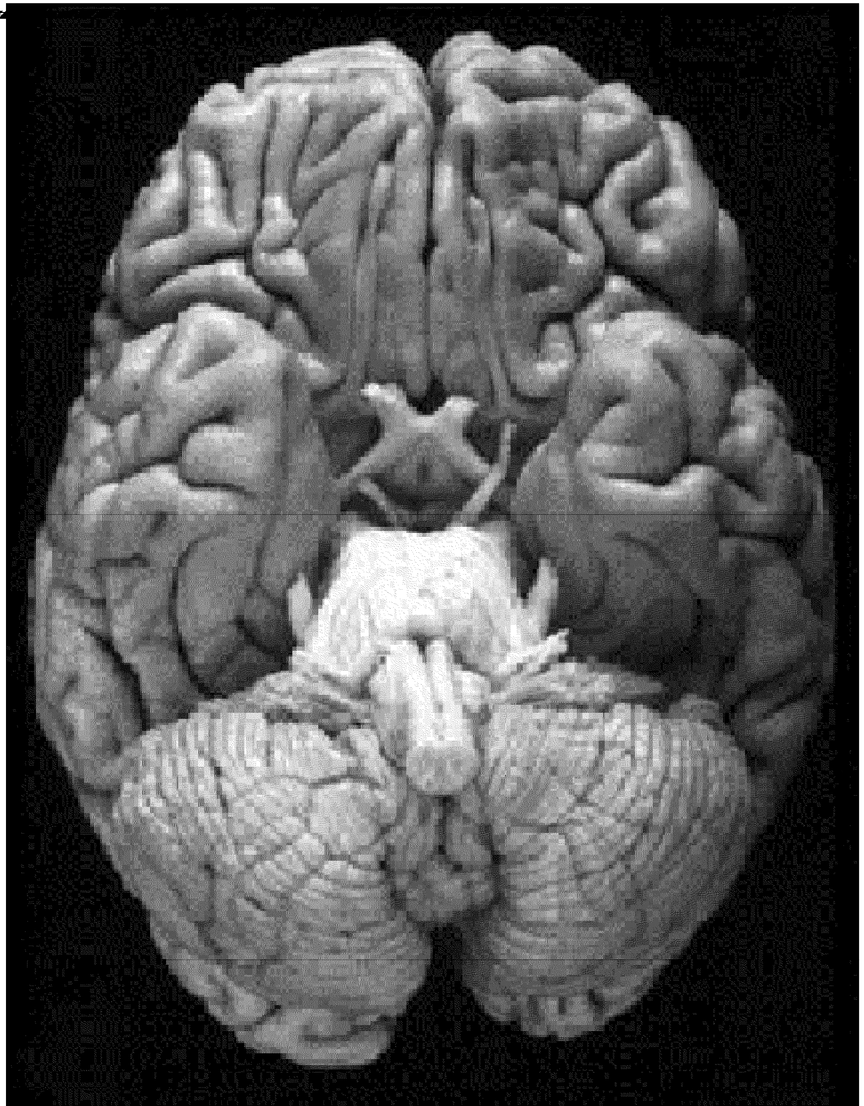

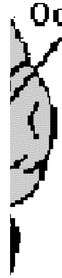
Occipital
lobe

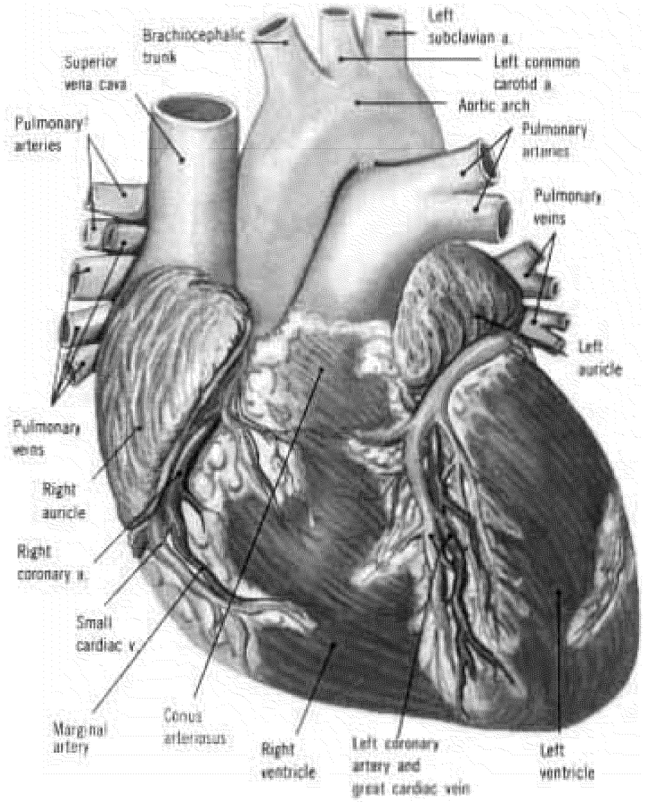
Brachiocephalic trunk
Left subclavian a.
Left common carotid a.
Superior vena cava
Aortic arch
Pulmonary arteries
Pulmonary arteries
Pulmonary veins
Left auricle
Pulmonary veins
Right auricle
Right coronary a.
Small cardiac v.
Marginal artery
Conus arteriosus
Right ventricle
Left coronary artery and great cardiac vein
Left ventricle

FIG NO.

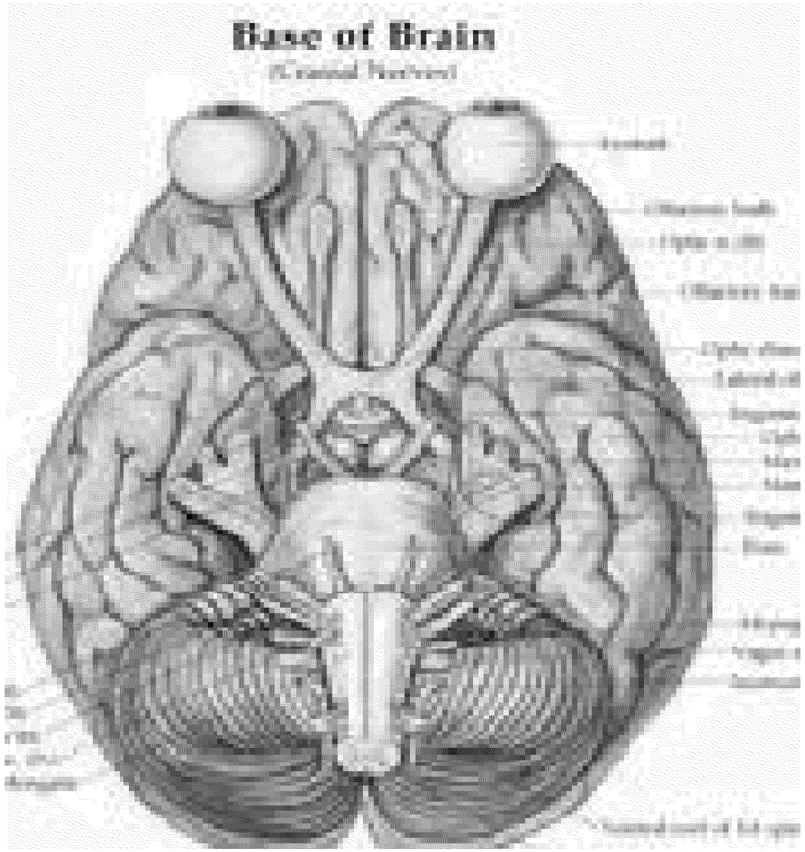
Base of Brain

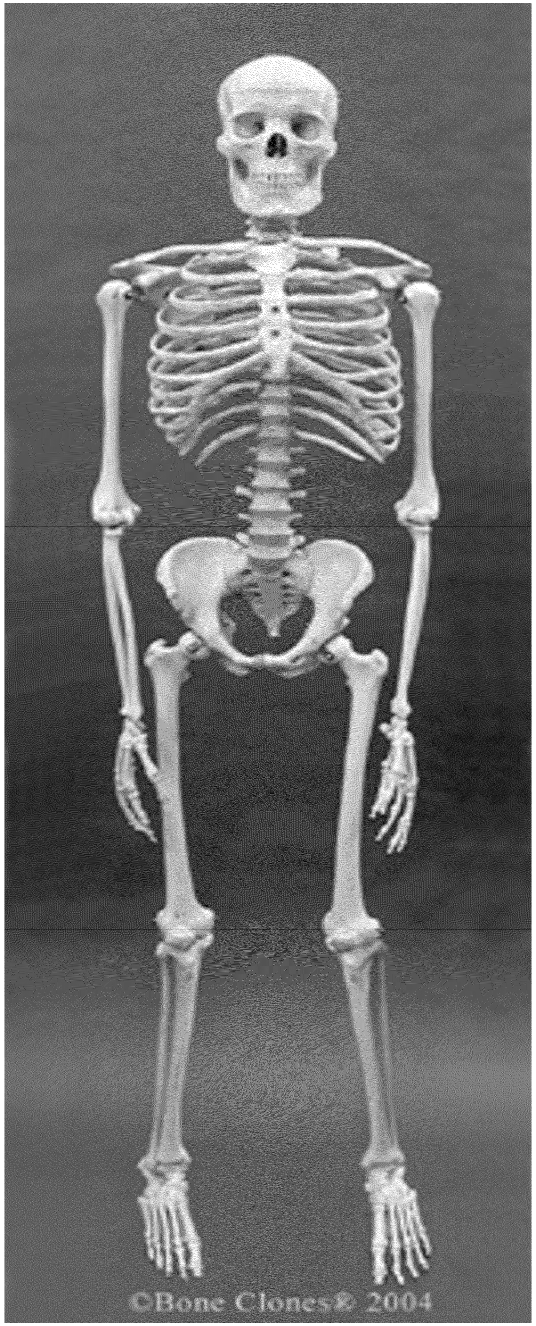
©Bone Clones® 2004

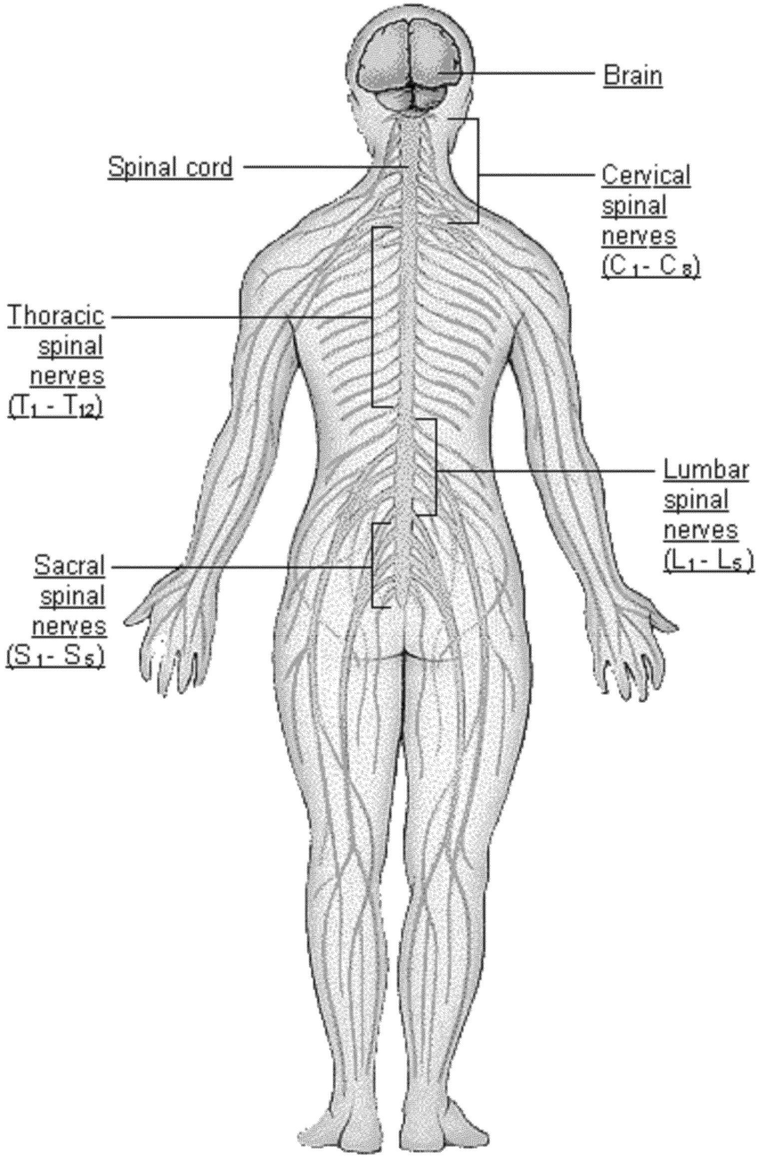
Brain
Spinal cord
Cervical spinal nerves (C_1 - C_8)
Thoracic spinal nerves (T_1 - T_{12})
Lumbar spinal nerves (L_1 - L_5)
Sacral spinal nerves (S_1 - S_5)

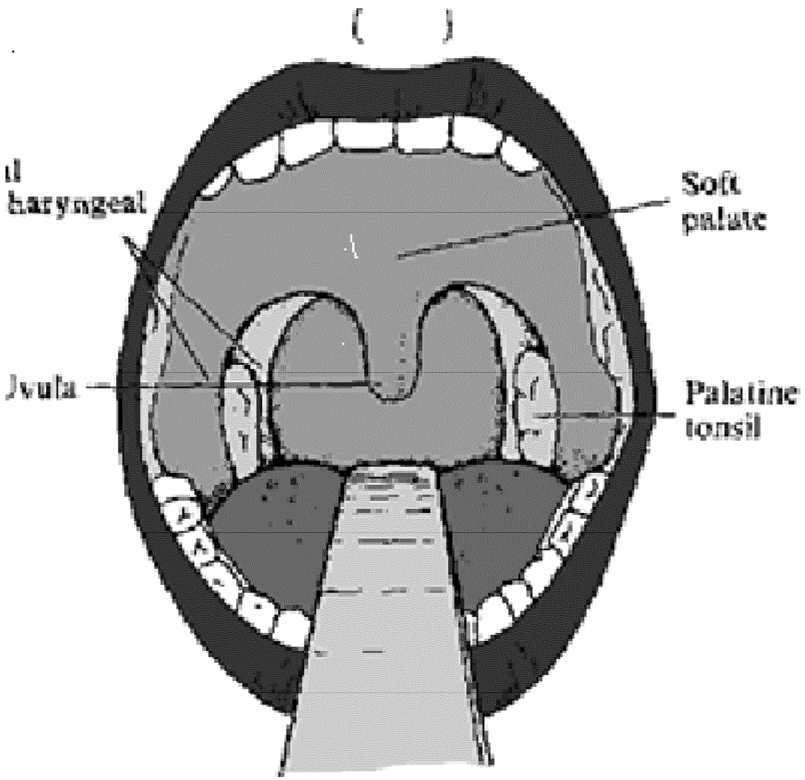

l
haryngeal
Soft
palate
Jvula
Palatine
tonsil

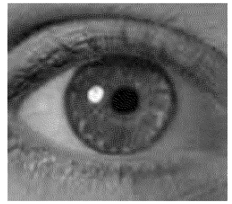

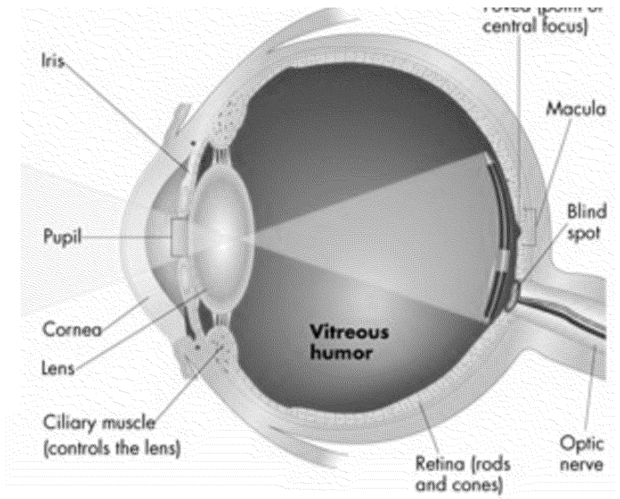

central focus)
Iris
Macula
Blind
spot
Pupil
Vitreous
humor
Cornea
Lens
Ciliary muscle
(controls the lens)
Retina (rods
and cones)
Optic
nerve

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

نور

تمہارا نور جب آدم میں آیا یا رسول اللہ
فرشتوں نے ہے تب سر کو جھکایا یا رسول اللہ
نظروں میں ہی نہاں ہے ناظر کا منتظر ہو
تجھکو نہیں نظر ہے وہ دلربا ادھر ہے
تیری نظر میں ہے تجھے بالکل نظر نہیں
شاید ملا تجھے کوئی صاحب نظر نہیں

ارشاد بارء تعالیٰ **اللّٰہ نُورالسمٰوٰت وَالْاَرض** (یعنے اللہ تعالیٰ زمین وآسمان کا نور ہے) یہ ایسا راز ہے جو عام لوگوں کے سامنے کھولا نہیں جاسکتا اور نہ بیان کیا جاسکتا ہے صرف عارفوں کے قلب ہی ان رازوں سے واقف ہوتے ہیں اور اسرار کو ظاہر کرنا کفر ہے. آسمانوں اور زمین کے نور ہونے کے ظاہری معنی میں آنکھیں والا نور لیتے ہیں انسان کے رخساروں کو دو محرابیں بنا کر اس میں نور کی دو قندلیں روشنی کیلئے لٹکائی گئیں ہیں آنکھیں ہیں اور اسمیں اپنا خاص نور مبارک کو داخل فرما کر اسکو پُرنور بنایا اور اس میں دین ودنیا کے بہت ہی پُراسرار چیزیں پوشیدہ فرمایا. دید اور دیدار کا بھید بھی اس مقام میں رکھا. انسان کا وجود جو بنا ہے وہ بھی نور ہی سے ہے. ہر شئی میں اُسکا نور ہے اپنے نور سے ایک اور نور پیدا کیا

وہی نور حضور علیہ السلام کا ہے

اسرار کے چابیاں اللہ کے ہاتھ میں ہیں جس کو چاہتا ہے اور جس کے ذریعہ چاہتا ہے انہیں ان اسراروں کو کھول دیتا ہے.

خدا کے نور کو آسمان اور زمین کی طرف نسبت کی وجہ معلوم ہو کہ وہ بذات آسمانوں اور زمین کا نور ہے جب تم یہ پہچان لیا کہ وہ نور ہے اور اس کے سوا کوئی اور نور نہیں وہی مجموعہ انوار ہے وہی نور کل ہے نور اُسے کہا جاتا ہے جس سے چیزیں ظاہر ہوں وہی علی درجہ کا نور ہے

حضرت رسول اکرام ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلقت کو ظلمات میں پیدا کیا پھر اس پر اپنا نور ڈالا، عدم سے بڑھ کر کوئی ظلمت نہیں.

قران کریم میں ایک صورت کا نام نور ہے اور ایک اور صورت کا نام محمد ﷺ ہے یعنی نور محمد ﷺ ہوا

قد جائکم من اللہ نور و کتاب مبین (المایدہ) اللہ کی جانب سے ایک نور آیا اور ایک روشن کتاب یعنی آپ نور ہدایت اور صاحب قرآن ہیں

انسان کو اللہ کا نور بنا کر زمین وآسمان کے درمیان میں ظاہر فرمایا ہے آسمان اور زمین دونوں قسم کے نور سے بھرئے ہوے ہیں وہ دونوں نور جو بصارت اور بصیرت کی جانب منسوب ہیں یعنی حسِ اور عقل کی طرف ـ بصری نور وہ ہے جس کا ہم آسمانوں پر مشاہدہ کرتے ہیں یعنی سورج چاند ستارے اور جسے ہم زمین میں دیکھتے ہیں یعنی شعائیں جو کہ روئے زمین پر پھیلی ہوئی ہیں حتیٰ کہ اس کے باعث مختلف رنگ ظاہر ہوتے ہیں

اصل نور تو اللہ تعالیٰ ہی ہے اللہ تعالیٰ ہی نور اعلیٰ ہے وہی سچا اور حقیقی نور ہے جس میں کوئی اس کا

شریک نہیں اور دوسروں کی جانب وہ مجازاً نسبت بولا جاتا ہے اور فی الواقع اس کی کوئی حقیقت نہیں دہے.

نور کس کو کہتے ہیں کیا چیز ہے. نور وہ ہے جو خود بھی دیکھے جاسکے اور اس کے ذریعہ سے دوسری چیزوں کو بھی دیکھ سکیں. ظاہر کرنے والا ظاہر شئی سے جدا نہیں ہوتا، ظاہر کرنے والا ظاہر شدہ سے قبل ہوتا ہے اور اس سے بڑھ کر ہوتا ہے اگر چہ اس کے ساتھ ہوتا ہے وہ مخفی زیادتی ظہور کے سبب ہے اور روشنی کی چمک کے باعث انسان اس سے غافل ہوجاتا ہے. عوام کی نزدیک نور ظہور (ظاہر ہونے) کا اشارہ ہے اور ہمارے حواس خمسہ میں بھی دیکھنے کی قوت صرف آنکھ ہے جس سے ہم نور کا ادراک کرتے ہیں ہر شئی اپنے غیر کے لئے ظاہر بھی ہوتی ہے اور اسے سے چھپتی بھی ہے.

عالم مادی میں آنکھ سب سے زیادہ عجیب وغریب بلکہ محیر العقول آلہ یا کرشمہ قدرت ہے کوئی انسان آج تک اس راز کو نہین سمجھ سکا کہ آنکھ کے تل میں جو تصویر اُتر آتی ہے دماغ کس طرح سمجھتا ہے کہ یہ فلاں چیز ہے اتنا تو معلوم ہے کہ دماغ تصاویر کو سمجھتا ہے. لیکن یہ کس طرح سمجھتا ہے اس کا جواب کوئی نہیں دے سکتا.

آنکھ مین راز موجود ہے اس راز کو جانے کے لئے آنکھ کی بناوٹ پر غور سے دیکھو آنکھ کے بیچ میں کالا دائرہ ہوتا ہے جسکو پتلی کہتے ہیں عارفین اسکو انسان اور قندیل بھی کہتے ہیں اس اطراف میں تھوڑا بڑا دائرہ ہوتا ہے یہ روشنی کو پھیلانے والا دائرہ ہے جس کا رنگ الگ الگ ہوتا ہے لیکن اس کا عمل میں کوئی فرق نہیں ہوتا اور جو روشنی اس سے نکلتی ہے اُسی کو ہی نور کہتے ہیں اور آنکھوں میں ہمیشہ پانی رہتا ہے جو آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتی ہے اور باقی

حصہ آنکھ کا سفید ہوتا ہے. کلمہ کے اندر بھی پانچ رنگ ہین َلا َ- کالا - الہ کا رنگ سفید - الا اللہ کا رنگ ہرا - محمدؐ کا رنگ لال - رسول کا رنگ - پیلا اور اللہ کا رنگ بیرنگ ہے. نکتہ آنکھ کی پتلی میں رنگ کالا اور روشنی کالے سے ظاہر ہوتی ہے

اشاء کی تین قسمیں ہیں ایک وہ اشیاء ہیں جو خود بالذات دیکھی جا سکتا ہے جیسے چاند سورج آگ کا شعلہ اور چراغ وغیرہ

دوسرے قسم وہ اشیاء جو بالذات تو دیکھی جا سکتی ہیں لیکن ان کے ذریعہ سے کوئی اور شئے کو نہیں دیکھ سکتے جیسے تارے، ہیرے، روشن جسم وغیرہ۔ تیسری قسم وہ اشیاء جو بالذات نہیں دیکھ سکتے ہو جیسے سیاہ جسم کبھی کبھی ان شعاعوں پر جو روشن اجسام جیسے سورج سے نکلتے ہیں اور کثیف جسم زمین پر پڑھتی ہیں اور وہ روشن ہوجاتے ہیں اُنکو بھی نور کہا جاتا ہے مثلاً چراغ کا نور گھر کی در و دیواروں کو روشن کرتا ہے ان سب کو نور کہا جاتا ہے

جو خود سے روشن ہیں اُن اشیاء کو بھی نور کہتے ہیں جیسے آفتاب. نور کا فعل ظاہر ہونا اور ظاہر کرنا ہے. ً لیس کمثلہ شیئ وھو سمیع البصیر ً (الشوری) نہیں ہے اس کی طرح کوئی مثل اور وہی ہے سننے والا اور دیکھنے والا.

دیکھنے والی روح، روح ظاہری کے برابر ہے جو کہ نور کو معلوم کرنے کے لئے لازمی رکن ہے روح کی قوت اور چیزوں کو معلوم کرنے کی قوت جو آنکھ ہے اور اس قوت سے نور کا ادراک کیا جاتا ہے اور محسوس کرتی ہے ورنہ نور بالذات نہ تو دریافت ہوتا ہے اور نہ ہی کس شئی کا ادراک ہوتا ہے.

چمگاڈر کی آنکھ کا نور ضیف ہے اسلئے وہ آفتاب کی روشنی میں نہیں نکلتا مرغ کے بچہ

کی آنکھ کا نور بھی ضیف ہوتا ہے محققین نے دیکھنے والی آنکھ کے نور کو نور کہا ہے آنکھ کی قوت کے نور کو نور کہا ہے.

آنکھ کے نور سے جو کچھ نظر آتا ہے اُس میں سات قسم کے عیب ہیں.

پہلا۔ خارج میں سب کو دیکھتا ہے لیکن خود کو نہیں دیکھ سکتا

دوسرا۔ دور کی چیز کو بھی نہیں دیکھ سکتا اور قریب شئ کو بھی نہیں دیکھ سکتا

تیسرا۔ پردہ کے پیچھے کی شیء کو نہیں دیکھ سکتا

چوتھا۔ شئ کی ظاہری شکل کو دیکھتا ہے اُسکے باطن کو دیکھنے میں قادر نہیں

پانچواں۔ موجودات میں بعض کو دیکھتا ہے بعض کو نہیں دیکھتا

چھٹواں۔ انتہا اشیاء کو دیکھتا ہے بےانتہا اشیاء کو نہیں دیکھتا

ساتھواں۔ پھر دیکھنے میں غلطی بھی کھاتا ہے چھوٹی کو بڑی اور بڑی کو چھوٹی دور کو نزدیک اور نزدیک کو دور ساکن کو متحرک اور متحرک کو ساکن دیکھتا.

ان تمام عیوب سے پاک وہی اسم نور کے لائق ہے معلوم ہوا انسان کے دل میں آنکھ ہے جو کمال صفت رکھتی ہے جس کو عقل ۔روح۔اور نفس سے تعبیر کرتے ہیں.

تمام ساتوں عیبوں سے پاک وہ صرف عقل (عقل کا نور) ہی ہوسکتی ہے آنکھ کے بہ نسبت عقل دوسروں کو دیکھتی ہے ویسے اپنے کو بھی دیکھتی ہے اپنی صفات کو معلوم کرلیتی ہے اپنے نفس کو جانتی ہے علم کے علم کو جانتی ہے.

آنکھ نگاہ کے قریب اور دور کو معلوم کرنے سے قاصر ہے عقل کیلئے دور اور نزدیک یکساں ہیں۔عقل ایک لمحہ میں آسمانوں کی سیر کرتی ہے اور ایک دم زمین کی تہ تک پہنچ جاتی ہے.

آنکھیں روح کے دریچے ہیں سوائے نیند کی حالت کے آنکھیں ہر وقت کام میں مصروف رہتی ہیں.

آنکھ پردہ کے پیچے کی چیز کو نہیں دیکھتی عقل (عقل کا نور) آسمانوں کے پردوں لوح کُرسی ملکوت مین تصروف کرتی ہے کوئی حقیقت بھی عقل سے پردہ میں نہیں رہتی.

آنکھ اَشیاء کے ظاہری اور بالائی حصہ کو معلوم کرسکتی ہے لیکن اندرونی حصہ کو معلوم نہیں کرسکتی عقل اَشیاء کا اندرونی حصہ اس کی حقیقت صفت و کیفیات معلوم کرتی ہے شئ کی علت اسباب بھی معلوم کرلیتے ہے اور اُس پر حکم بھی لگاتی ہے کسی چیز سے پیدا ہوئی کتنی اشیاء سے مرکب بنی ہے وجود میں کیا مرتبہ ہے.

آنکھ بعض موجودات کو دیکھتی ہے لیکن تمام معقولات ومحسوسات کا ادراک نہیں کرسکتی. آنکھ۔آواز۔خوشبو۔ذائقہ۔حرارت و برودت۔سونگھنے۔سننے اور چکھنے کی قوتوں کو نہیں جانتی . صفات باطن۔ رنج۔غم۔ خوشی۔ درد۔ لذت۔عشق۔ وشہوت۔ قدرت۔علم۔ارادہ۔جہل وغیرہ بےشمار موجودات اس کے احاطہ علم سے باہر ہیں.

آنکھوں کی معلومات کا میدان نہایت محدود ہے، تمام ظاہر اور باطن جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے عقل اس کا احاطہ کرلیتی ہے اور عقل تصرف بھی کرتی ہے اور حکم بھی لگاتی ہے غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنکھ عقل کے برابر نہیں ہوسکتی جس پر نور کا اطلاق کیا جاسکے وہ غیر کی نسبت سے نور ہوسکتی ہے عقل کی نسبت سے ظلمات ہے آنکھ ایک آلہ ہے جو اشیاء کی خبر عقل کے حضور میں پہنچائے اور عقل اس میں جیسا چاہے اس پر حکم لگائے. اور بھی بہت سارے حواس دریافت کئے گیے ہیں جیسے ذکر، حفظ، فکر، وہم، ذہن، خیال وغیرہ عقل ان پر

احاطہ کیے ہوے ہے. عقل ان کو اپنے قابو میں رکھتی ہے جیسے باشاہ اپنی رعایا کو رکھتا ہے.

آنکھ بڑی چیز کو چھوٹا محسوس کرتی ہے جیسا سورج کو ڈھول کے برابر عرش کے ستاروں کو دنیا کے روپیہ کے برابر چاند کو چنڈول کے برابر لیکن عقل جانتی ہے کہ ستارے چاند سورج زمین کے کئ حصے بڑے ہیں. آنکھ تاروں کو اپنے سامنے ساکن دیکھتی ہے اور بچہ کے بڑے ہونے کو ساکن دیکھتی ہے لیکن عقل جانتی ہے کہ بچہ بڑھنے میں حرکت کرتا ہے اور سایہ حرکت کرتا ہے. عقل سے جو غلطی ہوتی ہے اپنی رائے میں دراصل خیالات ووہم کی وجہ سے ہے

عالم محسوسات ومشاہدہ کا تعلق ظاہر آنکھ سے ہے اور عالم ملکوت اور عالم آخرت کا تعلق باطنی آنکھ سے ہے یہ دو آنکھیں اصل میں نور ہیں جس کے باعث آنکھ کی بینائی کامل ہوتی ہے.

تمام اشیاء آنکھ سے ہی نظر آتے ہیں حق نور چشم ہے یعنے انسان کی آنکھ کی پتلی کی مثال ہے مخفی ہے دیکھائی نہیں دیتی دیکھنے والے کی آنکھ میں تمام صورت آنکھ کی پتلی میں عکوس ہے آنکھ بصیرت ہے یعنی ظاہری آنکھ کے اندر ایک باطن آنکھ ہے جس آنکھ سے حق کا ادراک ہوسکتا ہے وہ باطن یا دل کی آنکھ ہے جسے بصیرت کہا جاتا ہے دیکھنے والوں کی آنکھوں میں اگر قوت موجود ہو تو وہ اپنی آنکھوں سے رب کو بھی دیکھ سکتے ہیں حدیث: ' رایت ربی بربی ' مین نے دیکھا رب کو اپنے رب سے. آنکھون میں قوت اور کشکش موجود ہے اگر قہر کی نظر پڑ جائے تو جل جائے اور اگر رحمت کی نظر پڑ جائے تو دل روشن ہو جائے اور قسمت چمک جائے.

لاٹین کا جواب

ایک رات مین نے لاٹین سے پوچھا کیوں بی تم کو رات بھر کہ جلنے سے کچھ تکلیف تو نہیں ہوتی۔ بولی آپ کا خطاب کس سے ہے؟ بتی سے تیل سے یا پتل کے اس تار سے، کانچ کی چمنیٔ سے ٹین کی ڈبیہ سے جس کو ہاتھ مین لئے کر لاٹین کو لٹکائے پھرتے ہیں۔ میں تو بہت سے اجزا کا مجموعہ ہوں.

لاٹین کے اس سوال سے دل پر چوٹ لگی یہ میری بھول تھی، اگر میں پہلے اپنے وجود کی لاٹین پر غور کر لیتا تو ٹین اور کانچ کے پنجرے سے یہ سوال نہ کرتا۔ میں حیران رہ گیا کہ اگر لاٹین کے کسی ایک جزٔ کو لاٹین کہوں تو یہ درست نہ ہوگا اور اگر تمام اجزا کو ملا کر لاٹین کہون تب بھی موزوں نہ ٹھہرگا کیونکہ لاٹین کا دم روشنی سے ہے روشنی نہ ہو تو اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے مگر دن کے وقت جب لاٹین روشن نہیں ہوتی اس وقت بھی اس کا نام لاٹین ہی رہتا ہے۔ تو پھر کس کو میں لاٹین کہوں جب میری سمجھ میں کچھ نہ آیا تو مجبوراً لاٹین ہی سے پوچھا کہ میں خاکی انسان نہیں جانتا کہ تیرے کس جزٔ سے مخاطب کروں اور کس کو لاٹین سمجھوں۔ یہ سنُ کر لاٹین کھلکھلا کر ہنسی اور کہا اے نور خدا کے چراغ آدم زادسُن لاٹین اس روشنی کا نام ہے جو بتی کے سر پر رات بھر آرا چلایا کرتی ہے لاٹین اس شعلہ کو کہتے ہیں جس کی خوراک تیل سے ہے اور جو تاریکی کے دشمن سے تمام شب لڑتا بھڑتا رہتا ہے دن کے وقت اگر چہ یہ روشنی موجود نہیں ہوتی لیکن کانچ اور ٹین کا پنجر ارات بھر اس کی ہم نشینی کے سبب لاٹین کہلانے لگتا ہے.

تیرے اندر بھی ایک روشنی ہے اگر تو اس کی قدر جانے اور اس کو پہچانے تو سب لوگ تجھ کو روشنی کہنے لگیں گے۔ خاک کا پتلا کوئی نہ کہے گا دیکھ خدا کے ولیوں کو جو رات بھر اپنے

پرورد گا کی نزدیکی قربت کی خواہش میں کھڑے کھڑے گزار دیتے ہیں تو دن کے وقت ان کو نور خدا سے علیحدہ نہین سمجھا جاتا. یہاں تک کہ مرنے کے بعد ان کی قبرون کی بھی وہی شان رہتی ہے تو پہلے چمُنی کو صاف کر یعنی اپنے لباس ظاہری کو گندگی ونجاست سے آلودہ نہ ہونے دے اس کے بعد ڈبیہ مین صاف تیل بھر یعنی حلال کی روزی کھا اور پھر دوسرے کے گھر کے اُجالے کے لئے اپنی ہستی کو جلا جلا کر مٹا دے اس وقت تو بھی قندیل حقیقت اور فانوس ربانی بن جائے گا.

تیل ختم ہونے کے بعد چراغ کیونکر گل ہوتا ہے روشنی سکرات مین تھی اور لرز رہی تھی اس میں سے حرُ حرُ حرُ کی آوازیں آ رہی تھی میں نہیں جانتا کہ روشنی مر رہی تھی یا بتی مر رہی تھی بہر حال کسی نہ کسی کی موت کا وقت تھا مین اپنے تمام خیالات کو جمع کر کے لیمپ کی طرف دیکھنے لگا نہیں میں نے خیالات کو جمع نہین کیا وہ خود ہی جمع ہو گئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ ذرا غور سے دیکھ یوں مرا کرتے ہین لیمپ نے آخری تیز شعلے کی چمک دکھائی اور گل ہو گیا. کمرے کی تاریکی اور روشنی کی موت نے میری خودی کو گم کر دیا اب کمرے مین اندھیرا ہے۔ میں نے سمجھا اندھیرا کہاں نہیں ہے روشنی تو ہر جگہ عارضی ہے وہ ذات تو اندھیرے میں پوشیدہ ہے میں نے ابھی روشنی کا مرنا اور تاریکی کا زندہ ہونا اپنی آنکھون سے دیکھا۔ جب روشنی مر رہی تھی اور تاریکی اسے مار رہی تھی تو حرُ حرُ کی آوازیں آ رہی تھیں یا تو تاریکی اپنی حریت اور آزادی کہتی ہوئی لیمپ سے جدا ہو رہی تھی کہ مجھ میں دوسری روشنی لائے. (خوجہ حسن نظامی)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

عشق

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

یہ عشق وہ بلا ہے کہ حسنِ ازل کو بھی　　　تخلیق کائنات پہ مائل سا کر دیا

عشق کو قرآن کریم میں فرط محبت سے تعبیر کیا گیا (اشدّ حُبّ) جب ایسی محبت کا انسان کے قلب پر تسلط ہوتا ہے تو وہ محبوب کے سوا ہر چیز سے اندھا ہو جاتا ہے. ہر شئ میں اس کی نظر محبوب ہی کو دیکھتی ہے اور ہر صورت میں اس کو محبوب ہی نظر آتا ہے اس کیفیت قلبی کا نام "عشق" رکھا گیا ہے.

ایمان کامل کو درجہ کمال کی محبت کہتے ہیں اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (بخاری) یعنی جسے جس کے ساتھ محبت ہے وہ اس کے ساتھ ہوگا

محبت علمائے ظاہر کے نزدیک ایک قسم کا ارادہ کا ہونا ضروری ہے. مگر محققین کے نزدیک یہ ایک کیفیت اضطراری ہے یعنی روح کا میلان از خود ہے خواہ کوئی غرض ہو یا نہ ہو یہ کیفیت ارادہ کے علاوہ ہے ترکیب اس کی یہ ہے کہ روح کو جمال و کمال کے ساتھ میلان طبعی ہے جس طرح سے کہ لوہے کو مقناطیس کے ساتھ ہوتا ہے اور یہ میلان عالم کی ہر چیز میں رکھا ہوا ہے اس لئے کواکب وافلاک سرگرداں پھرتے ہیں.

جناب سرور کائنات ﷺ نے جس طرح دینی و دنیاوی خوبیوں کی تعلیم فرمائی ہے اس طرح اس بیشتر عشق الہیٰ کا مدرسہ عمومی آنحضرت ﷺ ہی نے جاری فرمایا ہے اس لئے ہزار ہا اولیاء کرام جس قدر اس امت میں ہیں کسی امت میں نہیں گزرے

امام غزالیؒ نے محبت کی تعریف کی ہے محبت طبیعت کا میلان ہے ایسی شئی کی طرف جس سے لذت حاصل ہوتی ہے اگر یہ میلان طبیعت پختہ اور قوی ہو جاتی ہے تو اس کو عشق کہتے ہیں.

محبت کا لفظ 'حبہ' سے مشتق ہے اور وہ ایک بیج ہے کہ جب وہ زمین پر پڑتا ہے تو زمین کے اندر پوشیدہ ہو جاتا ہے اس پر بارش ہوتی ہے آفتاب چمکتا ہے گرمی اور سردی کا موسم گزر جاتا ہے لیکن وہ متغیر نہیں ہوتا اور اپنی وقت پر اُگتا ہے اس میں خوشنما پھول لگتے ہیں اور ثمر آور ہوتا ہے، اس طرح جب محبت کا دل میں قرار ہوتا ہے تو یہ بھی حضور وغیبت، بلا، محنت، راحت ولذت فراق و وصال سے متغیر نہیں ہوتی بلکہ اس کا نشو ونما ہوتا رہتا ہے اور شاخ وبرگ وشگوفے اس میں پیدا ہوتے ہیں.

حُب دو حرف سے مرکب ہے 'ح' اور 'ب'۔ 'ح' سے اشارہ روح کی طرف ہے اور 'ب' سے مراد بدن سے ہے عشق کی ابتدا اِرادت ہے اس کے بعد موافقت اور اس کے بعد رضا اس کی حقیقت محبت ہے اور وہ دو طرف سے ہوتی ہے معشوق کے انعام سے اور اس کی رویت سے اول عام ہے دوسری خاص اور محبت جب کمال کو پہنچتی ہے تو شوق کہلاتی ہے اور جب استغراق کی کیفیت کو پہنچتی ہے تو یہ محبت شدید ہو جاتی ہے اور نہایت قوی ہو جاتی ہے تو عشق کہلاتی ہے اور عقل وہوش رخصت ہو جاتے ہیں.

عشق کا لفظ ماخوذ ہے 'عشقہ' سے اور یہ نام ہے اس بیل کا جس کو 'لبلاب' کہا جاتا ہے یہ بیل جس درخت سے لپٹ جاتی ہے اور اس کو بے برگ وبار کر دیتی ہے پھر وہ زرد ہو جاتا ہے اور کچھ دنوں بعد بالکل خشک ہو جاتا ہے. اس طرح جب عشق قلبِ عاشق میں پیدا ہوتا ہے تو اس کی ہستی کا درخت بھی معشوق کے جمال کی تجلی میں محو ہو جاتا ہے. غیر محبوب اس کے قلب سے فنا ہو جاتا ہے یہاں تک کے خود عاشق کی ذات فنا ہو جاتی ہے اور معشوق ہی معشوق رہ جاتا ہے.

امام غزالیؒ اسباب محبت میں فرماتے ہیں کہ محبت کے واسطے معرفت یعنی پہچان یا علم وادراک کی ضرورت ہے اگر پہچان نہ ہوگی تو محبت کیسے ہو سکتی ہے جس چیز کے ادراک سے کسی قسم کی لذت حاصل ہو وہ چیز دل کو محبوب ہوگی اور جس چیز سے ایذا پہنچے وہ دل کو نہ پسند ہوگی. اگر طبیعت کی رغبت زیادہ بڑھ جائے تو اس کو عشق کہیں گئے اور اگر نفرت بڑھ جائے تو اسکو عداوت کہیں گئے.

محبت الہیٰ کی کیفیت کیا ہے ؟

ایک مرتبہ حج کے موقعہ پر مکّہ مکرّمہ میں چند صوفیاء کا اجتماع تھا جس میں سب سے کم عمر حضرت جنید بغدادیؒ تھے اس مجمع میں محبت الہیٰ پر بحث شروع ہوگی کہ محبّ کون ہے؟ مختلف حضرات نے ان سے فرمایا کہ تم بھی کچھ کہو اس پر انہوں نے سر جھکا کر روتے ہوئے فرمایا کہ عاشق وہ ہے جو اپنی خودی سے جاتا رہا ہو اللہ کے ذکر کے ساتھ وابستہ ہو گیا ہو اور اس کا حق ادا کرتا ہو دل سے اللہ کی طرف دیکھتا ہو اس کے دل کو انوار مصیبت نے جلا دیا ہو اس کے لئے اللہ کا ذکر شراب کا پیالہ ہو اگر کلام کرتا ہو تو اللہ ہی کلام ہو گویا حق تعالیٰ شانہ ہی اس کی

زبان سے کلام فرماتا ہے اگر حرکت کرتا ہو تو اللہ ہی کے حکم سے اگر تسکین پاتا ہو تو اللہ ہی کے ساتھ اور جب یہ حالت ہو جاتی ہے تو کھانا پینا سونا جاگنا سب کاروبار اللہ ہی کی رضا کے واسطے ہو جاتے ہیں نہ دنیا کا رسم و رواج قابل میلان رہتا ہے اور نہ لوگوں کی طعن و تشنیع قابل وقعت ہو

ایک دن عرش پر محبوب کو بلوا ہی لیا۔ ہجر وہ غم ہے جو خدا سے بھی اٹھایا نہ گیا

آؤ ہم تو محبت کریں اور محبت کرنا ان سے سکھیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبیؐ کی محبت وصحبت کے لئے چن لیا تھا رضی اللہ عنہم اجمعین یہ یاد رکھنا چاہئے کہ محبت ہی ادب وتوقیر سکھاتی ہے اور محبت ہی اتباع اکرام وہی اکرام ہے جس کا مبداء محبت ہے

محبت کے مدار محبوب کے درجے پر منحصر ہوتے ہیں محبوب جتنا اعلیٰ وارفع ہوگا محبت کا درجہ اس قدر ارفع ودائمی ہوگا محبّ کے ذات وصفات کا محبوب سے جس قدر زیادہ عرفان ہوگا اس قدر زیادہ استحکام سے اس کا اس کی جانب میلان ہوگا

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں

اور نبی کریم ﷺ نے حدیث انسؓ میں صاف طور پر فرما دیا جو کوئی مجھ سے محبت رکھتا ہے وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا

عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ مجھے کوئی پیارا نہ تھا مگر میرے دل میں حضورؐ کا جلال اس قدر تھا کہ کبھی میں آنکھ بھر کر حضورؐ کو دیکھ نہ سکا. نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان غنیؓ کو صلح حدیبیہ کے موقع پر اپنا سفیر بنا کر مکّہ مکرمہ بھیجا تو قریش نے کہا تم

تو طواف کر لو، اُنہوں نے جواب دیا میں حضورؐ سے پیشتر طواف نہیں کروں گا

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ سے کسی نے پوچھا حضورؐ کے ساتھ تمہاری محبت کا کیا حال تھا فرمایا واللہ نبی کریم ﷺ ہم کو مال سے اولاد سے اور ماں باپ سے زیادہ محبوب اور اس سے زیادہ پیارے ہیں

دل میں مقصود و مدعا نہ رہے   تو رہے اور دوسرا نہ رہے

محبت روح انسانی کی وہ نوارنی صفت ہے جو اس کے جسم انسانی میں آنے سے پہلے بھی موجود کارفرما ہوتی ہے۔ یہی وہ محبت ہے جس کی صفت میں حضور قدس ﷺ نے ارشاد فرمایا **المرء مع من احب** ہر شخص کا حشر اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے

واضح ہو کہ محبت کی بنیاد کسی کمال اصلی پر ہوتی ہے اور روحی فدا حضور اکرم ﷺ ایسے محبوب، ایسے محمود ایسے اکمل ایسے مصطفیٰ ایسے محمدؐ پر دل وجان سے وہ کون ہے جو فدا نہ ہوگا نہ صرف یہ کہ فدا ہونے کو اپنے لئے شرف غایت اور کمال انسانیت نہ سمجھے گا

یہ جنت مبارک رہے زاہدوں کو   کہ میں آپ کا سامنا چاہتا ہوں
ذرا سا تو دل ہوں، مگر شوخ اتنا   وہی لن ترانی سُنا چاہتا ہوں
امید وصال الٰہی کی دُھن میں   خراماں خراماں چلا جارہا ہوں
نظر میں ہے منزل بفضل الٰہی   جدھر خود بخود میں کھنچا جارہا ہوں

محبت واقعی اکسیر کا حکم رکھتی ہے اور جس قلب پر اُسے ڈال دیا جائے وہ کندن ہو جاتا ہے کائنات اور اپنے اندر غور کرنے سے بھی اللہ کی معرفت اور پھر محبت حاصل ہو جاتی ہے حق تعالیٰ کی محبت ایک قلب سے دوسرے میں سرایت کر جاتی ہے بشرطیکہ وہ قلب اسے قبول کرنے کی صلاحیت سے محروم نہ ہو.

اور ہر روح اللہ کی محبت سے آشنا ہے انسان مین اللہ نے اپنی روح میں سے پھونکی ہوئی ہے روح انسانی اصلاً حسین ہے اور حسن سے محبت رکھتی ہے اور ہر روح میں دوسرے انسانوں کے لئے محبت کا ہونا بھی لازمی ہے ۔اور ہر روح دوسری سے الگ ہے اور ہر ایک کے تجربات اور عمل ۔غم ۔رنج ۔خوشی ۔بھی الگ ہیں اس میں دوسرا کوئی شرک نہیں ہوسکتا۔ محبت اگر اللہ تعالیٰ سے ہو تو بندگی کہلاتی ہے والدین اور اُستاد کے ساتھ ہو تو اطاعت ،محبت دو دلوں کا ہی نہیں روحوں کا بندھن بھی ہے

محبت کے اسباب واقسام پانچ ہیں: انسانی کے فعل کا آغاز خواہش اور ارادے سے ہوتا ہے پہلے اس کا اثر قلب میں ظاہر ہوتا ہے پھر دماغ پر ہوتا ہے اس سے اعصاب متاثر ہوتے ہیں محبت کے قلب انسانی میں پیدا ہونے کے پانچ سبب ہیں یہ سارے اسباب حق تعالیٰ میں کامل طور پر جمع ہیں لہذا محبت یا عشق کے مستحق صرف حق تعالیٰ ہی ہیں محبت یا عشق تو صرف حق تعالیٰ کے ساتھ ہونا چاہیے ۔

عشق کا راز ہے فنا فی اللہ   حسن کا ساز ہے بقا باللہ
عشق کا راز ہے سرور دل   حسن کا ناز ہے حضور دل

اول محبت نفس:۔ ہر شخص کو اپنی ذات سے محبت ہوتی ہے اپنے وجود کی بقا کا طالب ہوتا ہے ۔اپنی صحت اپنے مال واولاد کنبہ ،دوست کی بقا چاہتا ہے ۔اور موت ،ونقصان نیستی اور موانع کمال کو ناپسند کرتا ہے ۔انسان خدا کی پیدا کی ہوئی چیزوں سے محبت کرتا ہے اور خود حق تعالیٰ سے محبت نہیں کرتا ۔مثلاً ایک آدمی درخت کے سایہ سے تو محبت کرتا ہے اور درخت کو دوست نہیں رکھتا۔

دوم محبت احسان:۔ پیدا کرنے والا ہی حقیقی محسن ہے جب کوئی انسان کسی دوسرے انسان پر انعام واحسان کراتا ہے تو ایسا شخص ضرور اس کی نظر میں محبوب ہو جائے گا اور وہ ایسے محسن کو جان و دل سے محبت کرنے لگے گا یہ انسان کی فطرت کا تقاضہ ہے ۔مگر یہ احسان حقیقتہ حق تعالیٰ کو ہوتا ہے کیونکہ وہی محسن کے دل میں ڈالتا ہے کہ فلاں پر یہ احسان کر اور وہ احسان کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے

اگر ہے عشق تو ہے کفر بھی مسلمانی   نہ ہو تو مرد مسلماں بھی کافر و زندیق

تیسرا حسن و جمال:۔ حسن و عشق نے ازل ہی سے عہد کر رکھا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گئے جہاں حسن ہوتا ہے وہاں محبت وعشق کا ہونا ضروری ہے ۔ حسن و جمال سے محبت ایک طبعی وفطری چیز ہے ۔عاشق صرف خوبصورت چہرہ و رنگ پر مرمٹتا ہے فراق یار میں روتا ہے نیند کھوتا ہے چین مٹ جاتا ہے ۔گوشت پوست صورت سب فنا ہو جانے والا ہے پھر بھی ہر ایک اس کا عاشق اور اس سے محبت کرنے والا رہتا ہے ،اصل میں عشق نہیں کہلاتا بلکہ صورت پرستی ہے ۔اگر چہ جمیل حقیقی جس کے جمال کا پرتو ہر حسن و جمال رکھنے والی چیز میں جلوہ گر نظر آتا ہے محبت کئے جانے کا کتنا مستحق ہے ۔ حق تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی محبت کو اپنے قلب میں جگہ دیتا ہے وہ مبتلائے مصیبت ہوتا ہے حسن سے بلا شہوت بھی محبت ہو سکتی ہے

ظاہری حسن و جمال تو انسانی آنکھ سے دکھلائی دیتا ہے مگر باطنی جمال دل کی آنکھ سے نظر آتا ہے مثلاً انبیاء ،اولیائے اکرام سے جو محبت ہوتی ہے وہ ان کی ظاہری شکل وصورت کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کے جمال باطنی کے سبب سے ہوتی ہے ۔

عشق بازی راز تھا جب تک تھا اپنے آپ مین

ایک سے جب دو ہوے پھر راز کا افشا کیا

چوتھا اہل کمال:۔ جب کوئی شخص صفات کمال میں سے کسی صفت سے موصوف ہوتا ہے جیسے علم، سخاوت، تقویٰ، عابد، غریب پرور، شجاوت، عادل، حلیم وغیرہ تو وہ صفت کمال صاحب صفت سے محبت کا سبب ہوتی ہے گو اس سے کسی خاص آدمی کو فایدہ نہ پہنچے اور وہ کسی ایسے دور کے مقام یا پہلے کے دوَر میں گزرے ہوں جہاں سننے والا کبھی پہنچ نہ سکے تب بھی اس کی محبت بے اختیار اس کے دل میں پیدا ہو جائے گی جیسے حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان اور حضرت علیؓ. اور ظاہر ہے کہ تمام صفات کمال کی حقیقی جامع ذات حق سبحانہ تعالیٰ ہے اس لئے سب سے زیادہ محبت کا حقدار وہی ہے.

انبیاء اکرام و اولیائے عظام سے محبت بھی بذاتہ نہیں بلکہ ان سے بھی محبت اللہ جل شانہ کی محبت ہی کی وجہ سے ہوتی ہے کیونکہ محبوب کا محبوب ہوتا ہے محبوب کا رسول وپیغمبر بھی محبوب ہوتا ہے محبوب کا محبّ بھی محبوب ہوتا ہے ان سب کی محبت عین محبت الٰہیٰ ہے

پانچواں روحانی:۔ جب کسی شخص کی طبیعت دوسرے شخص کے مناسب وموافق ہوتی ہے تو وہ اس سے محبت کرنے لگتا ہے یہ مناسب کبھی ظاہری ہوتی ہے

جیسے بچے بچے سے اُنس ہوتا ہے عالم کو عالم سے، محبت کرنے والوں کی روحانیت کی مناسبت پر مرتب ہوتا ہے اور یہ مناسب مزاج کے اشتراک پر وجود میں آتی ہے اور وہ یہ ہے کہ دونوں کی مزاج اعتدال کے ایک درجے پر ہو یا ایک اعتدال کا درجہ دوسرے کے

اعتدال مزاج سے قریب تر ہو. یہی وہ پانچواں عشق ہے جو عشق الٰہیٰ کے بلند ترین مرتبے پر پہنچا دیتا ہے اہل عشق کو عالم مشاہدہ میں لئے جاتا ہے حق تعالیٰ نے ان نفوس قدسیہ کو محبت حقیقی سے آراستہ کرتے ہیں

جس شخص نے ایک دفعہ عشق حقیقی کی شراب پی لی اور کوئے محبت میں قدم رکھا اس کے نزدیک پھر معشوق کے دروازے کے سوائے دوسرا راستہ خطرناک اور تباہ کن ہے مالک کو بھولو گے تو کہیں کے بھی نہ رہو گئے. عشق میں جان کی کوئی حقیقت نہیں عاشق معشوق پر قربان ہو جاتا ہے.

افسوس اس عاشق کے حال پر جو معشوق سے معشوق کے سوا کسی اور چیز کا سوال کرتا ہے وہ صحیح معنی میں عاشق ہی نہیں، عاشق کا منتہائے طلب تو صرف معشوق ہی ہوتا ہے کہتے ہیں کہ کس نے دیکھا کہ مجنون نے اپنا نقش اور لیلیٰ کا نقش ایک ساتھ زمین پر بنایا اور پھر لیلیٰ کے نقش کو مٹا دیا پوچھا گیا کہ یہ خوب عشق ہے کہ محبوب کے نقش ہی کو مٹا دیا جواب میں مجنون نے کہا اگر لیلیٰ کو تم مجھ میں نہ پاؤ تو پھر اس کا نقش علیحدہ بنالو. عاشق کا وجود معشوق کے وجود ہی سے قائم وظاہر ہے خود اس کا کوئی علیحدہ اور مستقل وجود ہی نہیں. عاشق کی بقا معشوق ہی کی بقا ہے. کہتے ہیں کہ جب مجنون کا عشق درجہ کمال کو پہنچ گیا تو اس سے کسی نے کہا دیکھ وہ لیلیٰ آ رہی ہے مجنون حالت استغراق میں تھا چونک پڑا اور بولا ً میں ہی تو لیلیٰ ہوں لیلیٰ مجھ ہی میں تو ہے.

صحابہ اکرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بشر اور ہند۔ باہم محبت میں مر گئے ہیں فرمایا یہ دونوں محبت کا بوجھ اٹھانے سے عاجز ہو کر مر گئے پھر فرمایا اے عائشہؓ میرے بعد تم کو مجھ سے ملنے کا شوق ہوگا عائشہؓ نے عرض کیا کہ کیا مین آپ کے بعد باقی رہونگی فرمایا ہاں تم

باقی رہوگی مگر جب تک مجھ سے نہ ملوگی بیچین رہوگی حضور نے فرمایا اۓ عائشہ ؓ جب دومیاں بیوی مرتے ہیں اور انکی باہم محبت ہوتی ہے تو ان میں سے ایک دوسرے کا اس طرح انتظار کرتا ہے جیسے سفر سے آنیوالے کا انتظار کرتے ہیں، معلوم ہوا کہ روحیں مرنے کے بعد کسی گناہ کے سبب سے رہن نہیں ہوتی ہیں مگر بندوں پر ظلم کرنے سے رہن ہو جاتی ہیں کیونکہ اس کا مطالبہ خدا کے سامنے ہوتا ہے جو نہایت عادل حاکم حلیم باقی ہے اور اس کے بندوں میں برابری ہونی ضروری ہے **اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ** اور جو روح کہ مظالم مذمت سے پاک ہوتی ہے وہ قید نفوس سے چھوٹ جاتی ہے اور جہاں چاہتی ہے پھرتی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے روحیں اپنے گھروں میں آتی ہیں اگر اپنے لوگوں کو بخیر دیکھتی ہیں شکر کرتی ہیں ورنہ نفرت کرتی ہیں اور کہتی ہیں اے ہمارے لوگو دنیا سے بچو اور اس کے فریب میں نہ آؤ جیسا کہ ہم اس کے فریب میں آ گئے

ایک امیر اپنے عشرت کدہ مین مست ہے اور ایک فقیر اپنی گڈری میں مست ہے. امیر کی عیش وعشرت سے انسانیت میں کچھ اضافہ نہیں ہوا اور فقیر کی عزلت پسندی سے انسانیت میں کمی واقع نہیں ہوئی. اگر امیر کی دولت چھین لی جائے تو اس کی روح کو ضرور تکلیف ہوگی اور فقیر کے پاس کچھ ہے ہی نہیں جو چھین لی جائے ہر حال میں اس کی راحت میں کچھ فرق نہیں آتا. اس سے معلوم ہوا کہ انسانیت کا درجہ دولت وعزلت سے بہت بلند ہے. اس کی ابتدا دراصل عشق حقیقی سے شروع ہوتی ہے امیر کو دولت پر ناز تھا وہ خود کو بڑا سمجھتا تھا جب تک اس میں اپنی بڑائی کا احساس موجود تھا وہ انسانیت سے گرا ہوا تھا. اس کو ترک کر کے وہ عشق کے مقام پر گامزن ہوسکتا ہے. اور فقیر غربت میں بھی یاد الہٰی کو نہ بھولا عجز بندگی کا

جذبہ جب تک اس میں موجود ہے وہ انسانیت کے دائرے سے کبھی نیچے نہین آئے گا اس کی روحانی ترقی ہوتی رہے گی گوکہ دیکھنے میں وہ مفلس ونادار ہے.

روحانی زندگی عیش وعشرت کے دام سے خرید نہیں سکتے جب تک انسان اس مادی خودی سے قدم باہر نہ نکالے گا اس وقت تک وہ معرفت سے بے بہرہ رہے گا. جب تک تو اپنی طبعی جذبات کے دائرے سے تو باہر نکلتا ہی نہیں پھر بھلا حقیقت کے کوچہ میں تیرا گذر کیوں کر ہو.

اس کا جلوہ ہر جگہ نظر آرہا ہے دیکھنے کے لئۓ صرف بصیرت کی آنکھ چاہئے اصل مقصود، شاہد ومشہور کارساز حقیقی ہے اس کی طرف رجوعِ ہو جاؤ اس کی بارگاہ سے نا اُمیدی ناممکن ہے. عاشق اور معشوق میں کوئی شئۓ حائل نہیں ہے. خالق کائنات اور بندے کے درمیان کیا شئۓ حائل ہے خود بندے کی خودی حائل ہے

اگر انسان خودی کو ترک کردے تو جمال یار بے حجاب اس کو نظر آۓ گا خودی کا فلسفہ گہرا ہے علامہ اقبال کا ارشاد ہے کہ خودی کی پاسداری کر کبھی غافل نہ دم بھر ہو اور خواجہ شیرازی فرماتے ہیں خودی کو ترک کر. علامہ کے نزدیک خودی کا تصور تلاش ذات احساس ذات اثبادذات اور تکمیل ذات سے لے کر تسخیر فطرت اور تعمیر حیات کے مرحلوں تک پھیلا ہوا ہے جس میں فقر شاہی خودداری خودسپردگی بے نیازی کا عنصر بدرجہ اتم موجود ہے اور خواجہ حافظ کے ہاں اس کا مفہوم جدا ہے یہاں ریاکاری، خودفریبی، خود پسندی، خودغرضی اور انسانیت سوز۔ بدعہدی۔ بدعنونی عمل ہے جو خالق کو نامنظور ہے.

دل کی دنیا بسانے چلے ہیں جبھی   فانی دنیا نظر میں بسے نہ کبھی

لکھا ہے کہ جب مجنون عاشق ہوا اور عشق مشہور ہوا تو امتحان کیلۓ لیلیٰ نے ایک

آدمی کو بھیجا کہ مجنوں سے ایک پارہ گوشت مانگ لاو، اس نے مجنوں کو یہ پیغام سنایا تو مجنوں نے پوچھا کہاں کا گوشت طلب کیا ہے اس شخص نے آکر لیلیٰ کو بتایا تو لیلیٰ بولی مجنون ابھی کچا ہے مرتبہ ناسوتی مین ہے۔ چند مدت کے بعد پھر ایک آدمی کو گوشت کی طلب مین بھیجا تو مجنوں نے جواب دیا کہ کاٹ کر لیجاؤ۔ اس نے آکر لیلٰی سے کہا تو لیلی بولی کہ اب عشق میں آیا ہے اور مرتبہ ملکوتی ہے کچھ عرصہ بعد اَنا لیلی کہنے لگا یہ مرتبہ جبروتی ہے اور فنا فی العشق ہے چند روز کے بعد اَنا اُڑ گیا صرف لیلیٰ لیلیٰ کہنا شروع کیا یہ مرتبہ لاہوتی ہے اور توحید ہے بعد اسکے گمشدگی پیدا ہوئی نہ لیلی یاد ہے نہ مجنوں یہ مرتبہ ھاہوت ہے

طلب لیلیٰ ہے اگر جی میں نبھا کر دیکھ لئے   یانہیں تو پردہ مہمل اُٹھا کر دیک لئے
ہے وہ نظروں میں تیرے لیلائے عالم کا ظہور   بنکے مجنوں کر نظر چلمن اٹھا کر دیکھ لئے

عشق مجازی۔ عشق حیوانی اور عشق نفسانی:

اکثر آدمی شکل وصورت وتناسب اعضاء پر جو امور بدنی ہیں فریفتہ ہوتا ہے اس طرح کو عشق کو صورتوں کا عشق کہا گیا ہے. جو عشق محض صورتوں ورنگ پر ہوتا ہے جس کا مقصد جماع کی لذت کا حصول ہوتا ہے، میاں بیوی کے جائز عشق ومحبت کو چھوڑ کر عشق نہیں فسق ہے ہوس ہے حرام ہے وہ نفسانی شہوت کا طلبگار رہوتا ہے جو ہوائے نفس کی قید میں اسیر ہیں طبیعت کے غلام ہیں. اپنی جان ودل حقیر سی شہوت ولذت کے عوض مول لیا جو فانی ہے جس سے حاصل شدہ مسرت تو غائب ہوگئی حسرت باقی رہے. حرص جماع کی وجہ سے انسان اور حیوان میں کچھ فرق نہیں رہتا عقل ماری جاتی ہے ظاہر وباطن دونوںکو بگاڑ دیتا ہے. عشق حیوانی زیادہ تر بیہوشی وحیرانی ظاہر معشوق اور اس کے رنگ اور اشکال اعضاء پر ہوتی ہے جو شہوت

بدنی اور طلب لذت حیوانی نفس امارہ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اس لئے کے کہ یہ بدن کا کام ہے. اس سے فسق وفجور اور حرص بڑھتی ہے. جو صورت ظاہری حسّی میں پیدا ہوتا ہے اور جسے صفت حُسن سے موصوف کیا جاتا ہے اور اگر وہ صفت ایک صورت میں منقطع ہو کر دوسری صورت میں جو اس زیادہ حسین ہو وابستہ ہو جائے تو یہ لوگ کشمکش میں مبتلا ہوتے ہیں اور یہ ابتدا دوسرے فتنوں اور حجابات کا سبب بن جاتا ہے. وہ لوگ جن کا نفس امارہ مردہ نہیں ہوا اور ان کی شہوت کی آگ نہیں بجھی یہ لوگ طبیعت کے اسفلا السافلین میں پڑے ہوئے ہیں ان سے عشق ومحبت کا جذبہ ان سے دور ہے بس مجازی عشق کی طلب میں سرگرداں ہوتے ہیں.

روشن دل جن کے نفوس شہوت کی آمیزش سے پاک ہو چکے ہیں اور جن کے قلب طبیعت کی گندگی سے مصفا ہو چکے ہوں یہ لوگ مظاہر خلیفتہ میں سوائے وجہ حق کے مشاہدہ کے اور کچھ نہیں دیکھتے ان کا عشق خوبصورت اور پسندہ شکلوں کا مقید نہیں ہوتا. بلکہ کائنات کا ہر صورت و شکل خواہ وہ خوبصورت ہو یا بدصورت ان کے لئے مشاہدہ جمال حق کا آہینہ ہوتی ہے.

عشق نفسانی لطافت ونفاست نفس کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے یہ عشق عاشق ومعشوق کے جوہر نفس میں مشابہت ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے یہ عشق قلب کو رقیق کرتا ہے ذہن کو تیز کرتا ہے اور نفس کو امور شریفہ کے ادراک سے باخبر کرتا ہے اس عشق مجازی سے ہٹ کر جب عشق حقیقی کا تصور جب کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ کارساز حقیقی کا نور سالک کی تڑپ کا علاج ہے. عشق کی باتیں ایسی نہیں ہیں جو زبان پر لائی جائیں عشق کے میدان میں بحث ومباحثہ بیکار ہے عشق کا شہد چکھنا چاہئے جذب ومستی میں ڈوب جانا چاہئے عشق الٰہی کی شراب نوش فرمانا چاہئے اس میدان میں گفتار نہیں کردار چاہئے صرف جوش عقیدت ہی نہیں حسن ریاصت چاہئے.

جو درد عاشق کے دل میں ہے اوراس کی بات میں جواثر ہے وہ واعظ کے ہاں نہیں عشق کی باتیں معشوق سے سُنو واعظ سے نہیں اگر چہ واعظ نے اپنی عبارت میں تقریر میں بہت کمال ہے اسکے کلام میں اثر بالکل نہیں کیونکہ جب دل مین درد نہ ہوکلام میں سوز وگداز واثر نہیں ہوتا اور جب تک دل مین عشق نہ ہودرد نہیں ہوتا.جن کا نفس مجاہدہ وریاضت کے ذریعہ طبیعت کی ظلمت وکدورت سے صاف ہو چکا ہوان پر مشاہدہ جمال کا دروازہ کھل جاتا ہےاوران کاعشق مجازی عشق حقیقی کارنگ اختیار کرلیتا ہے

عشق مجازی عشق حقیقی کی طرف کس طرح رہبری کرتا ہے غازی اپنے لڑکے کے ہاتھ لکڑی کی تلوار دیتا ہے تا کہ وہ اس سے مشق کرے اور جہاد کے وقت اصل تلوار استعمال کرے اس طرح عشق نفسانی جوکسی انسان سے انسان کو پیدا ہوتا ہے لکڑی کی تلوار کے مانند ہے اور یہی عشق اس وقت حق تعالیٰ سے متعلق ہو جاتا ہے.عشق ومحبت دراصل جمیل حقیقی کا اپنے ہی جمال کی طرف میلان کا نام ہے مجازی عشق حقیقی عشق کا پل ہے اور عاشق معشوق کی طرف اپنی ساری توجہ مبذول کرتا ہے

عشق مجازی کے پردے میں عشق حقیقی:۔

انسان کامل کے شاہراہ پرڈالتا ہے.نفس امارہ سے نکال کرنفس مطمئنہ کی طرف کھینچ لاتا ہے حُب الٰہی حسن اخلاق اورخدمت خلق وہ گوشہ نشینی میں بیٹھ کرنہیں بلکہ میدان عمل میں کودکر اپنے اخلاق کے جوہرکونمایاں کرنے کا ہے محبت کی انتہا کوعشق کہتے ہیں عشق دل مصطفےٰ ہے عشق دم جبرائیل ہے.عشق خدا کا کلام ہے عشق خدا کا رسول ہے عشق تخلیق کی جڑ ہے عشق نہ ہوتو شرع ودین بتکدہ تصورات ہیں علم عرفان کی کنجی عشق ہے.اور یہ کنجی معشوق کے ہاتھ

اس ہادی یا رسول کے ہاتھ دیدی گئی ہے جس کی رہنمائی اس عالمگیر کا خانہ قدرت کے رمز ورموز جاننے سمجھنے پرکھنے اوراپنانے کے لئے ازحد ضروری ہے.

عشق رب ہے خدا کلام ہے دل مصطفےٰ ہے دم جبرئیل ہے وصف سالکین ہے سر چشمہ تخلیق ہے راز حیات ہے جو ہرانسانیت ہے عشق حقیقی عشق مجازی کے پردوں مین چھپا ہوا ہے .صوفیانہ کلام میں وہ کیفیات بیان کی جاتی ہے جو انسان کے دل پر ریاضت اور مجاہدے سے طاری ہوتی ہیں ان کے بیان کرنے کے لئے دنیا کی کسی زبان میں الفاظ موجود نہیں .عشق میں پہلے پہل آسان نظر آتا ہے مگر بعد میں بہت مشکلیں جھیلنی پڑتی ہے نبھانا آسان نہیں.عشق محبت کے کمال یا انتہا کو کہتے ہیں اورمحبت ایک ایسی پاکیزہ کیفیت ہے جو دل کوسرور بخشتی ہے کمال محبت سے عشق پیدا ہوتا ہے کمال عشق سے عجز بندگی کا ظہور ہوتا ہے محبوب ومعشوق اس کو کہتے ہیں جس کے ساتھ حد درجہ کمال کا عشق ظہور میں آتا ہے.عشق جب حسن رخسار پر فدا ہوتا ہے تو وہ عشق مجازی ہے جوفطرت انسانی کا تقاضا ہے مگر جب عشق حقیقت منتظر یعنی خالق کائنات پرفدا ہوتا ہے تو وہ عشق حقیقی ہے.

ہر بشر میں وہ بصرت نہین ہوتی کہ حقیقت کودیکھ سکے اس لئے وہ حقیقت کومجازی لبادہ اوڑھے دیکھتا ہے

دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا۔ بس جان گئے تیری پہچان یہی ہے

حب الٰہی کی اِنتہا کوعشق کہتے ہیں سوز ودرد سے عشق کا مقام ہے خدا کی محبت کی راہ اس کے بندوں کی محبت میں سے ہوکر گذرتی ہے اگرانسان چاہتا ہے کہ خدا اس سے محبت کرے تو اسے چاہیئے کہ خدا کے بندوں سے محبت کرنا سیکھے خدمت خلق احسان ہمدردی فیاضی محبت تواضع سخاوت وغیرہ مالک کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ذات مطلق فطرت انسانی

میں جلوہ نماہ ہوکراسی کے ذریعہ پھراپنے آپ میں لوٹ جانا چاہتی ہے

عاشق کے لئے عقل سنگ راہ ہےاس لئے وہ عقل سے نجات مانگتا ہےاور ساقی سے التجا کرتا ہے کہ اس کٹھن منزل میں مجھے شراب شوق پلا کر مست کردے تا کہ راہ کی دشواریاں محسوس ہونے نہ پائیں.

جب تیری محبوب سے ملاقات ہوتو دنیا کو چھوڑ اس کوترک کردے عاشق اگر معشوق کی عنایت چاہتا ہے تو ضرور ہے کہ وہ اس سے کسی وقت جدا نہ ہوااور ہر وقت اس کی خدمت میں حاضر رہے اس کو دل سے نہ بھلائے عشق حقیقی میں ہمیشہ مست رہنے کا پیغام یہاں مقصود ہے.

حسن نمائش کے جذبے سے مجبور ہے ہر حسین چیز پر لوگ فدا ہوتے ہیں. زلیخا بے صبر ہوکر یوسف کو دیکھتے ہی عصمت کا پردہ چاک کردی-حُسن جو یوسف رکھتا تھا جانتا تھا کہ عشق پردۂ عصمت سے زلیخا کونکال لائے گا آخر یہی ہوا کہ زلیخا بےصبر ہوکر یوسف پر فریفتہ ہوگئی اورعصمت کا پردۂ چاک کردیا.اور یہ کائنات بھی حسن کی طرح ہے رب العزت کے جمال نے کائنات کو پردہ عدم سے باہر نکالا زلیخا ابتدا میں سالہا سال یوسف پر فریفتہ رہی بالآخر جب اس کےعشق کا تعلق اللہ سے ہوگیا تو یوسف سے منہ پھیرلیا.

قدرت ہر لحظہ اپنے جمال کو اس کائنات میں بکھیر رہی ہے ہر حسین چیز جو وجود میں آرہی ہے چاہےقوس وقزح ہو گلاب کی پنکھڑی ہو شمیم گل ہو نسیم سحر ہو مالک کے آرائش جمال کی صفت سے تعلق رکھتی ہے.معشوق کا قرب آب حیات ہے یہاں معشوق سے مراد خالق کائنات ہے.قدرتی حسن کے لئے بناوٹی سنگار ضروری نہیں معشوق کو ہمارے عشق کی

پرواہ نہیں اس کا حسن ان تمام لوازمات سے بے نیاز ہے ہم اسے چاہیں یا نہ چاہیں اس کے حسن کامل پر کوئی اثر نہین پڑتا اگر ہم رب العزت کی عبادت کریں یا نہ کریں رب العزت اس سے بے نیاز ہے عبادت ہمارے ہی فائدے کے لے ہے مالک ہمارے بندگی سے بے نیاز ہے.

فنا کیسی بقا کیسی جب اس کے آشنا ٹھہرے
کبھی اس گھر مین آنکلے کبھی اس گھر میں جاٹھہرے

چھپایا حسن کو اپنے کلیم اللہ سے جس نے
وہی ناز آفریں جلوہ فرما ہے نازنینوں میں

آثاروثمرات عشق :۔ انسان کی خمیر ہی عشق کی مٹی سے اُٹھی ہے عشق ہی وہ بٹھی ہے جس میں جل کر انسان خالص کندن بن جا تا ہے اور یہ خصوصیت ہے کہ فرشتوں کو بھی نصیب نہیں یہ سوز وساز صرف انسان کو بخشا گیا ہے سبحان اللہ عشق کی کیا اچھی تا ثیر ہے اور تجلی کا کیا خوب جذب ہے کہ ایک مشت خاک اس مقام مقدس پاک میں آکر کس قدر چالاک ہوجاتی ہے اور یہ بےقدر مٹی رب الارباب کی مجلس قرب میں کیا خوب مقام حاصل کر لیتی ہے افلاک پر پہنچ جا تا ہے جیسا کہ ہمارے نبی کریم ﷺ شب معراج میں افلاک پر پہنچ گئے.عشق کی درگاہ عقل سے بہت زیادہ بلندی پر ہے .وہی شخص اس کی آستاں بوسی کر سکتا ہے.جو جان ہتھیلی پر رکھ لئے جو دل عشق سے آشنا ہو چکا وہ کبھی نہ مرے گا.جس کا دل عشق کی وجہ سے زندہ ہوگیا وہ کبھی نہیں مرتا جس آدمی کا دل عشق الہیٰ میں زندہ ہوگیا وہ کبھی نہیں مرتا .تاریخ عالم میں اس کا نام ہمیشہ باقی رہے گا گو یا فنا فی اللہ سے بقاباللہ کا درجہ نصیب ہوگا

عشق وہ نعمت عظمیٰ ہے جو فرشتوں کو بھی نصیب نہیں ، مادی ہستی کے چمن کو آگ لگا کر ہی انسان عشق کے مقام تک پہنچ سکتا ہے حریم عشق کی درگاہ عقل سے بہت زیادہ بلندی پر ہے .عشق کو سدرۃ المنتہیٰ تک لے جا کر قرب الہیٰ کا واحد وسیلہ قرار دیا ہے .

جلال سے کائنات وجود میں آئی ہے . جمال میں قدرت کا حسن کا اظہار ہے اور کمال تخلیق کا نکتہ عروج ہے ان سب میں عشق کی روح بھر دی گئی ہے جس کی وجہ سے نظام کائنات قائم ہے

محبت کا ثمرہ بندہ کی بندگی کی نسبت سے ہے جو اللہ تعالیٰ سے قائم ہو جاتی ہے ارشاد ہوتا ہے. **یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ** ہ

اۓ اطمینان والی روح تو اپنے پروردگار کی طرف چل اس طرح سے کہ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے خوش پھر ادھر چل کر تو میرے خاص بندوں میں شامل ہو جا کہ یہ بھی نعمت روحانی ہے اور میری جنت میں داخل ہو جا

حضور ﷺ سے صریح ارشاد ہے **من کان للہِ کان اللّٰہ لہ** یعنی جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کے ہو جاتے ہیں.

دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار   جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

عشق رسول ایک نعمت ہے جو صرف خدا کی دین ہے

ان بزرگوں کے نمونے کو کیا کہیں گے جنہوں نے حضورؐ کے لئے جانیں وقف کر ڈالی تھیں آپؐ کو بچانے کے لئے اپنے سینہ پر تیروں وتلواروں کے زخم سہے ہم تو آپؐ کے دائیں

بائیں سامنے ہو کر لڑیں گے اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے اور پھر اویس قرنیؓ نے اپنے دانتوں کو خود اپنے ہاتھوں سے اکھڑا تھا وہ کیا بات تھی مدینہ کی عورت کا جنگ میں شوہر اور بچے کے قتل پر یہ کہنا کہ جب آپؐ سلامت ہیں تو سارے غم ہیچ ہیں اس قسم کی ایک دو نہیں سیکڑوں مثالیں ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ کو کس درجہ محبت تھی .صحابہ اکرام رضی اللہ عنہم اجمعین اس بات سے اچھی طرح واقف تھے کہ محبت الہیٰ و محبت رسولؐ صرف ایمان ولفظی سے ثابت نہیں ہو سکتی لہذا ساری عمر اتباع میں عمل پیرا ہو کر دکھلا دیا پس حبّ نبی ﷺ کی علامت ہمارے لئے بھی ہے کہ حضورؐ کے کلام وفرمودہ کی عزت ہمارے دل میں ہو اور جب کوئی حکم صحیح طور پر نبی معصوم سے ہم کو مل جاوۓ تو اس وقت اس کی قبولیت اور تعمیل میں ہم کو ذرا تامل اور عذر باقی نہ رہے

حدیث کا مفوم ہے کہ کوئی شخص تم میں سے مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ اسے رسول اللہ صلعم کے ساتھ ماں باپ اور اولاد اور باقی اشخاص سے بڑھ کر محبت نہ ہو.

خلیل آسان نہیں آباد کرنا گھر محبت کا
یہ ان کے کام ہیں جو زندگی برباد کرتے ہیں

ساری کائنات اس کا عکس ہے اس کا حسن وجمال ہر شئے سے ظاہر ہے مگر بذاتہ نظر نہیں آتا .انسان کا دل مانتا ہے کہ خدا ہے مگر اس کی ذات کا بہت تھوڑا علم ہے خداوندے کریم ایک نامعلوم غیر محدود طاقت ہے اصل کو سمجھنے کے لئے مجاز کا سہارا لیا جاتا ہے .قدرت نے مادہ میں کشش بھر دی ہے جو اسے اپنے کل کی طرف کھینچ لاتی ہے .قطب نما ہمیشہ شمال کی طرف رخ کرے گا - زمین ہر چیز کو اپنی طرف کھینچتی ہے سارا نظام شمسی اس کشش سے برسرکار ہے کشش نہ ہو تو وہ تتر بتر ہو جائیں گے سیاروں کی رفتار اس کشش پر مبنی ہے ہر ایک

انسانی دل میں عشق ہے عشق شروع شروع میں بہت روح پرور اور امید افزا و دلفریب ہوتا ہے لیکن آ گے چل کر اس کی مسافت سنگین بن جاتی ہے

معبود حقیقی کی عبادت ہر جگہ قبول ہوسکتی ہے عشق مین خانقاہ وخرابات کی شرط نہیں جو جگہ ہو معشوق کے چہرہ کا پرتو موجود ہے مذہبی تعصب کو چھوڑ عاشق خدا کے لئے مقام کی کوئی قید نہیں اسے خرابات اور خانقاہ کی تمیز منظور نہین حبیب کا جلوہ اسے ہر جگہ نظر آئے گا اگر عبادت میں اخلاص ہو اور معبود حقیقی مقصود ہو تو جلوے ہر جگہ موجود میں.

اللہ رے بے خودی کہ خودی اپنی چھوڑ کر — مومن چلا ہے کعبہ کو اک پارسا کے ساتھ
تیری تصویر تصور میں بسا لیتا ہوں — یاد کر کر کے تجھے اشک بہا لیتا ہوں
عید ہوتی ہے جبھی دید تیری ہوتی ہے — ہر گھڑی دید سے میں عید منا لیتا ہوں

☆☆☆☆☆

کئی بار ہم نے دیکھا کہ جن کا — مشئین بدن تھا معطر کفن تھا
جو قبر کہن ان کی کھڑی تو دیکھا — نہ عضو بدن تھا نہ تار کفن تھا
کھا کے کیڑوں نے خاک کر ڈالا

محبت اور علم تصوف :

محبت کے تین طریقے ہیں 1. ذکر 2. مراقبہ 3. رابطہ یا محبت شیخ ان ہی طریقوں سے سالک کی تربیت کیجاتی ہے جب سالک طلب حق میں مجاہدوں وریاضت کرتا ہے یاد الہیٰ اور خوف خدا تصوف کی پہلی منزل ہے تصوف کی جڑ حب الہیٰ ہے اور روحانی زندگی کا محور حب الہیٰ ہے اس منزل کا سفر عشق کی سواری سے شروع ہوتا ہے

تصوف نام ہے تعلیمات اسلام پر عمل کرنے کا دوسرا نام ہے تصوف کی تعلیم کوئی جداگانہ کوئی چیز نہیں ہے. تصوف کے متلق سے عوام اور خواص میں غلط فہمی پائی جاتی ہے کوئی کشف وکرامات اور تصرفات کو متصوف جانتا ہے. کوئی اَشغال مراقابات اور احوال وکیفیات کو تصوف مانتا ہے. کوئی خاص خاص رسوم وعادات کو تصوف سمجھ لیا ہے• اور کسی کے نزدیک تصوف نام ہے ریاضت ومجاہدات اور ترک تعلقات کا• اور کوئی اسے اسرار ورموز کا مجموعہ قرار دیتا ہے• اور بعض لوگ تصوف کو شریعت کا مقابل یا اس کی ضد گمان کر لیا ہے•

تصوف کی بنیاد کتاب وسنت پر قائیم ہے اور جو کچھ کتاب وسنت سے خارج ہے وہ باطل ہے حضرت غوث اعظم فرماتے ہیں حقیقت جس کی شریعت تائید نہ کرے الحاد و زندقہ ہے

حضرت بندہ نواز گیسو درازؒ کا ارشاد ہے شریعت سر الہیٰ ہے اگلے پچھلے سب کہتے ہیں حقیقت سر الہیٰ ہے۔ حقیقت کی باتیں تو ملحدوں اتحادیوں نے قلندروں نے رشی منئ۔ زندیقوں، فقیروں اور فلسفوں نے سب نے کہی اور سنی ہیں۔ لیکن شریعت کی باتیں اہل دین اور اہل یقین وایمان کے سوا کسی کی زبان سے نہیں نکلی ہیں.

علم تصوف کے چھ حصے کیے نفس، قلب، روح، سر، خفی، اخفی ۔علم تصوف کے مطابق روح اور بدن کے درمیان صرف قلب ہی نہیں بلکہ نفس بھی ہے . بالفظ دیگر جو عالم خلق اور عالم امر کے درمیان واسطہ ہے اس کا تعلق ایک طرف تو نفس سے ہے اور دوسری طرف روح سے .

روحانی تعلیم کو تصوف کہتے ہیں جہاں قرب الہٰی نصیب ہوتا ہے حقیقیت کے جلوے نظر آتے ہیں تصوف کا تعلق دل کی نفاست سے ہے دل اللہ کا گھر ہے دل جب صاف ہو اور ہر قسم کی کثافت سے پاک ہو تو نور الہٰی اس میں جھلک اُٹھتا ہے اور اس نور سے وجدانی کیفیت ظہور میں آتی ہے . اِس کے لئے عبادت وریاصت امید خوف وصدق وصفا زہد وتقویٰ ذکر وفکر صبر واستقلال چاہئے اس کے لئے علم عرفان چاہئے معرفت حق کی جستجو کا نام تصوف ہے.

عالم موجودات کی حقیقت سوائے علم عرفان کے کسی اور ذریعہ سے انسان کو حاصل نہیں ہوسکتا. وہ علم عقل انسانی سے ماوراء ہے اگر کچھ اس کا پتہ چل سکتا ہے تو صرف تصوف سے اس لئے کہ ریاضت روحانی وعبادت باطنی سے دل کا آہینہ صاف ہوجاتا ہے اور اس میں اَسرار کائنات کا عکس خود بخود جلوہ ہونے لگتا ہے...... انسان کے اندر ایک باطنی شعبہ ایسا موجود ہے کہ اس کو ریاضت روحانی سے ترقی دے کر وہ معرفت کے اسرار تک پہنچ سکتا ہے .

روح کا تعلق بدن سے بواسطہ قلب ہے اگر روح ایک چراغ کی مانند ہے تو قلب شیشے کی قندیل ہے جس کے اند یہ چراغ روشن ہے اور یہ قندیل ایسے

ہے جیسے موتی کی طرح چمکتا ہوا تارا. یہاں یہ بیان کردینا غیر متلق نہ ہوگا کہ جہاں موجودہ علم نفس صرف اس حدتک پہنچ سکا ہے کہ وہ انسانی ذہن کو یا انسانی ذہن کے اندر جو کچھ پوشیدہ ہے اسے صرف تین حصوں شعور، تحت الشعور، اور لاشعور میں دیکھ سکے .

صالحین کا وہ مقام ہے جہاں ذکر کے انوار سے سالک کا سینہ بھڑک اُٹھتا ہے ذات حق سینہ میں جلوہ نماہ ہے . سالک کا سینہ ناسوتی وملکوتی، جبروتی اور لاہوتی ذکر کے انوار سے منور ہو. زبان کے ذکر کو ناسوتی ۔ دل کے ذکر کو ملکوتی ۔ روح کے ذکر کو جبروتی اور سارے وجود کے ذکر کو لاہوتی کہتے ہیں. ناسوت میں ترک علائق ۔ملکوتی میں اقرار حق ۔ جبروتی میں احساس حق اور لاہوتی میں تکمیل حق ہے .

جو کچھ علم عمل کر رہا ہے وہ محض دکھاوے کا خیال ہے. صوفیہ سے معلوم کیا کہ ذکر الہٰی کے لئے تزکیہ نفس وتہذیب اخلاق وتصفیہ قلوب میں مشغول رہنا ہے صوفیہ صاحب حال ہوتے ہیں نہ کہ صاحب قال پھر میں نے آپنے احوال پر نظر کی تو میں نے دیکھا کہ میں سراسر تعلقات میں ڈبا ہوا ہوں • قلب خدا کا عرش ہے وسوسوں اور رذایل سے پاک ہوتا ہے اور ذکر کی خوشبو سے معطر ہوجاتا ہے اور فکر کی خوشبو اس میں روشن ہوتی ہے اس وقت وہ تجلی الہی کا مستحق ہوتا ہے

بندے کا نفس خاموش ہوگیا مر گیا ہے اس لئے کے یہاں حق ہی حق ہے بندہ کی ساری کائنات فنا ہوچکی ہے اور اس فنا میں وہ بقا پا چکا ہے اب اس کے سینہ میں خالق کائنات کارفرما ہے اب وہ حاکم ہے اس کی حکمرانی وفرمانروائی ہے .

اشرف المخلوقات کس غرض سے منتخب کئے گئے ہو بندگی کا حق کہاں تک ادا کر رہے

ہو وجودیت کی حقیقت سے آگاہ ہو کر تڑپ اُٹھتے ہیں ہوش میں آنے کی دعوت دیتے ہیں.

ہمارا وجود بھی ایک معمہ ہے. جس کی حقیقت کا دریافت کرنا کی کوشش بے سود ہے بحث کی نہیں کرید کرید کر وجودیت کے مقاصد بیان کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ انسان کی معراج انسان ہونا ہے. اس کی تکمیل کرو زندگی کے چند دنوں کو اچھے کاموں میں لگاؤ تمہیں راحت ملے گی اور عمل صالح اختیار کرو خشنودی خداوندی بھی دُنیا بھی خیر وخوبی سے گزرے اور آخرت بھی. بے سود کوششوں میں پھنس کر اپنی زندگی خراب نہ کرلو.

انسان وہی خاک کا پتلا ہے حق سبحانہ نے خود اپنی روح اس میں پھونکا تھا عقل وشعور بھر کے ایک خاص مقصد کے لئے اس سرزمین میں پھینک دیا گیا اور دیکھے کہ یہ عہد ومیثاق پر قائم رہے گا جو روز ازل اس سے لیا گیا تھا یا نافرمانی وبدعہدی کا مرتکب ہو کر سزا کا مستحق ہرتا ہے. قیام کی مدت ختم ہونے پر جوابداہی کا مقام ضرور آیے گا

موتی سمجھ کے شان کریمی نے چن لئے - قطرے جو تھے مرے عرق انفعال کے

مجھے معلوم نہیں کہ مجھ خستہ دل کے اندر کون ہے کہ مین تو خاموش ہوں لیکن وہ شور و فریاد مچائے رکھتا ہے عالم موجودات کی حقیقت سوائے علم عرفان کے کسی اور ذریعہ سے انسان کو حاصل نہیں ہوسکتی وہ علم عقل انسانی سے ماوراء ہے اس کا کچھ پتہ چل سکتا ہے تو صرف تصوف سے اس کے لئے ریاضت وعبادت باطنی سے دل کا آئینہ صاف ہو جاتا ہے اور اس میں اسرار کائنات کا عکس خود بخود جلوہ نما ہونے لگتا ہے.

اس کا سلسلہ خود کی پہچان سے شروع ہوتی ہے عالم موجودات کی حقیقتوں کو معلوم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے زہد وتقویٰ وریاضت وعبادت کے ذریعہ سے ہی بندہ تجلیات

الٰہی کا مظہر بن سکتا ہے

بندہ مالک کے رحم وکرم کا سفیر بن کر خلق خدا کی خدمت میں لگ نہیں جاتا وہ راز حیات کو پا نہیں سکتا. اور وجود کے اسرار کے رمز سے بھی واقف نہیں ہوسکتا چاہیئے تو تمام عالم کا چکر لگائے

عمر بھر وحشت گر صحرا نوردی کی تو کیا   سیر کے قابل جو تھا دل کا بیاباں رہ گیا.

سینہ کو صاف کرو مکر وفریب وریاکاری کی گندگی سے دور رکھو ادب واحترام آدمی کا سبق سیکھو اُلفت وپیار کو حاصل سمجھو پھر حقیقت کے پردے فاش ہو جاینگے

حقیقت منتظر وہ بے پردہ جلوہ ہے جو پردوں مین چھپا ہے

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں

بذریعہ دلیل کے تحقیق کرنا علم کہلاتا ہے اور عین اُس حالت کا حاصل ہونا ذوق ہے اور سُن کر تجربہ کر کے بذریعہ حسن ظن قبول کرنا ایمان ہے تصدیق تو ہمیشہ سمجھنے کے بعد ہوتی ہے صرف قیاس کرنے سے نہیں پیدا ہوتی •

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس شخص نے اپنے علم پر عمل کیا اللہ تعالیٰ اُس کو اُس چیز کا علم بخشتا ہے جس چیز کا علم اُس کو حاصل نہیں تھا۔ خاص الخاص باتیں ان کے طریقے کی ہیں جو سیکھنے سے نہیں آسکتی ہیں بلکہ وہ درجہ ذوق وحال وتبدیل صفات سے پیدا ہوتی ہیں•

ایک شخص نشہ کی تعریف سے واقف ہے اور وہ جانتا ہے کہ نشہ اس حالت کا نام ہے کہ بخارات معدہ سے اُٹھ کر دماغ پر غالب ہو جائیں• اور دوسرا شخص درحقیقت حالت نشہ میں ہے بلکہ وہ شخص جو نشہ میں ہے تعریف نشہ اور اس کے علم سے ناواقف وہ خود نشہ میں ہے

لیکن اس کو کسی قسم کا علم نہیں دوسرا شخص نشہ میں نہیں ہے لیکن وہ تعریف واسباب نشہ سے بخوبی واقف ہے

جب ہم کسی چیز کا نام رکھتے ہیں تو اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ اس چیز کے یہ خواص ہیں اور یہ اس کا استعمال مثال کے طور پر جب ہم کہتے ہیں یہ لکڑی ہے تو لکڑی کے تمام خواص اور اس کا جملہ استعمال ہمارے ذہن میں آجاتا ہے کسی چیز کا نام بتانا دوسرے الفاظ میں اس کے خواص اور استعمال ظاہر کرنا ہے .اور اللہ تعالی نے آدم کو سب چیزوں کے نام سکھلا دے

پہلے انسان دوسروں سے بات سنتا ہے یا پھر اپنے سامنے وقوع پذیر ہوتے دیکھتا ہے پھر اسے اپنے تجربہ پر پرکھتا ہے اور دلائل وشواہد اور غور وفکر کر کے اس سے نتائج اخذ کرتا ہے اس عمل میں دماغ اس کا مددگار رہوتا ہے.

صیح مشاہدہ اور صیح فکر وتدبر سے حاصل شدہ نتائج کے مقابلہ میں جنھیں ہم علم کہتے ہیں دو اور چیزیں ہیں جو علم نہیں مگر بالعموم لوگ انھیں بھی غلط نگاہی کے باعث علم ہی سمجھ لیتے ہیں ان میں سے ایک ظن ہے اور دوسرے ہوائے نفس ظن تو اٹکل ہے یعنی بغیر ثبوت اور بغیر دلائل کے یونہی چھلانگ لگا (اکثر تصوف کے باتیں) کر کوئی نتیجہ اپنا لینا کسی ایک بات کو سن کر یا کوئی ایک واقعہ دیکھ کر اس پر غور وتدبر کیے بغیر اور اس کے لئے کوئی ثبوت ہوئے بغیر یونہی جلد بازی میں کسی نتیجہ پر پہنچ جانا ظن ہے مگر ظن سے سچائی تک نہیں پہنچا جا سکتا.

اور جو شخض نفس کی خواہشات کے مطابق ہی چلتا رہے اور اپنے حوس اور فواد سے صیحح کام نہ لئے بالعموم اس کے حواس اور قلب صیحح طور پر کام کرنے کی صلاحتیوں سے محروم ہو جاتے ہیں علمی اور غیر علمی انداز میں بہت فرق ہے علمی انداز ایک لحاظ سے طالب علمانہ انداز میں بہت

فرق ہے ہر وقت نئ بات سیکھنے پر تیار رہنا اور ہر بات کو کسی تعصب کے بغیر سننا اور اس پر غیر جانبداری سے محض حقائق و وقعات کی روشنی میں غور کرنا اس طرز عمل کیلئے سب سے بڑی رکاوٹ غرور علم ہے جس نے یہاں یہ سمجھنا شروع کر دیا کہ وہ بہت بڑا عالم ہو گیا وہیں گویا اس نے اپنی علمی ترقی کا دروازہ بند کر لیا

اس کے برعکس غیر علمی طرز عمل یہ ہے کہ انسان کے اپنے تعصّبات اور حد بندیاں ہوں جن کے پار جانے سے وہ گریز کرئے اس میں غرور علم ہو اور جن باتوں پر اس کا علم حاوی نہ ہو انھیں سرے سے جھٹلا دے.

اور اہل یقین کے لئے زمین میں آیات ہیں اور تمھارے نفسوں میں بھی تم کیوں ان کا مشاہدہ نہیں کرتے.علم آفاق میں کائنات اور زمین کی جمادات نباتات اور حیونات کا علم حیات انسانی اور علم تاریخ اقوام سب آجاتے ہیں اور دوسری طرف علم نفس میں انسان کے نفس قواد، قلب، اور روح سب کا علم آجاتا ہے جب تک آفاق اور انفس دونوں کا علم نہ ہو انسان نیابت الہیٰ کا پورا حق ادا نہیں کر سکتا. مریض قلب کی نشانی یہ ہے کہ کہے کچھ اور اس کا اعتقاد کچھ اور ہو یعنی منافقت

لا الـه اللّٰه عوام کی توحید ہے اور لا هـو الا هو (نہیں مگر وہی) خواص کی توحید ہے کیونکہ وہ عام ہے اور یہ خاص ہے

علم ایمان سے بڑھ کر ہے اور ذوق علم سے بڑھ کر ذوق وجدان ہے علم صرف قیاس ہے ایمان صرف تقلید سے قبول کرنا اور اہل وجدان وعرفان سے حسن ظن رکھنا ہے کہ آسمانوں اور زمینوں میں جو کچھ ہے سب اللہ کا ہے تحت وفوق جو کچھ ہے سب میں تیرے جلوے ہیں تجھ ہی سے اُن کا قیام ہے جب زمین میں تم دفن ہو جاو گے تو تم اُس میں ہو جاو گئے وہ تمہارا

طرف بن جائیگا۔ہم سب احدیت سے نکلے تھے فنا ہو کر پھر احدیت میں جا چھپیں گئے پھر بقا ملے گی اور دوبارہ پھر نمودار ہونگے۔

جب تجھے اپنی معرفت حاصل ہوجاے گی تو تیری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہے گی معاً تجھے اس کی معرفت بھی حاصل ہوجائے گی من عرف نفسه فقد عرف ربه۔
اگر تو اپنے کو ڈھونڈ لے گا تو اسے پا جائے گا۔اگر اُسے ڈھونڈ لے گا تو اپنے کو پا جائے گا

اپنے آپ کا فنا کر دینا بندے کا فعل نہیں خدا کا کام ہے

قرب نوافل:۔اپنی ملک سمجھنا اپنی غرص پیش نظر رکھنا ذاتی ارادا رکھنا خود کام نہ کرنا خدا سے کام لینا اس کے واسطے خدا کو وکیل بنانا۔

قرب فرائض:۔کی کچھ بھی ملک نہیں بلکہ ملک اللہ ہی کا رہتا ہے اور یہ اللہ کے خلیفہ رہتے ہیں حکم الہیٰ پر چلنا تحت امر رہنا بے ارادا جینا۔مردہ بدست زندہ رہنا گو یا نوافلی خدا پر حکومت کرتا ہے اور فرائض پر خدا حکومت کرتا ہے۔

نوافل میں خدا بندے کا ہاتھ پاوں ہوجاتا ہے اور فرائض میں بندہ خدا کا ہاتھ پاوں ہوجاتا ہے۔ حق تعالی معنی و باطن کے لحاظ سے اول ہے اور صورت اور نمایش کے لحاظ سے آخر ہے احکام و احوال کے بدلنے سے ظاہر ہے اور تدبیر و تصرف کے لحاظ سے وہ باطن ہے وہ ہر شئی کو جانتا ہے وہ ہر شئی کو دیکھتا ہے۔

زہد و تقوی سے زیادہ دلوں کی تسخیر اہم ہے.علم موجودات کی حقیقت سوائے علم عرفان کے کسی اور ذریعہ سے حاصل نہیں ہوسکتی. دل اسرار کا خزانہ ہے اسے صاف رکھو مکدر

ہونے نہ دو مالک کا جلوہ کے لئے بصیرت چاہیے۔

نفس کے مراتب اور عقل کے مشورہ میں کیا فرق ہے

انسان کے لئے خواہشات کے ساتھ لڑائی کرنے کے تین نتیجے ہیں

پہلا:۔ خواہشات پر فتح پا کر اس پر قابض ہو جائیں اور وہ ان کے خلاف کرنے پر قادر نہ ہو عام طور پر لوگوں کی یہی حالت ہے اس قسم کے لوگوں کے متعلق خدا تعالی کا ارشاد ہے انسانیت من اتخذالهه هوا ۔ کیونکہ الہ کے معنی معبود ہی تو ہیں اور معبود وہ ہے جس کے اشارہ اور احکام کی اتباع کی جائے تو جس شخص کی ہر ایک حرکت بدنی اغراض اور جسمانی خواہشات کی پیروی میں ہوگی وہی ہوا و ہوس کو اپنا خدا بنا چکا ہوگا۔

دوسرا:۔ یہ لڑائی ان کے مابین الحرب بيننا و بينكم سبحال کے مصداق ہو کبھی یہ شخص خواہشات پر غالب آجائے کبھی وہ اس پر بھاری ہو جائیں یہ شخص مجاہدین میں شمار ہوگا اگر اس حالت میں اس کی روح اور جسم میں مفاروت دائمی کف دے تو وہ سہید ہاگا کیونکہ وہ فرمان نبویؐ کے امتثال میں مشغول تھا، وہ اپنی خواہشات نفسانی سے اس طرح جنگ آزمائی ہو جس طرح اپنے دشمنوں سے کرتے ہو

تیسرا:۔ حالت یہ ہے کہ وہ اپنی خواہشات کو پچھاڑ کر ان پر قابو حاصل کر لئے اور کسی وقت وہ اس پر غالب نہ ہونے دئے۔

توجہ کیا ہے اور اُسکے قسمیں :

صوفیاء اکرام کے نزدیک توجہ کی چار قسمیں ہیں

اول تاثیر:۔ انعکاسی اس میں کامل کا عکس مرید میں چمک جاتا ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسا عطر مَلکر کسی مجلس میں آوئے اور ہمنشینوں کے دماغ میں اس کی خوشبو پہنچے مگر یہ تاثر پائیدار نہیں اس کے اُٹھ جانے سے اُٹھ جاتی ہے بعد میں باقی نہیں رہتا.

دوم تاثیرِ القائی:۔ کہ اپنا اثر مریدوں پر ڈالدے اور وہ جب تک مانع نہ ہو قائم بھی رہے اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی چراغ جلا کر لاوے اور دوسرے اس سے اپنی اپنی روشنی کر لے سو جب تک ہوا اور بارش کا صدمہ نہ پہنچے قائم رہے گیا ور جس قدر اپنا تیل ہے اس کی مقدار پر روشن رہے گی ۔ یہ اول سے قوی ہے

سوئمتاثر اصلاحی:۔ مرشد اپنی روحانی طاقت سے مرید کے باطن کی اصلاح کر دے اور لطائف جاری ہو جایں اس کی مثال ایسی ہے جیسا کوئی کاریگر حوض کی نالیوں اور پانی کے آنے کی جگہ اور فوارہ کو صاف کر دے اور پانی ڈال کر فوارے کو رواں کر دے. یہ اول سے بھی قوی ہے لیکن یہ بھی اس وقت تک جاری ہے جب تک حوض میں پانی ہے اور نیز جس قدر پانی آنے کی نالیاں یا پائپ میں وسعت ہے اور جب تک ان نالیوں میں بھیمت کا کوڑا کر کٹ نہیں آتا.

چہارم تاثر:۔ اتحادی ہے جو سب سے قوی تاثیر ہے اور یہ کہ مرشد کامل اپنے روحانی زور سے مرید کو اپنے ضمن میں لئے کر اپنی روح کو اس کی روح سے ایک کر دے اور جو کمالات اس

کی روح میں ہیں وہ اس میں بھی آ جاویں یہ سب سے اعلیٰ تاثیر ہے اس میں بار بار استفادہ کی حاجت نہیں رہتی ۔ یہ توجہ اتحادی حضرت جبرئیل نے رسول کریم صلعم پر کی تھی اس وجہ میں یہ ضروری نہیں کہ اتحاد ظاہری و باطنی ہمیشہ باقی رہے یہ اس وجہ سے ہوا کہ گو آپ نبی صاحب کمال تھے. کامل پیر کی ایک لحہ کی توجہ کئی ہزار اوردو وظائف اور ذکر وفکر سے بہتر ہے.

حضرت سلطان العارفین باہوؒ اپنی کتاب توفیق الہدایت میں فرماتے ہیں مرشد فقیر کامل صاحب توجہ ہوتا ہے. کامل کی توجہ بھی کامل ہوتی ہے کامل جب طالب یا مرید پر توجہ کرتا ہے تو ایک لحظہٰ میں اس کے تمام مطالب حاصل کرا دیتا ہے. جو مرشد صاحب توجہ نہیں وہ ناقص ہے توجہ معرفت اور توحید الٰہیٰ کی چابی ہے بے توحید مرشد تقلیدی ہے. توجہ ایک لاکھ اکتیس ہزار ہیں ان میں بعض ظاہری اور بعض باطنی ہیں.

توجہ صورت اور توجہ نور:۔

جاننا چاہئے کہ توجہ صورت کی ہوتی ہے اور صورت نور کی بعد ازاں توجہ نور کو حاصل کرتا ہے جو توجہ کامل فقیر کی طرف سے ہوتی ہے وہ سوتے جاگتے ،مستی، ہوشیاری، آسانی اور سختی میں رفیق اور شہ رگ سے نزدیک رہتی ہے اور دستگیری کرتی ہے جس فقیر یا اس کے طالب کو اس قسم کی توجہ حاصل نہیں اس کو صاحب توجہ نہیں کہہ سکتے. کامل توجہ جو نور کلید ہے اور توحید سے حاصل ہوتی ہے وہ طریقہ قادری میں ہے اگر کوئی دوسرا شخص نور حضور کی توجہ کا دعویٰ کرئے وہ سراسر کذاب ہے اور لافین مارتا ہے. طالب خواں تمام عمر عبادت و ریاضت کر کے پیٹھ کبڑی ہو جائے اس کی محنت و ریاضت کچھ کام نہیں دیتی کامل مرشد کی نظر اس سے بہتر ہے.

تم جانتے ہوں کس چیز سے حضور توجہ حاصل ہوتی ہے ؟

توجہ حضور اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتی ہے اور تصرف کی توفیق معرفت خداوندی اور توحید باری سے نصیب ہوتی ہے کیونکہ اس کی اصل وصل سے بر پور ہے اور اس کا وصل اصل سے بھر پور ہے جسے وصل نصیب ہے وہ ذات کے ساتھ ایک ہو جاتا ہے اس لئے کہا گیا ہے کہ عارف گو خدا نہیں ہوتا مگر خدا سے جدا بھی نہیں ہوتا.

توجہ اس بات کا نام ہے کہ توجہ کے وقت دو جہاں کی اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق طالب کو دکھا دے. حضرت سلطان العارفین باھُو فرماتے ہیں جب مرشد کامل طالب اللہ کو کسی مقام پر پہنچانا چاہتا ہے تو توجہ سے پہنچاتا ہے پہلے طالب کو تصور دلاتا ہے اور تصورت کے ذریعہ اپنے تصرف میں لاتا ہے اور اس کے بعد لا الـہ کی نفی میں فنا کرتا ہے جب لا الـہ کی نفی میں طالب نفس کو فنا کرتا ہے تو پھر صورت میں الا اللّٰہ کے اثبات میں پہنچا کر اس کے دل اور روح کو زندہ کرتا ہے جس سے حواس خمسہ باطنی کے پردے کھل جاتے ہیں اور صفات بدزائل ہو جاتی ہیں اس وقت طالب اللہ سے کوئی چیز چھپی نہیں رہتی ہمیشہ معرفت خداوندی میں رہتا ہے.

توجہ کی اقسام:۔توجہ عینی۔۔۔توجہ عیانی۔۔۔توجہ ناسوتی۔۔۔توجہ لامکانی۔۔۔ توجہ استغراقی۔۔۔توجہ حضوری۔۔۔توجہ روحانی اہل قبور.

ظاہری ریاضت سے دل کے اندر تاثیر نہیں ہوتی اگر دل خشک ہو تو اسم اللہ ذات کی مشق مرقوم کے تصور اور اولیاء اللہ کی نظری توجہ بغیر ٹھیک نہیں ہوتا اس تصور اور توجہ سے دل پر ایسی تاثیر ہوتی ہے جیسے نمک کی کھانے میں یا انگاری آگ میں کامل مرشد جس پر نوازش کرتا ہے اُس کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر کر دیتا ہے اس قسم کے مرشد کو دوام حضور کہتے ہیں.

کامل مرشد کو چار قسم کی توفیق حاصل ہوتی ہے

توفیق کی قسم اول:۔ قسم اول یہ کہ طالب کو ریاضت بغیر معرفت الٰہی بخش دے

توفیق کی قسم دوم:۔ دنیا اور آخرت میں لا یحتاج اور بے نیاز کر دے

توفیق کی قسم سوم:۔ شہباز کا مرتبہ عطا کرے اور مردار سے اسے بچائے

توفیق کی قسم چہارم:۔ دل کو زندہ کرے، معرفت اور توحید الٰہی میں غرق کر دے تا کہ نماز وقتی کے علاوہ سنت و جماعت پر بھی کار بند ہو اس قسم کا مرشد صاحب اختیار ہوتا ہے.

مرشد صاحب قوت ولی اللہ ہوتا ہے اور توجہ باطنی سے ذکر الٰہی میں مستغرق کر دیتا ہے یہ امر یقینی ہے کہ مجلس نبوی ﷺ سے مشرف ہونا آسان کام ہے لیکن خود خلق محمدی حاصل کرنا جمعیت ذوق۔شوق محمد محبت و معرفت محمدی، فنا و بقا محمدی اور استقامت و رضا و فقیری محمدی حاصل کرنا ازبس مشکل ہے.

جس شخص کے لئے راستہ بند ہو وہ بمنزلہ سدّ سکندری ہو جاتی ہے۔ذکر۔فکر۔ریاضت تقویٰ۔اطاعت۔مرشد کی توجہ نظر تصرّف اور تفکر سے اس کا علاج نہیں ہوسکتا۔اس کی خلاصی کی کیا تدبیر ہے۔جس کے دل کی راہ سلب ہو چکی ہو اس کا کیا علاج۔جس نے رجعت کھائی ہو اور اس کا شوق مردہ ہو گیا ہو اس کا کیا علاج۔جو شخص فقر و فاقہ میں بسر کرتا ہو اور غنایت چاہتا ہو اس کا کیا علاج۔جس شخص پر ظاہر و باطن کے علوم منکشف نہ ہوتے ہوں اس کا کیا علاج۔ مذکورہ بالا تمام باتوں کا علاج اسم اللہ ذات کی مشق وجودیہ ہے یہ مشق بمنزلہ معراج ہے اس سے محبت الٰہی پیدا ہوتی ہے پھر معرفت اور پھر توحید منکشف ہوتی ہے پھر توحید سے نور اور نور سے غرق فی النور اور باطن آباد ہو جاتا ہے ان کا جسم دنیا میں ہیں اور دل آخرت میں

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنے ایک مجلس میں فرماتے ہیں

اپنے قلب کو جو کہ اللہ کا گھر ہے خالی کر کہ کسی دوسرے کو اس میں نہ چھوڑ جب کہ فرشتے اس گھر کے اندر نہیں جاتے جس میں کوئی تصویر ہو حق اللہ تعالیٰ تیرے قلب کے اندر کیونکر داخل ہوگا جب کہ اس میں بہتری مورتیں اور بت موجود ہیں اس (اللہ) کے سوائے ہر چیز بت ہے بس بتوں کو توڑ اور اس گھر (قلب) کو پاک و صاف کر کہ گھر والا (یعنی حق تعالیٰ) گھر میں نظر آئے اور پھر تو وہ عجائبات دیکھے کہ اس سے پہلے نہیں دیکھے تھے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

خداندے یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں

کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

بعد عمل کے یا عمل کیوجہ سے جو علم حاصل ہوتا ہے اسکو عرفان کہتے ہین اور اصلی سچا اور ذاتی علم ہے۔ کسکی کی زبان سے سن لینے سے بلا ذاتی تجربہ کے جو علم ہوتا ہے وہ بیکار رہوتا ہے

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

سلطان باہوؒ (1039-1102 ھ)

سوانح حیات حضرت سلطان العارفین باھو رحمتہ اللہ

حضرت سلطانُ العارفین سلطان باہو قدس سرہ جلیل القدر اولیائے اللہ میں سے ہیں آپ قبیلہ اَوان سے تعلق رکھتے تھے. آپ پنجاب کے شہر شورکوٹ میں **۱۰۳۹** ھ مطابق **فبروری جمعرات کے دن 1628 AD** جمادی ثانی کو پیدا ہوئے شورکوٹ بہت متبرک مقام تھا اس واسطے کہ وہاں بزرگوں اور شہدوں کی زیارت گاہیں اور مقبرے بکثرت ہیں اور وہاں کے باشندے بھی قریبا سب کے سب عالم شریعت کے پابند اور دیندار تھے. آپ مادر زاد ولی اللہ ہیں آپ کے والد ماجد کا نام مبارک حضرت بازید محمد قدس سرہ ہے اور جناب کی والدہ ماجدہ کا نام مبارک بی بی راستی قدس سرہ ہے. جناب کے والد بزرگوار کا مزار شورکوٹ میں ہے اور جناب کی والدہ ماجدہ کے مزار کے بارے میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں والد کے مزار کے قریب ہے اور بعض کہتے ہیں ملتان میں سادات عظام کے قبرستان میں ہے.

یہ تو واضح ہو چکا ہے کہ آپ سلطان باہو قدس سرہ زہد وتقویٰ میں یکتائے زمانہ اور مادرزاد ولی ہیں جب آپ کچھ سیانے ہوئے تو دن بدن واردات و جذبات الہیٰ طاری وساری رہتے یہاں تک کہ ان کی کثرت کی وجہ سے ظاہری علم حاصل نہین کر سکے لیکن واردات غیبی کے سبب علم باطن کی فتوحات اس قدر تھیں کہ کئی دفتر درکار ہیں

آپ سلطان العارفین قدس سرہ ساری عمر میں ایک مستحب بھی ترک نہیں کیا ظاہرو باطن میں سنّت نبوی کا اتباع کیا

جب آپ سن بلوغت کو پہنچے تو ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ قبصہ شورکوٹ کے قریب اس کے گردونواح میں کھڑے تھے کہ اچانک ایک صاحب نور صاحب حشمت اور بارُعب سوار نمودار ہوا جس نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے بٹھالیا آپ ڈر سے کانپے اور پوچھا کہ آپ کون ہیں پہلے توجہ کی اور بعد ازاں فرمایا کہ میں علی ابن ابی طالب ہوں پھر آپ نے عرض کی کہ مجھے کہاں لئے جارہے ہیں. فرمایا حسب الارشاد حضرت محمد ﷺ کے حضور پُرنور مین لے جاتا ہوں۔ اس وقت حاضر مجلس کر دیا۔ اس وقت حضرت صدیق اکبر۔ حضرت امیر عمر بن الخطاب اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی مجلس اہل بیت مین حاضر تھے۔ آپ کو دیکھتے ہی پہلے پہل حضرت صدیق اکبرؓ نے مجلس منوّر سے اُٹھ کر حضرت سلطان العارفین کی ملاقات کی اور توجہ فرما کر مجلس سے رخصت ہوئے بعد ازاں حضرت عمر ابن الخطابؓ بعد ازاں حضرت عثمان ذی النورینؓ جب تینوں اصحاب کبار باری باری اُٹھے اور توجہ اور ملاقات کے بعد مجلس شریف سے رخصت ہوگئے تو مجلس مین صرف اہل بیت علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی رہ گئے۔ میں نے اپنے قدس سرہم سے سینہ بہ سینہ یہ بات سنی ہے کہ

حضرت سلطان العارفین قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے چہرہ مُبارک سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جناب سرور کائنات ﷺ میری بیعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سُپرد فرماتے تھے لیکن بہ ظاہر خاموش تھے.

چانکہ حضرت امیر المومنین اداللہ الغالب علی مرتضیٰ ابنابی طالب میرے پہلے وسلیہ اور اکمل ہادی تھے۔ مگر آنحضرت ﷺ نے اپنے دونوں دست مُبارک میری طرف بڑھا کر فرمایا میرے ہاتھ پکڑو۔ اور مجھے دونوں مبارک ہاتھوں سے بیعت اور تلقین فرمایا۔ حضرت باھوؒ اپنی کتاب عین الفقر اور دوسری تصانیف مین اکثر مقامات پر فرماتے ہیں کہ کامل مرشد ایسا ہی ہونا طاہئے۔ کہ مجھے جب آحضرت ﷺ نے ایک مرتبہ کلمہ لا الـــہ الا اللّٰہ محـمـد رسول اللّٰہ تلقین فرمایا تو درجات اور مقامات کا کوئی حجاب باقی نہ رہا. چنانچہ اوّل و آخر یکساں ہوگیا جب میں تلقین سے مشرف ہوا تو حضرت سیدۃ النساء فاطمہ الزاعلیھا السلام نے مجھے فرمایا کہ تو میرا فرزند ہے میں نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیم والصلوٰۃ والسلام کے قدم مبارک چومے اور اپنے کانوں مین غلامی کا حلقہ پہنا. کیونکہ تمہارا درجہ دن بدن بلکہ گھڑی بہ گھڑی ترقی پر ہوگا اور ابدالاباد تک ایسا ہوتا رہیگا کیونکہ یہ حکم سروری سرمدی ہے بعد ازاں آحضرت ﷺ نے مجھے جناب غوث الثقلین محبوب سبحانی حضرت پیر دستگیر عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے سُپرد فرمایاؒ حضرت پیر دستگیر نے سرافرازی کے بعد مجھے خلقت کے ارشاد و تلقین کا حکم دیا.

آپ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ جو کچھ میں نے دیکھا ان ظاہری آنکھوں سے دیکھا جو سر میں ہوتی ہیں اور اس ظاہری بدن سے دیکھا اور مشرف ہوا اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

اس فیض یابی کے بعد آپ ہر وقت اور ہر گھڑی وحدانیت میں مستغرق اور ذات حق کی تحقیق

کے مشاہدوں سے مشرف رہتے اور آپ ہر وقت ذات مطلق کے جلال و جمال کے دیدار مین مست رہتے تھے. آپ کو اپنی والدہ ماجد نے فرمایا کہ بیٹا جب تک مرشد نہ پکڑو گے معرفت حاصل نہ ہوگی آپ نے عرض کیا مجھے ظاہری مرشد کی کیا ضرورت ہے میرے مرشد کامل حضرت محمد ﷺ ہیں. آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا کہ ظاہری مرشد بغیر انسان خدا رسیدہ نہیں ہوتا روئے زمین پر ڈھونڈو اور اشارہ مشرق کی طرف کیا آپ کی تصنیفات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میں تیس سال مرشد کی تلاش میں پھرتا رہا اور کئی سال طالب اللہ کی طلب میں بسر ہوئے حضرت سلطان العارفین باہو حق کی تلاش میں سب سے پہلے باطنی تعلیم حضرت حبیب اللہ قادری سے حاصل کی اس کے بعد انہیں اس دور کے مشہور بزرگ سید السادات حضرت پیر عبدالرحمٰن قادری دہلوی قدس سرہ کی خدمت میں پہنچ کر جمعہ کا دن تھا بیعت سے مشرف ہوئے اور مرشد کامل سے اپنا ازلی نصیبہ ایک قدم میں ایک ہی دم میں پالیا جو چاہتے تھے مل گیا آپنے کو مرشد سے نعمت عظمیٰ عطا ہوئی اس وقت اورنگ زیب کا زمانہ تھا.

حضرت سلطان العارفین باہوؒ کی تحریروں سے پتہ چلتا ہے کہ آپ صوفیاء کے اس گروہ سے تعلق رکھتے تھے جو اپنے عقائد میں اتباع کتاب وسنت کو اوّلین درجہ دیتے ہیں سلطان باہو کسی ایسے قول و فعل کے قائل نہ تھے جن سے شرع محمدی کی خلاف ورزی ہوتی ہو آپ نے تصوف کے مسائل کو فلسفیانہ رنگ میں پیش کیا لیکن ہر دعوے کے لئے قرآن مجید اور حدیث نبوی سے دلائل پیش کئے ہیں آپ کی تحرئروں کے بارے میں مختصر طور پر یہ کہا جا سکتا ہے ان کے نزدیک شرع کی حد ہر حال میں سب پر عائد ہوتی ہے چاہئے کوئی کتنا ہی بڑا صاحب حال

کیوں نہ ہو. حضرت سلطان العارفین باہوؒ صاحب کرامت بزرگ تھے وصال کے بعد بھی آپ کا فیض جاری رہا

حضرت سلطان باہو قدس سرہ کا طریقہ **قادری سروری** ہے زندگی بھر کوئی خلاف شریعت کام نہیں کیا فرض تو فرض ایک مستحب بھی نہیں چھوڑا، استغراق مراقبہ میں جب کئی کئی ہفتے گزر جاتے تو فارغ ہوتے ہی آپ قضا نماز ادا کرتے. چنانچہ آپ خود ہی اپنی کتاب عین الفقر میں فرماتے ہیں کہ قادری دو قسم کے ہیں ایک **قادری زاہدی** دوسرے **قادری سروری**

قادری زاہدی وہ ہے کہ مرشد طالب سے زہد و ریاضت میں چلہ کشی کرائے اور دس بارہ سال بعد اُسے حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے حضور مین لئے جائے اور حضرت پیر قدس اللہ سرہ العزیز اُسے مجلس محمد ﷺ سے مشرف فرما ہیں.

لیکن **قادری سروری** وہ ہے کہ محض ازلی فیض و فضل سے ظاہری وسلیہ بغیر نور محمدی ﷺ کی پرورش سے مشرف کر کے تلقین وارشاد فرما کر اس کا ہاتھ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے دست مبارک کے سپرد کر ئے تمام مقامات اور مخفی خزانے اس پر کھل جاتے ہیں اُسے **قادری سروری کہتے ہیں۔ سروری سرمدی ہوتا ہے اس کو اویسی بھی کہتے ہیں.** دوسرے طریقہ کی انتہا بھی قادری طریقہ کی ابتدا کی برابری نہیں کر سکتی دیگر طریقے چراغ کی طرح ہیں لیکن قادری طریقہ سورج کی طرح منور ہے بلکہ اس سے بڑھ کر ہے.

عارف کے لئے ضروری ہے کہ صبح و شام شریعت کو مدنظر رکھے جو کام کرئے دیکھ لئے کہ یہ کام وین شریعت کے مطابق ہے یا نہیں اگر شریعت کے مطابق ہو تو کرئے اگر نہ ہو تو نہ کرئے شریعت کا اصوٗل قرآن مجید ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کی سنت کا ادب ملحوظ رکھنا

واجب ہے جو باطن ظاہر کے مخالف ہے وہ باطل ہے.

واضح رہے کہ طریقہ قادری سروری مین شروع میں نفی اثبات کا ذکر جہر کرایا جاتا ہے اور پانچ وقت کی نماز با جماعت کی پابندی کرئے اللہ کے نام کی پکار پر اس کے دربار مین حاضر ہونے کی تکلیف برداشت نہیں کرتے ان کے زبانی دعویٰ محبت کی کیا حقیقت ہے.فرض سنت اور مستحب پر قائم ہو.روزہ رکھے اور روزانہ قرآن کی تلاوت ضروری فرمایا اور ہرگز ناغہ نہ کرئے اور ضروری مسائل فقہ سے واقف ہو.فجر کی نماز تہجد اور وظائف کے وضو سے پڑھے تو بہت اچھا فرمایا ہے اور اشراق کی نماز ادا کرئے

پہلے پانچ مفروضہ نمازوں کا ذکر کر کے بعد میں پانچ نفلی نمازوں کا اشارہ کیا ہے یعنی تہجد۔اشراق۔چاشت۔زوال اور اوابین۔روزانہ دوسو مرتبہ درود پڑھے اور دوسو مرتبہ استغفراللہ پڑھے.

حضرت سلطان باہو قدس سرہ اپنی تصانیف میں فرماتے ہیں کہ درویش کے لئے واجب ہے کہ ہر رات صلوٰۃ التسبیح کی طرح صلوٰۃ الذکرین بھی پڑھا کریں.

اشغال۔ذکر۔مراقبہ کو ضروری ادا کریں،آپ فرماتے ہیں کہ مبتدی کے لئے چار اُصول ہیں۔کم کھانا۔کم بولنا۔کم سونا۔اور خلقت سے کم میل جول کرنا.میں یہ نہیں کہتا کے جہاں سے الگ تھلگ رہو۔خواہ کس رنگ میں ہو خدا کے ساتھ رہو.دُنیا کیا ہے۔خدا سے غافل ہونا نہ کہ اسباب۔چاندی اور فرزند اور عورت یعنی اندر سے آشنا اور باہر سے بیگانہ کی طرح بنا رہو.

سلطان باہوؒ فرماتے ہیں جو شخص قرآن و حدیث کی ہر ایک آیت کو تحقیق کے

ساتھ پڑھتا ہے وہ کسی کا محتاج نہیں رہتا دنیا اور آخرت کا کوئی خزانہ اُس سے مخفی نہیں رہتا.اور اس کی برکات سے سیر نہ ہوگا وہ کلام الٰہی کا قدردان نہ ہوگا اور وہ دائمی طور پر رنج میں پھنسا رہے گا جس طرح قرآن کی لذت تلاوت سے اور عارف کی لذت ذکر سے اور تجلیات کی لذت مشاہدہ سے حاصل ہوتی اور ایمان کی حلاوت میسر ہوتی ہے اس لئے کہ قرآن ابتدا تلاوت ہے اور انتہا حلاوت ہے پس ہر ایک حروف قرآن کا شیطان کے لئے تیر کا کام دیتا ہے اور عارف کو ہر ایک حرف اس کا غرق دریا رحمت خداوندی کرتا ہے اور شیطان سے امان پا تا ہے اور مُوْتُوْ قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْ کے مقام میں پہنچتا ہے یعنی مرنے سے پہلے آپ مرجاتا ہے

سلطان باہوؒ علم کے متعلق فرماتے ہیں :۔

ارشاد نبی ہے :۔ **طلب العم فر یضة علیٰ مسلم و مسلمة**

ہر ایک مسلمان مرد اور عورت پر علم حاصل کرنا فرض ہے .

علم کیا ہے؟علم ایک باریک سا نکتہ ہے جس کی باریکی معرفت خداوندی ہے اس لئے معرفت ہر علم کے ساتھ ہے پس کتابی خوانی سے عالم نہیں ہوتا قیل وقال کی بحاث سے طلب خداوندی سے رہ جاتا ہے.مسلمان قبر میں چلے گئے اور اسلام کتابوں میں ہے،علم کے معنی جاننا کے ہیں لیکن کیا جانا کیا پہچانا کیا پانا؟ جس نے پایا علم سے پایا علم وہ ہے جس سے انسان خدا رسیدہ بنے اور مجلس محمدی ﷺ میں داخل ہو کر دیدار سے مشرف ہووے اور جس نے پہچانا علم سے پہچانا عارف باللہ یعنی خدا کو پہچاننے والا ہر قسم کا جاننے والا ہوتا ہے علم کے جانے سے دو

چیزیں حاصل ہوتی ہیں اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کو جانا تو وہ عارف باللہ ہوا اور اُس کا علم روح کے ساتھ حق کا دوست ہوا علم ہی سے معرفت خداوندی حاصل ہوتی ہے، علم ہی سے وصال نصیب ہوتا ہے علم ہی سے مشکلات آسان ہوتی ہیں. اور جس شخص نے خود کو عالم جانا وہ دنیا میں ذلیل وخوار ہوا اس لئے **العلم حجاب الاکبر** کہا گیا ہے.

بعض عالم باعمل علم کی قید میں رہتے ہیں اور بعض نہیں رہتے بس جس کسی کو علم اپنی قید میں رکھے وہ علم کے حکم میں ہوتا ہے اس سے جو کچھ کہتا ہے وہ عالم وہی اُس کا حکم بجا لاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے باز رہتا ہے اور اُسے باز رکھتا ہے اور حق عطا کرتا ہے اور جس کو علم بے عملی کے راستہ میں مقید کرتا ہے وہ ہرگز اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانیوں سے باز نہیں آتا بلکہ اس کو وہی علم دنیا اور اہل دنیا کی طرف لے جاتا ہے اور تمام فسق وفجور میں گرفتار کر دیتا ہے.

وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّهَا . اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھا دئے

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ . انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا.

علم ظاہر اور علم باطن کی مثال دودھ اور مسکہ جیسی ہے دودھ کے بغیر وہی ہے جو مطلب تک پہنچائے ورنہ وہ حجاب ہے. علم باطن مکھن کی مانند ہے اور علم ظاہر دودھ کی مانند ہے مکھن دودھ کے بغیر نہیں ہوتا اور رہنما کے بغیر کوئی رہبر نہیں بن سکتا.

جو شخص علوم ظاہرہ کا ماہر ہو لیکن اپنے حال اور اپنے نفس سے راضی ہو اور اس کو پسند کرتا ہو تو خواہ علمی وقائق اس کے اندر ہوں لیکن اس کی صحبت مضر ہے اس لئے کہ جو ہر غفلت اور معصیت کی جڑ ہے اہ اس کے اندر موجود ہے. ہر ایک معصیت اور غفلت اور نفسانی شہوت

کی جڑ اپنے نفس سے راضا مندی ہے اور ہر ایک طاعت اور بیداری اور پاکدامنی اپنے نفس سے ناراضی ہے. اپنے نفس سے رضامندی کے معنی یہ ہیں کہ آدمی اپنی حالت کو پسند کر خواہ وہ بُری ہو یا بھلی یہ بات ہر گناہ اور غفلت اور نفسانی شہوت کی جڑ ہے اور نفس کی بُری بات بھی اچھی معلوم ہوگی اور اس کے قلب کو نفس کی طرف سے اطمینان ہوگا تو غفلت اللہ تعالیٰ سے اس پر غالب ہو جاوے گیا ورنہ غفلت زیادہ ہوگی تو گناہ ضرور صادر ہوں گئے. خواہش نفسانی کی حلاوت کا قلب میں مستحکم ہو جانا لاعلاج بیماری ہے ایمان اور طاعت اور استغفار اس کی دوا ہے لیکن یہ اس وقت تک کارآمد ہے جب کہ وہ خواہش دل میں پختہ نہ ہوا اور پختگی کے بعد اگر فضل الٰہی ہو جاوے تو البتہ اس سے چھوٹ سکتی ہے. بندگی کے طریق وہ ہیں جو ہر حال میں بندہ کے لئے حکم الٰہی ہے مثلاً اگر نعمت ہو تو شکر واجب ہے اگر مصیبت ہو تو صبر ضروری ہے. دنیا کا ترک کرنا تمام عبادات کی اصل ہے اور دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے.

تو مدرسہ والوں سے معرفت کے راز نہ پوچھ کیونکہ کیڑا کتاب کے کھانے سے نکتہ دان نہیں ہو سکتا علم حق ایک روشن نور ہے اُس جیسا کوئی نور نہیں علم کے ساتھ عمل چاہئے کیونکہ جو علم گدھے پر لدا ہوا ہو وہ یاد نہیں رکھتا.

جو باطن ظاہر کے مخالف ہو وہ تمام کا تمام باطل ہے. سب سے پہلے علم حاصل کر پھر اس کے بعد دروازہ پر آ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پاس جاہل کی کوئی جگہ نہیں. جو شخص علم سے منع کرتا ہے وہ سراسر بے دین ہے. ابلیس بیوقوف زاہد کو آخری عمر میں دیوانہ بنا دیتا ہے اور اس کی موت کفر پر کر دیتا ہے.

سلطان باہوؒ فرماتے ہیں:۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی جانب وسلیہ تلاش کرو علم وسیلہ نہیں

بلکہ علم تو صراط مستقیم کی روشنی ہے حقیقتا وسیلہ مرشد ہے جو ہمراہی نگہبان اور راستے کا محافظ ہے اور معرفت الٰہی تک پہنچانے والا ہے کیونکہ وہ ہر مقام کا عالم ہوتا ہے.

آپ کے ایک سو چالیس تصنیفات فارسی اور پنجابی میں چھوڑی ہیں تصوف کی کتابیں مرشد کامل کا کام دیتی ہیں آپ کی جن کتابوں کا پتہ چل سکا ان کے نام یہ ہیں:۔

عین الفقرا کبیر۔ عین الفقر صغیر۔ عقل بیدار کبیر۔ عقل بیدار صغیر۔ کلید التوحید کبیر۔ مجا لستہا لنبی۔ محبت الاسرار۔ اسرار قادری۔ توفیق الہدایت۔ تیغ برہنہ۔ مجموع الفضل۔ محک الفقراء کبیر۔ محک الفقراء صغیر۔ فضل اللقاء۔ شمس العارفین۔ رسالہ روحی۔ اورنگ شاہی۔ امیر الکونین۔ مفتاح العاشقین۔ قرب دیدار۔ نور الہدی۔ دیوان اردو۔ دیوان فارسی۔ حجتہ الاسرار۔ وغیرہ

آپ کے چار بیویاں تھیں اور آپ کے آٹھ اولاد تھی

حضرت سلطان نور محمد قدس سرہ۔۔۔ حضرت شیخ سلطان ولی محمد قدس سرہ

حضرت سلطان لطیف محمد قدس سرہ۔۔۔ حضرت شیخ سلطان صالح محمد قدس سرہ

حضرت شیخ سلطان اسحاق محمد قدس سرہ۔۔۔ حضرت شیخ سلطان فتح محمد قدس سرہ

حضرت شیخ سلطان شریف محمد قدس سرہ

حضرت شیخ سلطان حیات محمد قدس سرہ جو بچپن مین ہی وفات ہو گئے. آپ نے اپنے تمام فرزندوں کو ظاہری علوم حاصل کرائے

وصال:۔ حضرت سلطان العارفین برس کی عمر میں 63 جمعہ کی رات تین پہر گزرے یکم جمادی الثانی ۱۱۰۲ھ کے مطابق 1693 وصال فرمایا آپ کو شورکوٹ کے قریب

دریائے چناب کے کنارے موضع قہرگان کے قلعہ مین دفن کیا گیا لیکن دریا کے بڑھ آنے کی وجہ سے اور مزار مبارک کو طغیانی کا خطرہ لاحق ہونے کی وجہ سے آپ کے جسد مبارک کو وہاں سے منتقل کر کے دوسری جگہ دفن کیا گیا یہ واقعہ ۱۱۸۰ھ کا ہے لیکن ۱۳۳۲ھ میں جب کہ حضرت شیخ حاجی سلطان نور احمد کی سجادگی کا زمانہ تھا پھر مزار مبارک کو دریا کی طغیانی کا خطرہ لاحق ہوا چونکہ ماہ محرم ۱۳۳۲ھ میں جسد مبارک وہاں سے منتقل کر کے اس جگہ دفن کیا گیا جہاں اب آپ کا مزار مبارک مرجع خاص وعام ہے اس لئے ماہ محرم ہی میں آپ کا عرس ہوتا ہے.

آپ کا سلسلہ قادری سروری اپنے فیض و برکات اور تعلیمات سے برابر بڑھتا ہوا آج دنیا کے بہت سارے ملکوں سوَت افریقہ۔ جانس برگ۔ دربان۔ کیپ ٹون۔ مالا ولی۔ پریٹوریا۔ حالینڈ۔ مریشیز۔ جرمنی۔ امریکہ۔ انگلنڈ۔ وغیرہ میں تبلیغ کے ذریعہ پیاسے دلوں کو روحانی غذا دین اسلام کی تعلیمات کو پہنچا رہے ہیں اور لاکھوں غیر مسلم لوگوں کو ایمان سے مشرف کئے ہیں. سلطان باہوؒ کے بعد کے خلفا ہوں جن کی تصویرے دیکھی ہین اور حاضر سجادہ نشین اور خلیفہ کوئی بھی کالا لباس کے استعمال کو ضروری سمجھا ہے بلکہ ہر طرح کا لباس استعمال کرتے رہے ہیں اتنا معلوم ہو سکا کہ صرف ٹمل ناڈو سے ہی خلیفوں کو کالا لباس پہنا ضروری سمجھا گیا.

پنجاب شہر میں آپ کے خلفاؤں نے بہت سارے مریدین بنائے چند بزرگوں نے دکن کا رخ اختیار کیا اور بہت سارے خلفاء آج دکنی ہندوستان مین موجود ہیں. یہ سلسلہ برابر اب تک چل رہا ہے. ٹمل ناڈو اسٹیٹ میں حضرت سید رحیم علی شاہؒ، حضرت واحد علی شاہؒ، حضرت من قرار علی شاہؒ کا مزار شریف ترچنا پلی میں طبلے عالم پا شاہ کے آستانہ کے پیچھے قبرستان میں مقیم ہے آپ کی تاریخ وفات 27 محرم ۱۳۴۲ مطابق 1923 ہے.

حضرت گنج گوہر علی شاہؒ کا مزار شریف ناگور کی درگاہ کے اندر قبرستان میں موجود ہے آپ کی وفات ۱۹ ذالحج ۱۳۵۹ھ مطابق 1941 ہے. حضرت منور علی شاہؒ کا بڑا آستانہ موپٹاواٹی رانی پیٹ۔ارکاٹ میں ہے وفات کا سال 1942 ہے آپ کے تصوفانہ عارفانہ کلام کو بہت سارے بزرگون نے پسند فرمایا ہے آپ کے کلام بہار منور کو لوگ شوق سے پڑھتے ہیں آپ کا صندل و عرس شریف ہر سال 25 محروم میں منایا جاتا ہے. اور وہاں پر اور دیگر بزرگان دین فقر اللہ شاہؒ ، رفیق علی شاہؒ اور محبوب علی شاہؒ کے آستانے موجود ہیں .حیدر آباد ، بیجاپور،

مہارسٹرا، اور دوسرے مقاموں پر بھی بہت سارے سلسلہ کے بزرگون کے مزارات ہیں.

اور کرناٹکا اسٹیٹ میں کولار شہر۔ پہاڑی دامن انترگنگا، گلزار نگر میں حضرت سلطان گلزار علی شاہ قادری سروریؒ کا آستانہ ہے آپ 59 سال کی عمر میں 19 جولائی 1965 مطابق ۱۳۸۵ھ میں وفات پائی.آپ کا عارفانہ کلام کی کتاب گلزار شمع ایمن مقبول ہے. ہر سال آپ کا صندل و عرس شریف ربیع اول کے 19 تاریخ میں منایا جاتا ہے.آپ کے خلیفے اور میرے پیر مرشد حضرت سلطان چنوّر علی شاہ قادری سروری کو 1972 میں خلافت سے نوازا اُس وقت سے برابر سروری سلسلہ کو ترقی کرتے آرہے ہیں صندل عرس کے موقع پر میلاد النبیؐ منایا جاتا ہے جس میں اہل سنت جماعت کے بہت سارے علماء اکرام کو بلایا جاتا اور سروری سلسلہ سے واقف کراتے غریب بچوں کی ختنہ کا انتظام فرماتے بیت المال کے ذریعہ سے غریب لڑکیون کی شادی کا انتظام کرتے.اُنکی زیر سر پرستی میں دارلعلوم عربیہ گلزاریہ چار سال سے چل رہا ہے جس میں چالیس طلباء کو دینی و عربی شعبہَ حفظ اور ابتدائی دینیات زیر تعلیم ہیں ملت کے غریب بچوں کا قیام و طعام علاج و کتب وغیرہ فی سبیل اللہ کیا گیا ہے.

انگریزی اسکول بھی ودیا پیٹا کے نام سے چل رہا ہے. اہلسنت جماعت کے بہت سارے علماء نے مدرسہ کا معاینہ کیا اور انتظام و تعلیم کا تحسین فرمایا.آستانہ کے بائیں جانب میں مسجدے گلزاریہ ہے اور اُنکے خاص مرید اور گلزار علی شاہ کے وصال کے بعد آستانہ مبارک تیار کرنے والے حضرت حفظ علی شاہ عرف امیر جان قادری سروری کے خاندان والوں کے آستانہ موجود ہیں. ہر مہینے کے 25 تاریخ کو آستانہ مبارک پر خانقاہ ہوتا ہے جو تمام خانقاہوں کا مرکز ہے اور مریدین جمع ہوتے ہیں اور فاتحہ خانی کے بعد رات بر طریقت و حقیقت پر وعظ بیان ہوتا ہے.

حضرت سلطان چنور علی شاہ کی شخصیت نے لاکھوں تشنگان معرفت حق کو فیض بخشا آپ کی خدمات کی وجہ سے ہی صحیح معنوں میں سروری سلسلہ کو دکن کے چاروں اسٹیٹ میں متعارف فرمایا. اور 17 خانقاہوں آپ کی سرپرستی میں 20 سالوں سے چل رہے ہیں۔

بشر خود اپنی طاقت سے ہلا سکتا نہیں ذرہّ جو ہو جذب یقین پیدا تو پتھر موم ہو جائے

میرے پیر مرشد کے علاوہ بھی قادری سروری کے پیر مرشد اور خلیفہ عالی جناب حضرت سلطان داور علی شاہ قادری سروری، عالی جناب سلطان شہوار علی شاہ قادری سروری اور عالی جناب سلطان حاجی قادری سروری، عالی جناب انور علی شاہ قادری سروری اپنے اپنے مقاموں پر سلسلہ کی خدمت انجام دئے رہے ہین.

قادری سروری سلسلہ کی بیعت کے اصولوں اس کے رموز کا جائزہ

جو صاحب اس سلسلہ میں بیعت ہونا چاہتے ہیں انہیں پہلے کس قادری سروری مرشد تلاش کرنا ہوگا، بیعت کرنے والے شخص کو مرید کہتے ہیں، مرید کو سامنے بیٹھا کر پہلے استغفار پڑھاتے

ہیں توبہ نصوح کرایا جاتا ہے بیعت کی دعا پڑھکر دست یداللہ دے کر اقرار لیتے ہیں پیالہ اور دید دے کر برزق کا کلمہ پڑھاتے ہیں تعظمی سجدہ کراتے ہیں اس کے بعد یا دوسرے دن قرآن پڑھ کر الست بربکم قالو بلی کا اقرار سمجھاتے ہیں، ترکوٹی، گنج خفی، نور، شئے رگ، وغیرہ مرید کی فہم یقین پر قادری سروری کے اسرار کو ظاہر کرتے ہیں اسلام کے اصولوں پر چلنے کی نصیحت فرما کر ذکر اور تصور کی تلقین کرتے ہیں. ارشاد نبوی ﷺ ہے جس نے اپنے رب کو پہچان لیا وہ زبان سے گونگا ہو گیا. سلسلہ کے بزرگون کے نامون کا شجرہ مبارک دیتے ہیں جس کو ہر جمرات کو فاتحہ میں پڑھنے کی تاکید فرماتے ہیں معرفت کے بکثرت طریق ہیں لیکن طریقہ خاص مشرف بدیدار ہوتا ہے. آگے چل کر مرید کی ریاضت استقامت پر پوشیدہ راز کو روشن فرماتے ہیں. ارشاد نبوی ﷺ ہے جس نے معرفت الٰہی حاصل کر لی اس سے کوئی شئے مخفی نہیں رہتی.

جو جو نعمتیں اپنے مرشد سے حاصل کئے ہوئے ہوں وہ آگے چل کر مرید کی قابلیت اور مضبوط ایمان کی بنا پر اس کو مرشد کی کوئی چیز یا اُوڑنی یا ٹوپی، دستار وغیرہ عطا کرتے ہیں. سچا طالب استقامت میں جان قربان کرنے کے لئے آمادہ ہے تو مرشد کامل کے لئے بھی ایسے طالب کو حضوری میں پہنچا دینا مشکل نہیں. مرید سلوک کے منزلوں کو طے ہونے کے بعد خلیفہ بناتے ہیں اور خرقہ خلافت کی بار امانت عطا کرتے ہیں اور اپنے بزرگون کے طور طریقے کو قائم رکھتے ہوے سلسلہ کی تعلیمات کو اہل طریق حضرات لئے کر چلتے ہیں.

سلطان باہوؒ فرماتے ہیں کہ عارف کے لئے موت وحیات برابر ہے اگر چہ ظاہر میں موت کے مراتب کی وجہ سے لوگوں کی نظروں سے غائب ہوتے ہیں لیکن سب پر غالب ہوتے

ہیں اگر چہ مخلوق انہیں جانتی ہے کہ وہ خاک کے نیچے سوے ہوے ہین لیکن وہ قبران کے لئے قرب ہے وہ اللہ تعالی اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ہم مجلس ہوتے ہیں، اوٗلیا اللہ جس طرح زندگی میں لوگوں کو طالب اور مرید کر کے تعلیم و تلقین کرتے ہیں اس طرح موت کے بعد بھی بلکہ حیات سے دو چند، کیونکہ اسم اللہ ذات کے تصور کے سبب وہ موت وحیات دونوں سے جان چھڑا کر فنافی اللہ وفنافی التوحید اور فنافی النور ہوتے ہیں

سلطان باہوؒ کے چھٹوے شیخ حضرت سلطان نور محمد کے خلیفے حضرت سلطان فقیر نور محمد نے دکنی ہندوستان کا دورا کیا اور سلسلہ قادری سروری سلسلہ میں بیعت فرمایا. پھر دوسری مرتبہ حیدرآباد کے نظام مرزا یار جنگ بہادور کی خصوصی دعوت پر 1942 میں ایکبار پھر آپ نے دکن کا دورا کیا آپ کے لئے خوصوصی محل سلاسارا میں دومہینوں تک انتظام کیا گیا۔ اور چیف جسٹیس جیوان یار جنگ بہادر کی دعوت قبول فرمایا اس درمیان میں لوگوں کی بیعت فرمائی. سلطان باہو کی چند کتابوں کا مینسکرٹ (manuscripts کو جو حیدرباد کی آسیہ کتوب خانہ عثمانیہ ینورسٹی میں موجود ہے.

سلطا ن العارفعین حضرت سلطان باہوؒ کے نام سے پاکستان میں کالیج اور ینورسٹی دیگر اسکول چل رہے ہیں برہمنگ ٹن UK۔ میں ہر مہینے قادری سروری کے بزرگوں کے بیانات کو ریڈیو اور ٹی. وی پر نشر کیا جاتا ہے..........

ایک وقت تھا جب اپنی کم علمی کی بنا پر ارباب طریق اور فقرا خصوصن قادری سروری طریق کو ماننے کے لئے تیار نہیں تھے لیکن اللہ تعالی کا شکر واحسان ہے آج پوری دنیا میں یہ طریق تصوفان وعرفانی تعلیمات کی روشنی کو پھیلا رہا ہے.

قادری سروری سلسلہ کے متعلق جانکاری حاصل کرنا چاہو تو دئے ہوئے پتہ پر e-mail ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں.

/ HSBTRUST /

aqsa@haqbahu.com,aksa84@hotmail.com

<HSBTRUST@groups.msn.com>

mailto:mtnakhuda&64;webmail.co.za

haqbahoo@hotmail.com

IslahiJamaat.Freeservers.com

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیوں رہے آپس خلیفے میں کوئی اختلاف و امتیاز
کیوں رہے دل میں کس کے بغض و کینہ ساز باز
آؤ مل جل کر سب کریں آباد چمن سروری
سب کے دل میں ہو رواداری محبت سادگی

فنا فی الشیخ ، فنا فی الرسول :۔

فنا فی الشیخ کا مرتبہ جس میں شیخ کی صورت کا اس طرح تصور کرنا پڑتا ہے کہ جس طرف نگاہ اُٹھائے ہر طرف شیخ ہی نظر آئے

حدیث مصطفیٰ شاہد ہے اس پر — دیکھو اُس مرد کامل کو نظر کر
کہ جس کی دید سے حق یاد آئے — خدا کے ماسوا سب کچھ بھلائے
تصور رصوفیا کہتے اس کو — تصور با صفا کہتے اس کو
تصور شیز ہادی راہ مولا — تصور پیر دلبر سب سے اولا
کہ جس کا دیکھنا افضل تریں ہے — یہ سیدھا راستہ خلد بریں ہے
نقش کو دیکھ کر نقاش پاوے — سو انقشوں نہیں نقاش آوے

فنا فی الرسول کا مرتبہ جس مین صورت اسم محمد ﷺ اس طرح تصور کرنا چاہئے کہ جس طرف نگاہ اُٹھائے تو اُسے ہر طرف صورت محمدی ﷺ نظر آئے

فنا فی اللہ کا مرتبہ جس میں اسم اللہ کا تصور اس طرح کرنا پڑتا ہے کہ جس طرف نگاہ اٹھائے اسم الہیٰ کی کثیر تجلیات کا مشاہدہ کرے اسے لا مکان کہا جاتا ہے الہٰ العالمین کو کسی خاص مقام یا مکان مین تصور کرنا کفر ہے

حضوری کے راستہ کی ابتدا فنا فی الشیخ ہے اور متوسط فنا فی اللہ ہے اور حضوری کے راستہ کی انتہا فنا فی الرسول ہے

فنا فی الشیخ مرید معصیت کی طرف راغب ہو تو صورت اُسے راغب نہیں ہونے دیتی اور حرص وشہوت کے غلبوں سے دور رکھتی ہے اور اگر سو جائے تو وہی صورت توفیق الہیٰ سے اُس کا ہاتھ

پکڑ کرالا اللہ کی توحید میں مستغرق کرتی ہے اور اگر مراقبہ کرے تو وہی صورت ہاتھ پکڑ کر مجلس
محمدی ﷺ مین لے جاتی ہے اور مراتب دلاتی ہے اور ایسے شخص کا باطن نہایت صاف
ہوتا ہے

صاحب فنا فی الشیخ کا یہ مقام ہے کہ جب طالب الٰہی شیخ کی صورت کا باطن مین تصور کرتا ہے
تو شیخ کی صورت اُس وقت حاضر ہو کر طالب کا ہاتھ پکڑ کر معرفت الہیٰ اور مجلس محمدی تک پہنچا
دیتی ہے ایسے شخص کو یُحْیِیْ وَیُمِیتُ کہا جاتا ہے۔

فنا فی الشیخ کا یہ مطلب ہے کہ اس سے فنا اور فنا سے بقا سے بقا حاصل ہو اور بقا سے
واصل ہوتا ہے اور ہر ایک قسم کی بدعت، باطل، شرک، کفر، ریا، حرص و ہوا کو چھوڑ دیگا اس کا با
طن صاف ہو جائیگا اور عارف باللہ، با آدب، باحیا اور جان کو قربان کرنے والا بن جائے فنا
فی الشیخ کا یہ خاصہ ہے کہ جب شیخ کی صورت کا تصور کرے تو ذات وصفات کے تمام مقامات
اٹھارہ ہزار عالم کے زندہ اور مرفہ تمام کی روحانیت دکھائی دیں اگر فنا فی الشیخ ہو تو ایسا ہو ورنہ وہ
فنا فی الشیطان ہے۔

شیخ کامل اگر مرید کی نوازش فرمائے تو مرید کا مرتبہ اپنے مرتبے کے برابر کر دیتا
ہے الشیخ یحی القلب و یمیت النفس شیخ دل کو زندہ اور نفس کو ہلاک کرتا
ہے۔ اگر شیخ طالب سے سلب کرنا چاہے تو اس کے نفس کو زندہ اور دل کو مردہ بنا دیتا ہے۔
طالب مرشد کے بس مین اس طرح ہوتا ہے جیسے مردہ غاسل کے ہاتھوں مین جب
طالب مرتبہ مریدی سے گزر کر مرشدی کے درجہ پر پہنچتا ہے تو فنا فی الشیخ ہو جاتا ہے
مقام فنا فی الشیخ مقام فنا فی الرسول اور مقام فنا فی اللہ کی کیا پہچان ہے؟ اور ان کے مقامات کو

کیسے شناخت کرنا چاہئے؟

عقل و دل و نگاہ کا مرشد اوّلیں ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دیں بتکدہ تصورات
عشق سراپا یقین اور یقین فتحیاب
علم ہے ابن الکتاب عشق ہے اُم الکتاب

مقام فنا فی الشیخ یہ ہے کہ جب طالب مولیٰ صورت شیخ کا تصور کرے تو صورت شیخ
حاضر ہو کر طالب کو جس مقام پر چاہے پہنچا دے حقیقت مین اسے ہی فنا فی الشیخ کہا جاتا ہے
ورنہ صورت شیخ کا تصور کرنا بُت پرستی ہے۔

مقام فنا فی الرسول اُسے کہتے ہیں کہ جب طالب اسم محمد ﷺ کا تصور کرے تو
فوراً مجلس محمدی میں حاضر ہو جاے اور حضور پرنور شافع یوم النشور کی ملازمت کا شرف
حاصل کرے اور اس کے اخلاق و عادات میں خلق محمدی کی جو بو پیدا ہو جاے اور اس کا نفس
باطل سے بالکل جدا ہو جاے۔

مقام فنا فی اللہ یہ ہے کہ طالب اللہ جب اسم اللہ کا تصور کرے تو اسم اللہ اس کے
وجود میں ایسا اثر کرے گا کہ اس کا وجود سر سے پاوں تک معرفت الٰہی سے پُر ہو جائے اور اس
میں وحدت مطلق جلوہ گر ہو۔

سلطان باہوؒ لفظ مرشد میں فرماتے ہیں:۔ م۔ سے مشاہدہ حضور، معرفت
ر۔ رازق حق غرق فی التوحید نور............
ش۔ سے شہ سوار عارف بروروحانیت اہل القبور
د۔ سے دوام بخش الہام مراد ہے

لفظ طالب کے چار حروف:۔ ط سے طالب طوق بندگی، حق پسندگی

اسے ارادہ حق، ادب اور جو کچھ سر پر گزرے اس سے آہ تک نہ کرنا

ل سے دیدار کے لائق

ب سے باوفا، باحیا قلب صفا رہنے والا

مرشد کے چاروں حروف طالب کے چارون حروف میں اس طرح تبدیل ہونے چاہین کہ مرشد کا وجود جسم، قلب، قالب، زبان، کان، روح اور ہاتھ پاوں طالب کے ہو جا ئیں اور طالب کے مرشد کے ہو جائیں یعنی دونوں ایک ہو جائیں شیخ کی صورت تک طالب میں آجائے یہ فنافی الشیخ ہے

تو خواہ کتنا ستائے پھروں نہ تجھ سے کبھی   کہ تیری سختی وخواری ہے لگتی مجھ کو بھلی

☆☆☆☆

میرے مولا ہمیں ایمان کی دولت دے دے

جوش اسلام دے احساس شریعت دے دے

وحدت الوجود کے مسلہ پر ایک نظر

وحدت الوجود کے معنی یہ نہیں کے ہر چیز خدا ہے بلکہ اسکے معنی ہیں خدا کے سوا کچھ نہیں پہلی   بات کفر ہے دیوار کا سایہ دیوار سے علیحدہ مستقل وجود نہیں رکھتا عالم کے تمام چیزئیں خود مستقل کچھ نہیں یہ رب کے جلوے ہیں جن کا وجود محض اعتباری ہے اصل وجود معبود کا ہے جو لوگ وحدت الوجود کے قائل ہیں وہ اشیاء عین حق جانتے ہیں اور ہمہ اوست کہتے ہیں ساتویں صدی ہجری مین حضرت شیخ محی الدین ابن عربی ؒ اجتہاد اور واضح دلیلوں کے ساتھ وحدالوجود کے موجد ہیں

وحدت الوجو پر تین نظریات پائے جاتے ہیں۔ پہلا وحدت الوجود کی تکفیر کرتے ہین۔ دوسرا وحدت الوجود سے اتحاد مراد لیتے ہین۔ تیسرا وجود کو ایک موجود وجود اور باقی کو ظلال وعکوس مانتے ہیں.

پہلا طبقہ میں حضرت شیخ شہابالدین سہروردی ؒ ہیں وہ وحدت الوجود کی تکفیر کی (مصلحت پر مبنی ہے) صرف ابن عربی کی تکفیر کی اور وہ بھی ابن عربی کی حیات تک اور مولوی محمد قاسم صاحب وحدت الوجود کا اعتقاد رکھنے والوں کو ملحد وزندیق کہتے ہیں وحدت الوجود سے اتحاد سمجھا اور کفر کا فتوی دیا.

دوسرا گرو:۔ جس نے واحدت الوجود سے اتحاد ذاتی سمجھا اور تعدد وجبا نیز قدم غیر کا قول کر لیا جو شرک محض ہے اور لا الہ الا اللہ کے معنی اسطرح کئے یعنی کوئی معبود غیر اللہ کے موجود نہیں بلکہ سب عین اللہ ہیں، کوئی شئی غیر اللہ موجود نہیں ہو سکتی اس لئے کہ حکمت میں ثابت ہو چکا ہے کہ وجود عین ذات واجب ہے اور غیر وجود نہیں مگر عدم تو غیر واجب نہیں مگر عدم اور عدم

موجودنہیں ہوسکتا پس غیر واجب .یعنی غیر اللہ موجودنہیں ہوسکتا بلکہ عین اللہ موجود ہوسکتا ہے
اس تقدیر پر کائنات کی ہر شئے میں تو یہ سب عین اللہ ہوئے یہ شرک جلی ہے الہ عین اللہ ہے ہر
موجودعین اللہ ہے اسلئے کہ ہر موجود مصداق الہ ہے اس لئے الہ کہتے ہیں معبود کو اور معبود
کہتے ہیں اُس کو جس کی کوئی عبادت کرے اور عبادت کہتے ہیں تابعداری کرنے کو اس واسطے
جو کوئی کسی کا تابعدار ہوتا ہے تو اس کو اس کا عبد اور بندہ کہتے ہیں جس کا کوئی تابعدار ہو اس کو
معبود اور اللہ کہتے ہیں ہر موجود مصداق الہ کا ہے اور لا الہ الا اللہ اس پر دال ہے کہ جو مصداق
الہ کا ہے عین اللہ پس ثابت ہوا کہ ہر موجود عین اللہ ہے.

تیسرا گروہ:۔   متقدین کا ہے جو افراط وتفریط سے پاک وصاف اور مبرا ہے اس کے قائلین
میں حضرت بایزید بسطامی ؒ ،حضرت جنید بغدادی ؒ ،حضور غوث پاک ؒ ،حضرت حسین بن
منصور ؒ ،حضرت محی الدین ابن عربی ؒ ،حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری ؒ ،حضرت امام احمد رضا
بریلوی ؒ وغیرہ ہیں. وجود مین صرف حق عزوجل ہے کہ ہستی حقیقی اس کی ذات پاک سے
خاص ہے باقی سب مظاہر ہیں کہ اپنی ذات میں اصلاوجود ہستی سے بہرہ نہیں رکھتے کائنات
مین صرف اس کے جلوؤں کا ظہور ہے

اور یہ معدومات موجود نما ہیں جو کہ عالم ممکن کے آہینہ میں اس کے وجود کے عکوس
وظلال نظر آتے ہیں اور کہہ دیا جاتا ہے کہ فلاں فلاں شئے موجود ہے حالانکہ ان کا وجود ظلی
ہے اور اگر ان کو معدوم کر دیا جائے تو وجود حقیقی پر اس کا کوئی اثر واقع نہیں ہوتا.اس کائنات
میں جس قدر اشیاء ہیں وہ سب مقید ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر شئے مادی ہے اور ہر مادی
شئے محدود ہوتی ہے اور ہر محدود شئے لازمی طور سے مقید ہوتی ہے یعنی مطلق نہیں ہوتی

مطلق تو صرف حق تعالی ہے جو نور السماوات والارض ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مادی نہیں
ہے کس شخص کے سایہ کو عین شخص نہیں کہہ سکتے تو مخلوق کو خالق کے ساتھ کیسے ملا سکتے ہیں
یا مخلوق کا خالق کے ساتھ حلول واتحاد کیسے قائم کر سکتے ہو. وحدت الوجود کا مطلب ہے کہ
دوسری ہستی موجود نہیں ہے اس طرح حباب یا موج اپنے وجود یا اپنی حقیقت کے اعتبار سے تو
عین دریا ہے لیکن اپنے مفہوم یا اپنی ذات (جو تعین سے پیدا ہوتی ہے) کے اعتبار سے غیر
دریا ہے

مسلک وحدت الوجود پر حقایق الاشیاء ثابتہ کا انکار لازم نہیں آتا اور نہ ہی اس کی
صوفیہ دراصل اشیاء کو حق تعالی کے ظہورات جانتے ہیں اور ان کو حق تعالی کے اسم وصفات
سمجھتے ہیں اشیاء حق تعالی سے وہی نسبت رکھتے ہیں جو آدمی کے ساتھ اس کا سایہ رکھتا ہے کسی
آدمی کے سایہ کو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ آدمی کے ساتھ متحد ہے سایہ آدمی کی اصل کو بدلتا نہیں
ہے وہ محض آدمی کا ظہور ہے۔ مثال کے طور پر دھوپ میں جو ذرہ دکھائی نہیں دیتا اس کا یہ
مطلب نہیں کہ ذرہ کی ماہیت بدل گئی وہ عرض ہو گیا اور دھوپ کے وجود پر اس کا وجود مٹی یا ذرہ
نیست ہو گیا یا ذرہ آفتاب ہو جاتا ہے بلکہ جہاں آفتاب کو پوری روشنی ہو گئی ذروں کو چھپ
جانے کے سوا چارہ ہی کیا ہے۔ جس وقت دھوپ کمرے میں آتی ہے اس وقت ذروں کا
تماشہ دیکھے صاف نظر آتے ہیں پھر آنگن میں نکل کر دیکھے غائب ہو جاتے ہیں آفتاب کا علم
ہے تو یہ علم ستاروں کے وجود کو بے وجود نہیں کر سکتا اس طرح اشیاء کی جو ہریت فنا نہیں ہوتی
اور بندہ خدا نہیں ہوتا اور نہ ہی بندہ نیست ہو جاتا ہے، جو یہ کہتے ہیں کہ یہ بھی خدا وہ بھی خدا
سب خدا زندقہ الحاد کے قائل ہوتے ہیں ہر گز نہ بندہ خدا ہو سکتا ہے اور نہ خدا بندہ۔ خدا بے
چون و بے چگون ہے خالق واجب ہے مخلوق ممکن ہے خالق باقی ہے مخلوق فانی ہے دونوں کو

ایک جاننا نادانی ہے.

بعض حضرات یہ اعتراض کرتے ہیں ہمہ اوست ؔ کی رو سے ہر شئے خدا ہے میں بھی خدا تو بھی خدا شجر وحجر بھی خدا جسے انگریزی میں pantheism کہتے ہیں بلکہ ہمہ اوست ؔ سے مراد یہ ہے کہ اشیائے کائنات باعتبار یا بذاتقرابت معدوم ہیں یعنی ہر شئے مظہر خدا ہے اور صرف حق تعالی موجود ہے. بندہ ہمیشہ بندہ ہی رہے گا خواہ وہ کتنی ہی ترقی کیوں نہ کرے اور رب ہمیشہ رب ہی رہے گا خواہ وہ کتنا ہی تنزل کیوں نہ فرمائے

صوفیہ جو کہتے ہیں کہ خودی کی نفی کر دو تو ان کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اپنے آپ کو فنا کر دو بلکہ ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ تم یہ خیال کرتے ہو کہ خدا کے مقابلہ میں ہمارا بھی مستقل وجود ہے یعنی خدا بھی موجود ہے اور اس معنی میں ہم بھی موجود ہیں یہ وہم دوئی سراسر غلطی ہے اس لئے وہم غیریت کی نفی کرو اور یہ یقین کرو کہ ہمارا وجود اس کے وجود سے الگ کوئی مستقل وجود نہیں ہے بلکہ حق تعالی کے اسماء وصفات کی تجلیات ہیں

اس طرح وصال سے مراد یہ نہیں ہے کہ دونوں مل کر ایک ہو جائیں ، دوسرا تو موجود ہی نہیں ہے لہذا مل کر ایک ہو جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بلکہ اس سے ان کی مراد یہ ہے کہ دوئی اور تفرقہ کا خیال دل سے نکال دو، وصال سے مراد ذات حق میں محو ہو جانا کہ اس کے سوا غیر کا خیال دل میں نہ آنے پائے اور ہر شئے میں وہی نظر آئے یعنی ھوالاول ،ھوالآخر، والظاہر والباطن . اور فنا کا ویدانتی مفہوم یہ ہے کہ قطرہ سمندر میں مل کر اپنی انفرادیت ختم کر دے لیکن فنا کا اسلامی مفہوم یہ ہے کہ بندہ اپنی نفسانی خواہشات کو رضائے حق کے تابع کر دے

دو عالم میں نہیں موجود ومشہود — بجز ذات وصفات افعال وآثار
نیستی اور حق پرستی کچھ نہ ہونا ہے نیاز — کچھ نہ ہونے کے سوا اور حق پرستی کچھ نہیں
جو بات کو لیکن میں چھپا کر نہیں رکھتا — تو ہے تجھے جو کچھ نظر آتا ہے نہیں ہے

پہلی خانقاہ اور اُسکے مقاصد

پہلی خانقاہ جوصوفیوں کے لئے بنائی گی ملک شام میں رملہ کے مقام پر کسی عیسائی رئیس نے تیار کرائی تھی یہ واقعہ یوں مذکور ہوا ہے کہ ایک عیسائی رئیس شکار کو نکلا جنگل مین اس نے دیکھا کہ دو مسلمان بزرگ راستے میں ایک دوسرے سے ملے پہلے انہوں نے ایک دوسرے کو گلے سے لگایا پھر دونون بیٹھ کر جواُن کے پاس کھانے کو تھا سامنے رکھا اور دونوں نے مل کر کھایا کھانے کے بعد دونوں نے اپنی اپنی راہ لی۔عیسائی رئیس ان دونوں کی محبت دیکھ کر حیران ہوا اُن میں سے ایک بزرگ کے پاس پہنچا اور پوچھا کہ وہ کون تھا جس کے ساتھ آپ نے کھانا کھایا اُنہوں نے جواب دیا معلوم نہیں۔رئیس نے کہا جب تک ایک دوسرے کو جانتے نہیں تو یہ باہمی الفت محبت کیسے پیدا ہوگی بزرگ نے جواب دیا ہم طریقت کے بھائی ہیں اور یہی طریقت ہماری محبت کا باعث ہے. رئیس نے پوچھا آپ یہ بتائیں کہ کوئی ایسی جگہ ہے جہاں آپ لوگ جمع ہوتے ہوں انہوں نے جواب دیا نہیں۔میں تمہارے لئے ایک جگہ بنوتا ہوں تا کہ تم سب ایک جگہ جمع ہو اس رئیس نے شہر رملہ مین ایک خانقاہ بنائی یہی پہلی خانقاہ تھی.

طریق کی محبت کے مظاہرے نے اس خانقاہ کی بنیاد ڈالی تھی جو سراپا اتحاد و خدا ترس کی دعوت دیتا تھا آج بیشتر خانقاہوں مین شخصی عداوت اور عقاہد دشمنی کی تعلیم دی جا رہی ہے وہ اعمال جو اہل طریق سے مذکور نہیں ہیں ان پر نہ صرف شدت سے عمل پیرائی ہو رہی ہے بلکہ انہیں جائز ٹھہرانے کے لئے ایک دوسرے کے گرایبان چاک کے جا رہے ہیں.
تصوف کا علم جو آدمی کو خدا ترسی بنا دیتا ہے آج اس علم سے خدا پرستی کی بجائے شخصیت پرستی کی تعلیم دی جا رہی ہے خانقاہیں محض بےعمل انسانوں کے اجتماعوں میں تبدیل ہو گی ہیں.

اور مسلمانوں کو اللہ کا بندہ بنانے کے بجائے اپنا بندہ بنا لیتے ہیں جو غلامی کی بدترین قسم ہے جس طرح نم شعلہ آگ نہیں نکال سکتی اس طرح ان خانقاہوں سے مجاہد تیار نہیں نکل سکتے ۔۔ ہر راہ نما اپنا الگ جھنڈا گاڑ رہا ہے اور اپنا اپنا لشکر تیار کر رہا ہے تا کہ اس سے ملنے والی شہرت وقوت سے خود عیش کی زندگی گزار سکے آج کے دور کے فتنوں میں ایک بڑا فتنہ یہ بھی کہ ہر رہبر اپنے لوگون کو اپنی طرف بلاتا ہے خدا کی طرف نہیں.

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیرین نہ تدبیریں
جو ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

خانقاہ کے معنی درویشی رہنے کی جگہ یا فقیروں کی جگہ۔فقیر سے مراد بھیک مانگنے والے نہیں بلکہ وہ بھکاری ہیں اپنے پروردگار کے ماضی میں لوگوں کی تعلیم اور تربیت کے کئے مدرسے ہوا کرتے تھے جہان پر تعلیم کے ساتھ اخلاق کی تربیت ہوا کرتی تعلیم اور تربیت آج بھی ہے لیکن فرق یہ ہے کہ آج تعلیم حاصل اس لے کی جاتی ہے معاش کا سبب بننے۔۔
بنواُمیہ کی حکومت کے دور میں زیادہ تر وقت فوج کے ساتھ رہنا پڑتا اور جنگوں میں گزرتا تھا بس نماز کی حد تک وہ مسجد مین آتے تھے اُنہی کے دور میں اسلام مکّہ مدینہ سے نکل کر شام ۔ایران۔مصر۔یمن اور کئی علاقوں میں پہنچا۔اُس زمانے کا تعلیم مرکز بغداد تھا یہ ہارون رشید اور مامون کا زمانے تھا۔علم اور فقیہ کی تعلیم کے باوجود لوگون میں نفسانیت باقی تھی حرص، حسد، غصہ، مارنے مرنے پر فوراً جمع ہو جاتے تھے.

بزرگان دین اور اولیاء اکرام نے بہت سوچ کر اپنے شاگردون اور مریدین کو قرآن وحدیث کی تعلیم کو تصوفانہ انداز مین پیش کیا اور ان کی اخلاق کی تربیت شروع کی جو بھی آتا تھا علم سیکھنے وہی پر ٹھہراتے کئی مہنوں اور کئی سالوں تک تزکیہ نفس کراتے تعلیم کے ساتھ

ساتھ اس کے اندر کی صفات کو سمجھ کر اسے کام لیا کرتے اس کے اندر کی نفسانیت کو فنا کر دیتے تھے ریاضت اور مجاہدا کرتے تا کہ اُس کو وہ خالص سونا بنا دے پھر اسکو علم وعرفان اور خود کی پہچانت سے روشناس کراتے اور پھر واپس بھیجتے تھے اس انتظام کو ہی خانقاہ کہا جاتا تھا۔ لوگ عرفان حاصل کرنے کی غرص سے خانقاہوں کی طرف رخ فرماتے کئی بزرگون دین اور اولیاء اکرام کے الگ الگ خانقاہ ہوا کرتے تھے جہاں پر ہمیشہ لنگر خانہ ہوا کرتا تھا علم کی محفلیں ہوا کرتی۔عقل کے بجائے عشق کا درس دیتے واحدنیات کی تعلیم ،فنا و بقا اور یقین وایمان کی تعلیم ہوتی سب سے بڑی بات یہ تھی کہ کتابوں کا علم ہی نہیں رکھتے تھے بلکہ وہ پورے طرح سے آپنے آپ کو کامل اور نفس ان کا مطمنہ ہوتا تھا عارف باللہ اور علم لدنی سے واقف ہوتے تھے۔اپنی خودی سے نیست اور خدا کے وجود سے ظاہر۔شریعت طریقت حقیقت اور معرفت سے آشناس تھے اور اپنے پیران عظام کی پیروی کرتے ہوئے قرب رب سے مشرف ہوتے تھے.

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تمہیں اے دنیا والو کیا بتاوں میں نے کیا پایا
جو دل کی آنکھ پل میں کھول دے وہ راہنما پایا
بظاہر سب ہی سمجھے کہ ہم نے رہنما پایا
مگر اہل نظر پہچانتے ہیں کس نے کیا پایا

مریدوں کے آ گاہی کی خاطر طریقت وحقیقت کے
سوالات وجوابات

1. مرید کے لئے صحبت پیر وآداب شرائط کیا ہیں؟

صحبت کے آداب اور شرائط کو مدنظر رکھنا بہت ضروری ہے تا کہ افادہ اور استقادہ کا راستہ کھل جائے ورنہ صحبت سے کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوگا اور مجلس سے کوئی فایدہ حاصل نہ ہوگا۔مرید کو چاہیے کہ اپنے دل کو تمام اطراف سے پھیر کر اپنے پیر کی طرف متوجہ کرے اور پیر کی خدمت میں اس کے اذن کے بغیر نوافل واذکار میں مشغول نہ ہو اور اس کے حضور میں اس کے سوا کسی اور کی طرف توجہ نہ کرے اور بالکل اس کی طرف متوجہ ہوکر بیٹھا رہے اس کی حضور میں نماز فرض و سنت کے سوا کچھ ادا نہ کرے

وہ شخص جس کے گھر میں گلزار خود لگا ہو
غیروں کے باغ دیکھے حاجت نہیں ہے اسکو

پیر وہ ہے جو مرید کو حق سبحانہ کی طرف رہنمائی کرے اور شریعت کا استاد بھی ہو اور طریقت کا رہنما بھی ہو اگر پیر علم سے کورہ ہوگا تو اس کا برا اثر مرید پر نمایاں ہوگا کیونکہ مرید پیر کا مظہر ہوتا ہے پیر جب کامل ہو تو مرید میں بھی کمال ہوتا ہے اور جب پیر فسق وجہالت کے نقائص کا انبار ہوگا تو اس کا مرید بھی ویسا ہی ہوگا اور کمال بغیر وصول کے ممکن نہیں اور بغیر شرع کے محال پیغمبروں اور کتابوں کے نازل کرنے سے نفس امارہ کی خوہشوں کو دور کرنا مقصود ہے جو اپنے مولائے جلشانہ کی دشمنی میں قائم ہے پس نفسانی خواہشوں کا دور ہونا احکام شرعی کے بجالانے پر موقوف ہے اور وہ ریاضتیں اور مجاہدے جو سنت کی تقلید کے سوا اختیار کریں وہ معتبر نہیں ہیں

کیونکہ جوگی اور ہندواور یونان کے فلسفی اس امر میں شریک ہیں وہ گمراہی اورخسارہ کے کچھ فایدہ نہیں دیتیں

شیخ و پیر مرشد کے فعال واقوال پراعتراض کرنا زہرافعی ہے جو ہمیشہ کی موت اور دائمی ہلاکت میں ڈالتا ہے جب یہ اعتراض پیر کی ایذا کا سبب ہوا اعتراض کرنے والا ہمیشہ ناامید رہتا ہے جب تک پیر کے تمام حرکات وسکنات مرید کی نظر میں زیبا اور محرب نہ ہوں تب تک پیر کے کمالات سے اس کو کچھ حصہ نہیں ملتا.اوراگر کچھ کمال حاصل بھی کر لئے تو یہ استدراج ہے جس کا انجام خرابی ورسوائی ہے مرید اپنے پیر کی کمال محبت اور اخلاص کے باوجود اگر اپنے آپ میں بال برابر بھی اعتراض کی گنجایش دیکھے تو اسے سمجھنا چاہئے کہ اس میں اس کی خرابی ہے اور وہ پیر کے کمالات ہے نصیب سے.اگر بالغرض پیر کے کسی فعل میں شبہ پیدا ہوجائے اور کسی طرح دفع نہ ہوسکے تو اس کو اس طرح دریافت کرئے کہ اعتراض کی آمیزش سے پاک اور انکار کے گمان سے صاف ہو کیونکہ اس جہاں میں حق باطل کے ساتھ ملا ہوا ہے۔غیر کو اس کے اوپر اختیار کرنا ارادت کے برخلاف ہے اور اپنی آواز کو اس کی آواز سے بلند نہ کرئے اور بلند آواز سے اس کے ساتھ گفتگو نہ کرئے کہ بے ادبی میں داخل ہے اور جو فیض وفتوح اس کو پہنچے اس کو اپنے پیر کے ذریعہ سمجھے اور اگر واقع میں دیکھے تو فیض اور مشائخ سے پہنچا ہے اس کو بھی اپنے پیر ہی سے جانے پیر کا خاص فیض پیر کی خاص استعداد کے مناسب اس شیخ کے کمال کے موافق جس سے یہ صورت افاضہ ظاہر ہوئی ہے مرید کو پہنچا ہے اور وہ پیر کے لطائف میں سے ایک لطیفہ ہے جس کے مناسب وہ فیض رکھتا ہے اور شیخ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے.حق تعالی کی رضامندی شیخ کی رضامندی سے وابستہ ہے اور اللہ

تعالی کا غضب شیخ کے غضب پر موقوف ہے .اگر پیر سے کسی وقت خلاف شریعت امر صادر ہوجائے تو مرید کو چاہئے کہ اس امر میں پیر کی تقلید نہ کرئے اور جہاں تک ہوسکے حسن ظن کے ساتھ اس کو نیک وجہ پر محمول کرئے اور اس امر کی صحت ودرستی کی وجہ تلاش کرتا رہے اگر صحت کی وجہ نہ ملے تو چاہئے کہ اس ابتلا کے دفع کرنے میں حق تعالی کی بارگاہ میں التجا ودُعا کرے اور گریہ وزاری سے پیر کی سلامتی طلب کرے اور اگر مرید کو پیر کے حق مین کسی امر مباح کے ارتکاب کے باعث کوئی شبہ پیدا ہو تو اس شبہ کا کچھ اعتبار نہ کرے جب مالک الوجود نے امر مباح کے اختیار کرنے سے منع نہیں کیا اور کوئی اعترض نہیں فرمایا تو پھر دوسرے کا کیا حق ہے کہ اپنے پاس سے اعتراض کرئے بسا اوقات کئی جگہ اولیٰ کے بجالانے سے اس کا ترک کرنا بہتر ہوتا ہے.پیر جس طرح نسبت کے عطا کرنے پر کامل طاقت رکھتے ہیں اور تھوڑے وقت میں طالب صادق کو حضور وآگاہی بخشی دیتے ہیں اس طرح نسبت کے سلب کرنے میں بھی پوری طاقت رکھتے ہیں.اللہ تعالی اپنے غضب اور اپنے اولیاءکرام کے غضب سے بچائے.

شیخ کے ہیں تین حق رکھو ان کو یاد   اطلاع   واتباع   وانقیاد
راہبر تو بس بتا دیتا ہے راہ   راہ چلنا راہرو کا کام ہے
تجھکو مرشد لے چلیگا دوش پر   یہ تیرا راہرو خیال خام ہے

2. سلطان المشائخ سے پوچھا گیا کہ اگر مرید اپنے پیر کی خدمت میں کم پہنچ پاتا ہے لیکن گھر میں اپنے پیر کو زیادہ یاد کرتا رہتا ہے، ایسے مرید کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟
آپ نے فرمایا کہ وہ شخص بہتر ہے جو پیر سے غائب رہ کر اس کو یاد کرے بہ نسبت اس کے جو ہر وقت پیر کی خدمت میں رہتا ہو اور باوجود اس قدر حاضری کے پیر کی محبت سے بے خبر ہو.

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیرے — خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

3. حضرت محبوب الٰہیؒ سے کسی شخص نے پوچھا کہ اگر پیر مرید کو خلاف شریعت بات کا حکم دے تو مرید کو کیا کرنا چاہیئے؟

حضرت نے فرمایا کہ ایسے شخص کا مرید ہی نہیں ہونا چاہیئے جو خلاف شریعت کام کا حکم دے مرید ہونے سے پہلے خوب اچھی طرح دیکھ لینا چاہیئے کہ پیر شریعت سے پوری طرح واقف ہے یا نہیں اور شریعت پر عمل کرتا ہے یا نہیں۔ پیر کے لئے علم وعقل اور اور عشق تینوں چیزیں ضروری ہیں جب یہ تینوں چیزیں ہوں گی تو ظاہر ہے کہ پیر نہ خود شریعت کے خلاف جائے گا اور نہ مرید کو لئے جائے گا۔

4. جب ہماری عقل اور حواس ناقص ہیں تو ہم کیسے شناخت کر سکتے ہیں کہ پیر کامل ہے اور شریعت کا پابند ہے آج کل ایسا زور ہے کہ قدم قدم پر ہیرے کے نام پر شیشے بکتے نظر آتے ہین؟

اگر کسی مین طلب صادق ہو تو وہ ضرور منزل پر پہنچتا ہے پیر کا صحیح مسلک کا ہونا چاہیئے اسکے عقیدے اہل سنت و جماعت کے موافق ہوں.مرشد خود کسی سلسلہ میں داخل ہو جو سلسلہ حضور رسول اللہ ﷺ تک جا پہو نچتا ہو جیسے تسبیح کے دانے ایک دوسرے سے مل کر ایک سلسلہ کا حکم رکھتے ہین.آج کل لوگ پیسہ اولاد اور صحت کے لئے تو مرید ہوتے ہیں پھر ان کو پیر کہاں سے ملے گا جن میں تھوڑی بہت منزل کی طلب ہوتی ہے ان کا بھی یہ حال ہے کہ چند دن تک خوب سجدے سجود ہوتے ہیں اور اس کے بعد پھر وہی تو نہیں اور سہی اور نہیں اور سہی۔ جیسے پیر ہوتے ہیں ویسے ہی انکے مرید بھی ہوتے ہیں۔ سرکار دو عالم ﷺ کے ہاتھ پر ایسے لوگ بھی مسلمان

ہوئے تھے جو دراصل منافق تھے حضور اکرام نے انکو نبھایا لیکن کوئی نعمت انہیں نہیں ملی اس طرح جو لوگ پیروں کے دل سے مرید نہیں ہوتے ظاہر داری اور دنیا کے فاہدے کے لئے ہاتھ پکڑتے ہیں انکو بھی پیر سرکار کی سنت کی پیروی میں نبھاتے تو ہیں لیکن انکی عاقبت اور منافقوں کی عاقبت میں کچھ زیادہ فرق نہ ہوگا.آج کل جب کسی سے خلافت نہین ملتی تو دوسرا پیر تلاش کر لیتے ہیں خلافت لینے کے لئے یا خود بخود پیر بن جاتے ہیں اور عملیات وغیرہ کرنا اور قرآن اور حدیثوں اور احکام شریعت کو اپنے خیالات اور رائے کے ماتحت سناتے ہیں اور ہادی بنتے ہیں

5. کیا بندے پر حقیقت منکشف ہو جانے پر شریعت کے پابندیاں اس پر سے اُٹھ جاتی ہین؟

شریعت وطریقت اور معرفت کے درمیان غیرت واجنبیت بالکل نہیں بلکہ طریقت وحقیقت یا معرفت یہ سب شریعت سے متفرع ہیں شریعت سے ہٹ کر فقط طریقت کا نعرہ لگانے والے کھوکھلے مٹکے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے.

شریعت کی مثال اگر جسم کی ہے تو حقیقت کی مثال اس کے اندر کی روح کی ہے جس طرح سے روح اور جسم کے اتصال ہی سے انسان وجود ہیں آتا ہے اس طرح سے حقیقت اور شریعت کے باہم اتصال ہی سے دین صورت پزیر ہوتا ہے نہ شریعت حقیقت سے الگ کوئی شئی ہے اور نہ حقیقت کا شریعت سے الگ کوئی وجود ہو سکتا ہے شریعت کے احکام کو اخلاص صحت نیت اور اللہ تعالی کی سچی محبت اور اس کے حقیقی خوف کے ساتھ بجالانے ہی کا نام حقیقت ہے.جس طرح سے اقرار کے بغیر محض تصدیق ایمان ہوتا ہے اور نہ ہی تصدیق کے بغیر محض اقرار ایمان ہوتا ہے حقیقت کے بغیر ظاہری اتباع شریعت محض ریا اور نفاق اور ظاہری میں اتباع شریعت

اور حقیقت بھی لازم وملزوم اور باہم غیر منفک ہے، ایسی باتیں کہنے والے لوگ بے دین اور ملحدوں کا گروہ ہیں ہوس پرست صوفی نما زندیق پیروں کا عملی جامہ پہن کر عملیات، تعویز، جادو ٹونہ کر کے قوم کو گمراہی میں ڈالنے والا ہر ممکن کوشش کرتا ہے کہ کسی صورت میں اپنا مقاصد میں کامیاب ہو جاؤں لوگوں کو مرید کر کے اکثر اوقات عورتوں کو مرید کرتے ہیں اور احکام شرعیہ سے بہکاتے ہیں آج کل جاہل پیروں کا گرم بازار ہے ہر گلی اور موڑ پر کوئی گانجہ کے نشہ میں کوئی نماز کی پابندی نہیں کرتا اور کیفیت یہ کہ بابا پہونچے ہوئے معاذ اللہ یہ جہالت کی تاریکی ہے اس سے عرفانیت نہیں نفسانیت اور شیطنیت حاصل ہوتی ہے

کامیابی تو کام سے ہوگی — نہ کہ حسن کلام سے ہوگی
ذکر کے التزام سے ہوگی — فکر کے اہتمام سے ہوگی

6. وجود میں چار سمت کونسے ہیں؟

انسان میں شمال۔سینہ۔جنوب۔پشت۔مغرب۔ذکر۔اور مشرق۔سر کو کہتے ہیں

7. تن کے اندر سات دریا کونسے ہیں؟

زبان کا پانی، ناک کا پانی، آنکھ کا پانی، کان کا پانی، گردہ کا پانی، مثانہ کا پانی، اور منی یہ تن کے اندر کے ساتھ دریا ہیں.

8. کیا جب فقر تمام ہو جائے تو اس وقت اللہ کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا یہ خدا تعالی کے ساتھ متحد ہو جاتا ہے. اور خدا بن جاتا ہے؟

حق تعالی و تقدس خود موجود ہے اور تمام اشیاء اس کی ایجاد سے موجود ہیں اور حق

تعالی اپنی ذات وصفات اور افعال میں یگانہ ہے کوئی بھی اس کے ساتھ شریک نہیں ہے اللہ تعالی کے صفات وافعال اس کی ذات کی طرح بیچون اور بیچگون ہیں اور ممکنات کے صفات وافعال کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں رکھتے.

اللہ تعالی کسی چیز میں حلول نہیں کرتا اور نہ ہی کوئی چیز اس میں حلول کرتی ہے اور حق تعالی تمام اشیاء کو محیط ہے اور ان کے ساتھ قرب ومعیت رکھتا ہے اور جو کچھ کشف وشہود سے معلول کرتے ہیں اس سے بھی منزہ اور پاک ہے کیونکہ ممکن کو حق تعالی کی ذات وصفات و افعال کی حقیقت سے سوا نادانی اور حیرت کی کچھ حاصل نہیں ہے غیب کے ساتھ ایمان لانا چاہئے حق تعالی کسی چیز سے متحد نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی چیز اس سے متحد ہوسکتی اور جو کچھ کہ صوفیہ کی بعض عبارات سے مفہوم ہوتا ہے وہ ان کی مراد کے برخلاف ہے کیونکہ ان کی مراد اس کلام سے جس سے اتحاد کا وہم گذرتا ہے **اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ** سے یہ ہے کہ جب فقر تمام ہو جائے اور محض نیستی حاصل ہو جائے تو اس وقت اللہ کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا نہ کہ یہ خدا تعالی کے ساتھ متحد ہو جاتا ہے. اور خدا بن جاتا ہے کیونکہ یہ کفر اور زندقہ ہے. اللہ تعالی کی ذات وصفات وافعال میں موجودات کے حدوث سے تغیر وتبدل نہیں ہوتا. حق تعالی اپنی ذات وصفات میں بھی غنی مطلق ہے اور کسی امر میں کسی چیز کا محتاج نہیں ہے اور جس طرح وجود میں محتاج نہیں ہے ظہور میں بھی محتاج نہیں ہے. حق تعالی قدیم اور ازلی ہے اور اس کے سوا کسی کے لئے قدیم اور ازلیت ثابت نہیں ہے اللہ تعالی کے سوا کسی غیر کے قدیم اور ازلی ہونے کا قائل ہو وہ کافر ہے.

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

9. بعض مریدین اپنے پیر کے سوا کسی بزرگ کو نہیں مانتے ہر وقت اپنے پیر ہی کا ذکر کرتے ہیں دوسرے ذکر کو نہیں پسند کرتے کیا یہ درست ہے؟

ماننا اور بات ہے اور کسی کا ہر وقت تذکرہ کرنا اور بات، ہر مرید سارے بزرگوں کو مانتا ہے مگر ہر دم اپنے پیر کا اس لئے دم بھی تا ہے کہ اُسے روحانی نعمتیں اُس سے ملی ہیں۔ کتا اپنے مالک کے پیچھے ہی دم ہلاتا ہے کیونکہ اسکے ہاتھ سے ہی ٹکڑے کھاتا ہے شاگرد اپنے ہی اُستاد کے گن گاتا ہے. اگر کوئی بدبخت مرید دوسرے بزرگوں کا منکر ہو تو وہ اس پیر کے فیض سے بھی محروم رہے گا سلسلہ مشائخ جال کے پھندے ہیں ایک کھل گیا سب کھل گئے کسی نبی کا منکر شرعی کافر ہے کسی ولی کا منکر طریقت کا مجرم ہے خاکپائے غوث اعظم سائے ہر ولی پر ہے

10. تصوف میں جو کہتے ہین۔ وقت۔ حال۔ مقام۔ مکاشفہ۔ وجد۔ لطف۔ قہر وغیرہ کیا ہیں؟

وقت:۔ جب بندہ اپنے رب کے ساتھ ملاقات کی حالت مین ہوتا ہے اس کی اپنی ہستی سمیت دنیا و مافیہا سب اس سے گم ہوتے ہیں ماضی و مستقبل اور حال سب سے وہ فارغ ہوتا ہے اپنے اختیار و ارادہ سے دست بردار ہوتا ہے اور اپنے اپ کو اپنے رب کی مرضی میں گم کر دیتا ہے

حال:۔ وہ عملی حالت ہے جو بندہ کو خدا کی طرف سے عطا کردہ ہے حال بندے پر وقت کے دوران وارد ہونے والی شئی ہے وقت کو قیام اور استحکام "حال" ہی سے حاصل ہوتا ہے جب تک حال قائم رہے گا وہ تمام زمانہ "وقت" ہوگا. صاحب حال آدمی کو کائنات کی ہر شئی مین حق و صداقت اور ہر طرف معرفت الٰہی کے آثار نظر آتے ہیں صاحب حال کی زبان

اپنے واردات کے بیان سے خاموش رہتی ہے اور وہ اپنی بزرگی اور ولایت کی دھونس نہین جماتا پھرتا۔

مقام:۔ بندوں ہی کا نہیں اللہ تعالی کی بارگاہ مین ہر فرشتے کا بھی ایک مقرر مقام ہوتا ہے مریدون مین سے ہر ایک کا اپنا مقام ہوتا ہے جو اس کی نیت کی صحت واخلاص فہم خدا کے حقوق کی ادائیگی ذوق وشوق کے لحاظ سے متعین ہوتا ہے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور پھر ڈگمائے نہیں تو اللہ کے بارگاہ میں اس کا مقام بلند ہوتا جائیگا. حال کی کیفیت کو استقامت مل جائے تو مقام کہتے ہیں

مکاشفہ:۔ مکاشفہ کی علامت مشائخ اکرام نے حیران رہنا بیان کی ہے جو خدا تعالی کے جلال اور اس کی عظمت کے احساس و شعور کی نسبت سے پیدا ہوتا ہے کسی حقیقت کے انکشاف یا اسرار الٰہی حاصل ہونے کا نام ہے مکاشفہ کے بعد حجت و دلیل ختم ہو جاتی ہے اور صرف بے چوں و چرا اطاعت اور تسلیم کے سوا کچھ باقی نہیں رہتا

وجد:۔ غمگین ہونے اور مالا مال ہونے کے ہیں بندے پر یہ کیفیت طاری ہو کر وہ اپنی مراد پا لینے کی خوشی یا اپنے مطلوب کے غم میں اپنے آپ کو کھو دیگا۔ عوام اگرچہ وجد کی حالت کو بلند پایہ مرتبہ اور ولایت کی علامت سمجھتے ہیں. وجد کی حالت میں آدمی خطرے کے محل میں ہوتا ہے وجد کی حالت مین خطاب، ثواب، عذاب عزت وغیرہ سب چیزوں اس سے ساقط ہو جاتیں ہیں اور وہ خدا کی حدوں سے بے نیاز ہوتا ہے.

قہر ولطف:۔ قہر سے مرا اپنی مرادوں کو فنا کرنے نفس کی آرزوں کو روکنے اور مشقت اور ریاضت کی زندگی گزارنے کے ہیں

لُطف سے مراد نعمت وآسائش کی زندگی مین منَ کی مرادون کو حاصل کرتے ہوے خدا کی رضا کی راہ پر چلنا ہے

۱۱. اَلست کا وعدہ کرایا سو کون اور قالو بلیٰ کہا ہے سے کون، قالو بلیٰ کا مطلب کیا ہے

اپنے وجود میں کون سوال کرر ہا ہے الست بربکم کون جواب قالو بلی دے رہا ہے کونسا وجود اندر ہے اور کونسا وجود باہر جا رہا ہے؟

کیا میں نہیں ہوں تمارا رب ۔ بولے ہاں ہے۔ اس میں ایک اقرار لیا جا رہا ہے اور ایک کو گواہ بھی رکھا ہے. اقرار کرنے والا اور گواہی دینے والا کوئی اور نہیں خود ایک ہی ذات ہے. اقرار لینے والا بھی وہی اور گوائی دینے والا بھی وہی ہے کوئی غیر نہیں ہے ایک ہی وجود میں گفتگو ہو رہی ہے اور ایک ہی وجود میں سوال و جواب ہو رہا ہے اقرار بھی ہو رہا ہے اور گواہی بھی دی جا رہی ہے ظاہری وجود دکھائی دے رہا ہے اسکو واجب الوجود کہتے ہیں (یعنی جسم) اور تفکر میں تصور میں مراقبہ میں خواب میں مشاہدہ میں باہر نکلتا ہے اور سیر میں رہتا ہے اس کو ممتنع الوجود۔ واجب الوجود کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے " **الست بربکم** "تو واجب الوجود کہتا ہے **قالو بلیٰ شھدنا** .صرف آپ ہی ہمارے رب ہیں ہم اس کی گوائی دیتے ہیں. الست بربکم اور قالو بلیٰ کا رمز اس کی پہچان حقیقت میں من عرف نفسہ اور فقد عرف ربہ کی پہچان ہوا کرتی ہے

12. نبی کی ونبوت اور ولی کی ولایت میں فرق کیا ہے؟

نبوت کا حاصل ہونا اللہ تعالیٰ کی محض بخشش اور اس کے فضل وکرم پر وابستہ ہے کسب وتعمل کو اس دولت کے حاصل ہونے میں کچھ دخل نہیں. فنا و بقا بھی کہ جس سے مراد ولایت ہے اللہ

تعالی کی بخشش ہے اور مقدمات کے کسب کے بعد محض فضل وکرم سے جس کو چاہتے ہین فنا و بقا کی دولت سے مشرف کرتے ہیں. انبیاء علیہم الصلو ۃ والسلام کی ریاضتیں اور مجاہدے بعثت سے اول یا پیچھے اس دولت کے حاصل کرنے کے لئے نہ تھے بلکہ ان سے اور کئی قسم کے فاہدہ اور نفے منظور تھے. نبی کی نبوت کا مبداء نبوت ہی ہے، نبوت میں جو قرب الٰہیٰ ہے جس میں ظلّیت کی آمیزش نہیں ہے قرب نبوت ذاتی اور اصلی ہوگا اور اس کا عروج حق تعالی کی طرف میلان رکھتا ہے. منصب نبوت حضرت خیر البشر علیہ وعلیٰ آلہ الصلو ۃ والسلام پر ختم ہو چکا ہے. مگر ولی کی ولایت کا مبداء ولایت نہیں بلکہ نبوت ہے. ہر نبی ضرور ولی ہوگا لیکن ہر ولی نبی نہیں ہے ولی معصوم نہیں ہوتا نبی معصوم ہوتے ہیں، نبی صاحب کتاب ہوتا ہے ولی اتباع کتاب ہے، نبی کو اپنے معجزے کے بارے میں پورا یقین ہوتا ہے ولی کی کرامت کے بارے میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ یہ کرامت ہے یہ استدراج ، نبی صاحب شریعت ہوتا ہے ولی صاحب کرامت ہونے کے باوجود قطعی طور پر شریعت الٰہیٰ کے تابع ہوتا ہے، ولی کی زندگی شریعت الٰہی کے تابع اور اس کے مطابق ہوتی ہے اس کے ولی ہونے کی علامت ہوسکتی ہے کتاب وسنت کا کامل اتباع ولایت کی ایک لازمی شرط ہے، ولی گناہ اور نافرمانی سے پاک نہیں ہوتا اس سے گناہ اور نافرمانی کا ارتکاب ہوسکتا ہے، نبی کی اطلاع میں غلطی وخطا کا کوئی امکان نہیں ہوتا لیکن ولی کے بارے میں یہ امکان رہتا ہے اشارہ سمجھنے اور اس کا ادراک کرنے میں غلطی ہو جائے جہاں سے ولایت کی حد ختم ہوتی ہے وہاں سے نبوت کی حد شروع ہوتی ہے، نبی اپنے آفتاب کمال عشق ومحبت سے نور نبوت وولایت حاصل کرتا ہے غیر اللہ کا محتاج نہیں اور نہ کس کا تابعدار ہوتا ہے مگر ولی نبی کی تابعداری چھوڑ دے تو کمال ولایت کو نہیں

پہنچتا، نبوت کو ظاہر کرنا فرض عین ہے مگر ولایت کو مخفی رکھنا فرض عین ہے، ولایت سے قرب الہٰی جس مین ظلّیت کی آمیزش و ملاوٹ ہو اور حجابوں اور پردوں کے حائل کے بغیر حاصل نہ ہو۔ مقام محبوبیت میں نبی اور ولی یکساں ہیں مگر فرق یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کو مقام محبوبیت بذات حب حق تعالیٰ حاصل ہے ولی کو بسبب متابعت نبی علیہا السلام و اطاعت حق تعالیٰ حاصل ہے۔ مقام ولایت مین دوئی کا دور ہونا مطلوب ہے اس واسطے اوٗلیاء اس کے دور کر نے کی کوشش کرتے ہیں مگر مرتبہ نبوت میں چونکہ دوئی کا اُٹھ جانا درکار نہیں اس واسطے نفس ارادہ کا زوال مطلوب نہیں طریقت و حقیقت دونوں شریعت کے خادم ہیں اور نبوت ولایت سے افضل ہے۔ طریقت کے تمام شیوخ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اوٗلیاء ہر حال میں انبیاء علیم السلام کے پیرو ہیں اور ان کی دعوت کی تصدیق کرنے والے ہیں تمام انبیاء اوٗلیاء ہوتے ہیں لیکن کوئی ولی اللہ نبی نہیں بن سکتا نبی صفات بشری کی نفی میں اصل ہیں اور اوٗلیاء اس میں عارضی ہیں۔ جو شخص انبیاء کا پیرو نہ ہو اور اپنے آپ کو ولی اللہ خیال کرتا ہے تو وہ شیطان کا ولی ہے اللہ کا ولی نہیں ہوسکتا۔

13. تصوف میں قرب نوافل و قرب فرائض سے کیا مراد ہے؟

انسان کو لباس و تجلی اخیرہ کہتے ہیں کیونکہ اس میں **نفخت فیہ من روحی**- کی شان ہے اور **اَلانسان سرّی وانا سرّ ہ**- کی آن جب انسان اپنی اصل کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور مجاہدہ کر کے طے منازل کرتا ہے تو اس میں دو قسم کے کمال پیدا ہوتے ہیں اول قرب نوافل- دوم قرب فرائض۔ قرب نوافل یہ ہے کہ صفات بشریہ زائل ہو جاتے ہیں اور اوصاف آلہیہٗ حاصل یعنی زندہ کرنا مارنا اور سننا دیکھنا بغیر کان اور آنکھ کے اس مرتبہ میں بندہ فاعل اور خدا

اُس کا آلہ ہوتا ہے۔ قرب فرائض یہ ہے کہ انسان ذات پروردگار میں ایسا فنا ہو جاتا ہے کہ سوائے ذات پاک کے اسکی نظر میں کچھ باقی نہیں رہتا اس مرتبہ میں خدا فاعل اور بندہ اُس کا آلہ ہوتا ہے

14. جب زمین بھی نہ تھی اور نہ فلک تھا کس جگہ تھا خدا؟

قبل عالم کی پیدائش کے حق تعالیٰ اپنی ذات میں موجود تھا۔ اس کو عالم سفید یا قوت اور عمآ بھی کہتے ہیں

15. حقیقت کے اسرار و رموز عقل کی دسترس سے بالاتر ہیں تو یقین کس طرح پیدا ہوگا؟

عقل کی بدولت دینی حقایق پر یقین پیدا نہیں ہوسکتا عقل صرف محسوسات میں کار آمد ہے اور اصول دین مثلاً اللہ۔ وحی۔ ملائکہ۔ روح۔ حشر بعد الموت۔ قیمت وغیرہ یہ سب ورائ العقل ہیں عقل ان میں سے کسی کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہوسکتی۔ حقائق اشیاء سے آگاہ ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان جس چیز کا یقین اپنے اندر پیدا کرنا چاہتا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ مرشد کی صحبت اختیار کرو اور اس کے فیضان باطنی کی بدولت تمہارے اندر اس قدر طاقت پیدا ہوجائے گئی کہ تم مر کر دوبارہ زندہ ہو جاؤ گے۔ جب سالک اپنی تمام خواہشات نفسانی کو اپنے اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے فنا کر دیتا ہے تو اللہ اُسے دوبارہ نئی اور پاکیزہ زندگی عطا فرماتا ہے

16. بنا اسلام کے پانچ فرصاں کونسے ہیں؟

کلمہ فرمابرداری کو بولتے ہیں مرشد کی راہ ہے سوں پیغمبر کی فرمابرداری۔ تو کلہ ادا ہوا نماز دم جڑھتے وقت اللہ اور ناک سے نکلتے وقت "ھو" بولیا تو ہر وقت ہر نماز ادا ہوی۔

اَلـذ یـن هم علی صلوة هم دایمون ہمیشہ ہروقت یہ نماز کرتے رہے تو اولیاء ہوتے ہیں۔اپنے معشوق کو دیکھنے کا ارادا رکھا تو روزہ ادا ہوا۔
اپنے ہستی کے قطر یکو قید کیا تو زکوٰۃ ادا ہوی۔ مشاہدہ میں اپنے معشوق کو دیکھا تو حج ادا ہوا۔
پنج بنا اسللام کے یہ پانچ فرض ادا ہوے۔معرفت کی راہ سوں یہ پانچ فرض ادا کرنا مسلمان پر فرض ہے

17. عدم کے کیا معنی ہیں اور عدم کو جو لا شئے محض ہے کس اعتبار سے وجود کا آہینہ کہا ہے؟
عدم نیستی اور نابود کے معنی دیتا ہے وجود بود اور ہست کو کہتے ہین .عدم با اعتبار خارج کے لا شئے محض ہے لیکن اس نے علم میں امتیاز پیدا کی ہے بلکہ وجود ذہنی کے ثابت کرنے والوں کے نزدیک اس نے وجود عملی بھی حاصل کیا ہے اور اس کو وجود کا آہینہ اس اعتبار سے کہا ہے کہ مرتبہ عدم میں ہر نقص وشرارت جو وجود سے جو اس کے نقیض ہیں ثابت ہوں ضرور مسلوب ہوگا اور ہر کمال جو مرتبہ عدم میں مسلوب ہو وہ حرت وجود میں مثبت ہوگا پس ناچار عدم کمالات وجودی کے ظہور کا سبب ہوا اور آہینہ ہونے کے یہی معنی ہیں.

18. انسان اپنے فعل میں مختار ہے یا نہیں؟
انسان کو مطلق اختیار نہیں محض معذور و مجبور ہے انسان کی نیکی و بدی ہدایت ضلالت حرکات سکنات تمام قدرت کے قبضہ میں ہے.ٴ **قـل کـل مـن عـنـدالله**ٴ یعنی تو کہہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے ٴ **و لا تتـحـرك ذرة الا باذن اللّٰہ**ٴ یعنے بغیر حکم الٰہی ایک ذرہ بھی جنبش نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ جا بجا قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ ہم نے کسی کو کچھ اختیار نہیں دیا ہے .ہم جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور کسی کو طاقت نہیں جو بغیر ہمارے حکم کے

کوئی کر سکے.عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ کہا ایک شخص نے یا رسول اللہ صلعم کیا شناخت کئے گئے بہیشتی و دوزخیوں سے (یعنی کیا پہلے سے جدا ہو چکے ہیں)فرمایا کہ ہاں پھر کیوں عمل کرتے ہیں لوگ آپ نے فرمایا کہ ہر شخص اُس کو کرتا جو چیز پیدا کی گئی ہے واسطے اُسکے یا آسان کی گئی ہے اُسکے لئے نیکی و بدی سب خدا کی طرف سے ہے اکثر آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ بندہ بالکل بے اختیار ہے لیکن شارعؒ فرماتے ہیں کہ بندہ کچھ مجبور ہے اور کچھ مختار ہے ٴ **الله خــالـق والـعبد کـا سب**ٴ یعنی اللہ تعالیٰ خالق افعال ہے اور بندہ کا سب افعال اور اس پر جزا وسزا مقرر ہے.۔آپ نے فرمایاٴ **اعـمـلـو کـل میسّر لما خلق له**ٴ یعنی عمل کرو اس لئے کہ ہر ایک شخص کو وہی کام میسر آہیگا جس کے لئے وہ پیدا ہوا ہے.

19. گر ہمہ اوست صحیح اور درست ہے تو پھر عبادت کس لئے ہے اور کس کی؟
عبادت اپنی شناخت کا آلہ ہے کیونکہ جب تک آئینہ دل کو معقلہ عبادت سے صاف نہ کروگے معرفت محال ہے کما قال علیہ السلام **لـکـل شـئـی صفالة و صفا له القلوب ذکر اللّٰہ- و من عرف نفسه فقد عرف ربه** -اور اپنے نفس کی شناخت خدا کی شناخت ہے جس طرح آئینہ صیقل کرنے سے ہر ایک چیز اُسکے اندر نظر آتی ہے اس طرح عبادت و مجاہدہ سے انسان کو اپنے اوصاف و کمالات ظاہر ہو جاتے ہیں

20. صوفی ہمہ اوست کیوں کہتے ہیں کیا یہ مقولہ صحیح ہے؟
صوفی ہمہ اوست کو صحیح و درست سمجھتا ہے کیونکہ صوفی جب منزل توحید میں پہنچتا ہے اور اُسکو انکشاف توحید ہوتا ہے تو ہر شئے میں ذات واحد کو دیکھکر نعرہ ہمہ اوست مارتا ہے.
صورت کی تنگ جا میں معنی نہیں سماتے گھر میں گدا کے سلطاں ہرگز نہیں ہیں آتے

21. جب یہ بات مسلم ہے کہ-الوجود واحد غیرہ لیس بموجود-تو بہشت ودوزخ کس کے لئے ہے؟

اناکے واسطے یعنی جس نے نیکی وبدی کو اپنی طرف منسوب کیا وہ بہشت ودوزخ کا مستحق ہے.

حدیث قدسی میں آیا ہے: **انا عند ظنّ عبدی فلیظن بی ما شآءِ** - یعنے میں اپنے بندہ کے گمان میں ہوں پس جو چاہے مجھ سے گمان کرے.

22. بہشت ودوزخ کیا چیز ہے؟

عوام کے واسطے بہشت ودوزخ وہی ہے جو شریعت غرّا میں شرع صلعم نے بیان فرمایا ہے اور طریقت میں خواص کے واسطے وصال یعنے قرب اور مرتفع ہونا حجاب کا بہشت ہے اور فراق یعنے حجاب وغفلت دوزخ ہے.

23. انسان نفس امارہ کو کس طرح مغلوب کرسکتا ہے؟

پہلے کسی مرشد کا ہاتھ پکڑو پھر محنت ومشقت کی زندگی بسر کرو اپنی روزی قوت بازو سے حاصل کرو دوسروں کے بھروسہ یا سہارے مت جیو گھوڑے سے سبق لو وہ خود بھی چلتا ہے اور دوسروں کو بھی منزل مقصود تک پہونچا دیتا ہے مرُدوں کی طرح اپنے وجود کو دوسروں کے لئے بارگراں مت بناو.

24. روح کہتے سو کیا اس کا مقام کہاں ہے اس کا جسم کیا اور لباس کونسا؟

روح کہتے سوارادہ اس کا مقام ِ نگہ اس کا جسم میاء کا پانی-رحم کا بارہ-عشق کی آگ-صبر کی مٹی-خفی کی ذات یہ پانچو نکے ملنے سے روح ہوئی-اس کا لباس یہ ہی صدف کا پایجامہ - عدل کا پایجامہ-میاء کا کمر بند-شجاعت کا دستار-عناپت کا دوپٹا

25. آدم کا مقصد حیات کیا ہے؟

آدمی اپنے اندر ایسی قوت پیدا کرے کہ محبوب حقیقی کا دیدار کر سکے

26. پدر کے سر میں کتنے روز رہا؟

نطفہ تیار ہو کر اپنی شکل پر قائیم ہونے کے لے مرد کے وجود میں تین ماہ رہتا ہے اور مرد کے وجود سے منتقل ہو کر عورت کے شکم مین نو ہ ماہ رہ کر ایک وجود بنتا ہے

27. وحدت سے کثرت میں کیوں آیا ؟

اپنی ربوبیت ظاہر کرنے کے لئے

28. معرفت کسکو کہتے ہیں ؟

معرفت اسرار نبی ﷺ کو کہتے ہیں. بشریت کی ظلمت ونجاست سے اپنے کو پاک وصاف کر لینے سے وہ صفات میں محمد ﷺ بن جاتا ہے اس منزل میں رہنے والوں کو عارفین و واصلین کہتے ہیں. آدمی کے اندر خدا کی معرت صحیح ہوگی تو اس کے لحاظ سے اس کا عمل درست اور خدا تعالی کی درگاہ میں اس کا مقام بلند ہوتا چلا جائگا اگر آدمی خدا کو جانے گا ہی نہیں تو اس کی بندگی اور اس کے تقرب کی راہ اختیار کرنے کی طرف اس توجہ ہی نہیں ہوگی بلکہ اس کے دل میں اس کا خیال بھی نہیں پیدا ہوگا. اگر خدا کو جاننے اور اس کی معرفت حاصل کرنے کے لئے اگر صرف عقل اور علم کافی ہوتے تو ہر عالم اور عاقل شخص عارف ہوتا اور کوئی بے علم اور بے عقل آدمی خدا کو نہ پا سکتا اور یہ دونوں باتیں خلاف واقعہ ہیں علم وعقل معرفت کی علت نہیں بلکہ صرف اس کے ذرائع ہیں. معرفت کی عطا صرف خدا کی عنایت ہے اس کی عنایت کے بغیر علم وعقل دونون اندھے ہیں. اور یہ دونوں مل کر بھی انسان کو حقیقت سے آغوش نہیں کر سکتے.

پس اللہ کی عنایت کے بغیر علم وعقل اور کسی دوسرے کی طرف سے سمجھانے کی کوشش سب بیکار ہیں ,مخلوقات یا کسی مادی ذریعہ میں یہ طاقت نہیں ہے کہ کسی کو خدا تک پہنچادے .معرفت کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی ان اسرار اور حکمتوں کو سمجھنے لگتا ہے جو خدا کے کاموں میں پوشیدہ ہیں یہ جان لینے کے بعد انسان میں کامل تقوہ پیدا ہو جاتا ہے اور اس کی طرف متوجہ اس کے خیال میں مگن رہتا ہے اللہ تعالی کو پہچانے کے بعد حق و باطل کی کوئی بحث دل فارغ ہو جاتی ہے

مخلوق ہی مظہر خالق ہے۔ مخلوق خالق کا غیر نہیں .

29. کلمہ طیب کیا ہے؟

توحید و رسالت کا اظہار ہے۔ خود ظہور آدم سراپا کلمہ ہے

30. صرف حضور کے ہی کلمے میں رسالت کا اقرار ہے کسی اور نبی کے کلمے میں رسالت کی گواہی نہیں ہے؟

اللہ زمین اور آسمان کا نور ہے اور حضور اللہ کا نور ہیں. اللہ جل جلالہ۔ وجود۔ محمد صلعم۔ موجود. یعنی وجود موجود ہو گیا. حضور اکرم کو رسالت مطلقہ عنایت ہوئی .دوسرے نبیوں کو رسالت مقیدہ ملی تھی .

31. کلمہ طیبہ میں اللہ اور محمد کا مقام کہاں ہے؟

آدم کے وجود میں فِی اَنفسکم کے تحت نفسوں میں بنایا ہے تو آقاء دو جہاں کا نور مبارک کو قلب میں رکھا ہے یہی قلب کا نور آنکھوں میں روشن ہے

32. کلمہ طیبہ سے تصوف کے کتنے مسائل نکلتے ہیں؟

کلمہ طیبہ کے نو مسائل نکلتے ہیں- فنا و بقا- خو وصحو- غیبت وحضور- نفی واثبات کثرت و وحدت

-فرق وجمع -تلوین وتمکین- استتار وتجلی اور عدم و وجود

33. کلمہ طیبہ پر ایمان لایا گیا تو پھر فرشتوں پر کتابوں پر یوم آخرت پر تقدیر پر ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے؟

خدا پر جب ایمان لایا گیا تو لازم ہے کہ اس کے کارندے فرشتوں پر اس کے کلام پر اس کے کلام کو پہونچانے والے انبیاء پر اور اس کے محبوب محمد ﷺ پر ایمان لائے جب ہی اس کی خدائی اور اس کی سلطنت کی شوکت معلوم ہوگی اور وسیلہ سے دربار خداوندی میں پہونچنے میں غلطی نہ ہوگی اس لئے بھی وسیلہ کا ہونا ضروری امر ہوا.

34. کلمے طیبہ میں محمد رسول اللہ کو کیوں ملایا گیا ہے؟

اس کی کہی وجوہات ہیں. انسان اللہ کو صیح معنوں مین نہیں پہچان سکتا اس وجود مین صرف سید عالم حضور اکرم ﷺ کو ہی پوری طرح خدا کی معرفت حاصل تھی اس لئے جب سیدنا محمد ﷺ کا نام مبارک لیا گیا اس وقت اس اشارے سے ظاہر ہو گیا کہ میں اس کو خدا کہتا ہوں جس کو محمد صلعم نے خدا کہا ہے. جب ایک انسان اس طرح ایمان لاتا ہے کہ سیدنا محمد ﷺ کے خدا کو خدا کہتا ہوں تو اس اقرار کے ضمن میں خدا کی ذات وصفات اور افعال، افعال کی معرفت بدرجہ کمال حاصل ہوگی جو مالک سے حاصل کر کے ملک کو عنایت کرے اس وسیلہ کا نام حقیقت محمدی ہے.

35. تن میں کلہ کسی کا پڑھتے ہیں اور پیغمبر کس کا کلمہ پڑھتے ہیں اور صاحب کس کا کلمہ پڑھتا ہے؟

ہم پیغمبر کا کلمہ پڑھتے ہیں، پیغمبر اللہ کا کلمہ پڑھتے ہیں اللہ عشق کا کلمہ پڑھتا ہے. کلمہ یعنے

فرمابرداری یاد کرنا،شوق وذوق لینا اور لذت لینا

36. لفظ ا لہٰ اور لفظ اللہ کے معنی میں کیا فرق ہے اور محمد اور لفظ رسول میں کیا مطابقت ہے ؟

الہٰ معنی معبود۔ان مورتیوں کو کہتے ہیں یہ مورتیاں خدا کے پاس شفارش کر ہیگی جس کو۔زلفی۔ کہتے ہیں. باطل خداوں کی نفی

اللہ۔ معنی کُل عالم مستقل نہیں ہے وہی ہے۔اَل۔سب کُل اَٹھارہ ہزار عالم لا۔نہیں۔ھو۔ وہی.واجب الوجود جس کی عبادت سب کرتے ہیں وہ اللہ ہے محمد ﷺ جس کی کثرت سے تعریف یا حمد کیجاوئے.

رسول۔ معنی اللہ کا جمال محمد ﷺ ہیں.محمد اللہ کی خوبصورتی کا نام ہے.محمد صلعم کو اللہ کہنا توہین محمد ہے.جیسے پھل کو درخت کہنا توہین پھل ہے کیونکہ درخت سے افضل پھل ہوتا ہے حالانکہ درخت سے ہی پھل ہوتا ہے مگر پھل کو درخت نہیں کہا جاسکتا ہے.درخت کی خوبصورتی کا نام پھل ہے اس طرح خدا کی خوبصورتی کا نام محمد صلعم ہے اس لئے محمد صلعم کو خدا نہیں کہا جاسکتا پس خدا مثل شجر ہے محمد مثل ثمر ہے.

37. پانچ پیالے آے وہ کیا ہیں ۔ دودھ۔شہد ۔ شراب ۔ پانی۔ دودھ ؟

دودھ کو گاے نہ تھی، شہد کو پولی نہ تھی۔شراب کو بھٹی نہ تھی۔پانی کو دریا نہ تھی ۔

دودھ سے نابود یعنی شریعت ۔ شہد سے شہادت یعنی حقیقت ۔ شراب سو ولایت یعنی طریقت۔ پانی سے عظمت یعنی معرفت ۔یہ پیالے کون کون پیئے، دودھ کو پیغمبر پیئے۔ شہد کو امام حسن وحسین پیئے۔شراب کو مولی علی پیئے۔ پانی کو خاتون جنت پیئے

38. انسان کی حقیقت کیا ہے؟

انسان کی حقیقت کے دو پہلو ہیں ایک ظاہری (مادی) دوسرا باطنی (روحانی) ظاہری پہلو کے لحاظ سے انسان اس قدر کمزور عاجز اور ناتواں ہے کہ مچھر جیسی ضعیف اور حقیر شئے بھی اُسے ہلاک کر دینے کے لئے کافی ہے. باطنی پہلو سے اس قدر مہتم ہے کہ ساری کائنات اس میں سماسکتی ہے انسان ساری کائنات کو مسخر کرسکتا ہے

میں کہاں ہوں تو کہاں ہے؟ یہ مکاں کہ لامکاں ہے
یہ جہاں مرا جہاں ہے، کہ تری کرشمہ سازی

39. اللہ کی رحمت سب سے اول کس پر اُتری ؟

قولہ تعالی و ما ارسلنا الا رحمت العالمین: ہم نے تم کو بھیجا مگر سارے جہاں کیلیے رحمت بنا کر یعنی رحمت مطلق اَٹھارہ ہزار عالم کے لئے اور عالم ارواح ہو یا عالم اجسام۔

رسول معنی جان ہے رسول معنی نور ہے رسول معنی رحمت ہے۔ میں اللہ کے نور سے ہوں اور ساری کائنات میرے نور سے ہے۔نور سراپا رحمت ہے۔رب تعالی فرماتا ہے تم کچھ اور نہیں میں کچھ اور نہیں مجھ سے پیدا ہونی والی تمام مخلوق کیلیے تم ہی رحمت ہو

40. نور محمدی ﷺ اول یا ذات محمدی ﷺ اول ؟

نور محمدی ﷺ سے جسم محمدی ﷺ ہوا نور محمدی ﷺ سے صفت نور ہوا ذات پاک سفید موتی میں تبدیل ہوا اور صاف شفاف قندیل میں اس موتی کو رکھا اور اسے صورت میں لا کر دیکھنا چاہئا ارادہ حق سے وہ موتی تھر تھر کاپنے لگا اور ھوھو کی آواز کرنے لگی بالا آخر ایک نقطہ نور میں تبدیل ہوگئی اسے نور محمدی کہتے ہیں اصل میں وہ ذات ہے جو" ھو" کا دم مارتی

41. فنافی اللہ کی شرح:۔

سارے عالم کی حرکات وسکنات اور اختیار کو غیر خدا سمجھتا تھا اب سالک ان حرکات وسکنات اور اختیارات کو حق کی طرف نسبت کرتے ہوئے یہ سمجھتا ہے کہ ان کا فاعل خالق ہے فنافی الشیخ ۔فنافی الرسول اور فنافی اللہ کا مرتبہ حاصل ہونے کے بعد فنافی الذات فنافی الصفات اور فنافی الافعال میں کمال پیدا کرے۔سالک پہلے اپنے اور عالم کی ذات کو غیر خدا سمجھتا تھا لا الہ کہہ کر اپنی ذات اور عالم کی ذات کے استقلال کو نفی کر کے یہ سمجھتا ہے کہ میری اور عالم کی ذات غیر خدا نہیں بلکہ اس سے میری اور عالم کی ذات ہے ۔

علم ۔ارادہ ۔سمع ۔بصر ۔کلام ۔قدرت ۔اور حیات کو غیر خدا سمجھتا ہے اب سالک یہ سمجھتا ہے کہ سات صفات پداوندے تعالیٰ کا پرتو ہیں ۔

42. آدمی اس جہاں میں کس کو ڈھونڈ رہا ہے اور کس لئے اس قدر پریشان ہے؟

جسے تو ڈھونڈ رہا ہے وہ ذات کو بے پردہ دیکھنے کے لئے پہلے اپنے آپ کو دیکھنا لازمی ہے جب انسان اپنے آپ کو دیکھے گا تو اس وقت اسے یہ حقیقت معلوم ہوگی کہ میں تو اس کو دیکھ رہا ہوں، جسے صحرا اور بیابان میں ڈھونڈ رہا تھا وہ تو خود میرے ہی اندر پوشیدہ تھا **نحن اقرب الیه من حبلیل ورید** اس وقت سالک بے اختیار کہہ اٹھتا ہے--- لا موجود الا اللّٰه۔ دوسرے کا وجود ہی کہاں ہے جو علاقہ کا سوال پیدا ہو

جبکہ تجھ بن کوئی نہیں موجود   پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے

43. عشق کسی کو کہتے ہیں اس کا مقام کونسا اور عشق کتنے ہیں؟

عشق یاد کو کہتے ہیں اس کا مقام نگہ یعنی خوبصورتی

عشق تین ہیں ۱) عشق صغرا ۲) عشق کبرا ۳) عشق اوست (رحمانی)

عشق صغرا بندے سے اللہ کو ، عشق کبرا اللہ سے بندیکو، عشق رحمانی دونوں ملے ہوے ہیں

44. بندے میں دو حرام تین کفر کونسے ہیں ؟

اَول حرام ۔غصہ ۔دوسرا ۔بے یاد کھانا ۔۔تین کفریہ ہیں ۔۔ اَول نفس کے بھاتے میں رہنا ۔ دوم شریعت کے بھاتے میں رہنا طریقت چھوڑ کر۔ سوم مرید ہو کر مرشد کی اور اپنے پیغمبر کی پچھانت نہیں جانتا جو دو حرام تین کفر کو نہیں پہچان لیا تو اس کی مسلمانی درست نہیں.

45. کتنے رنگ ہیں عورت اور مرد کی منی میں ؟

مرد کے منی میں دو رنگ پائے جاتے ہیں ایک سفید اور ایک پیلا اور عورت کی منی میں ایک ہی رنگ پایا جاتا ہے وہ پیلا ہوا کرتا ہے

46. گنج میں تن تھا کہاں کیا روپ تھا اُسکا؟

نطفہ سب سے پہلے دماغ (مقام ذات) وجود میں آتا ہے اس مقام کو تصوف مین گنج العرش کہتے ہیں گنج العرش اُم الدماغ کے نیچے کا مقام ہے نطفہ اپنا پہلا مقام انسان کے سر یعنی گنج میں بناتا ہے .جب تک آدم میں تھا تو بے شکل تھا اپنا ایک وجود اور اپنی ایک پہچان اور شکل رکھنے کے باوجود نامکمل تھا.آدم کا پورا وجود ایک نکتہ بن کر دماغ میں آ گیا.

47. دم کیا چیز ہے وہ جسد کو کتنی جگہ پر حرکت و برکت میں رکھتا ہے اور وہ دو جڑ کب بنا ؟

کلمہ طیب توحید و رسالت مل کر کلمہ طیبہ کے دو جُز بنا چوبیس حرفوں سے چوبیس ہزار سانساوں میں تمام عالم کو ایک دم میں زندہ و بقا اور ایک دم میں مردہ و فنا رکھا گیا ہے اور ان دو دم میں کلمہ طیب کو رکھا گیا ہے جسم میں ظاہری خارجی سانس کا سلسلہ ہے جو ہر دم میں جاری ہے دوم

باطن داخلی خیالات کا سلسلہ ہے یہ اور یہ ہر دو سانس اور خیالات کا سلسلہ ہر وقت انسان کے جسم اور جان کے ساتھ وابستہ ہے

48. فناء اور بقا کیا معنی ہیں؟

فناء کے معنی حالت کے بدلنے کے ہیں اور بقاء کے معنی حالت کے قائیم رکھنے کے ہیں

49. ذات وصفت دونوں اول وآخر ظاہر و باطن میں ایک کب اور کہاں پر ہیں اور وہ کیا ہے؟

لا ہوت کی منزل میں انسان کا فقر جب پورا ہو جا تا ہے تو ذات وصفات یکتا ہو جا تا ہے۔ جب فقر تمام ہو جا تا ہے تو محمد جو بھید ہے کلمہ میں عارف الوجود میں اللہ کا نور ہوں اور ہر چیز میرے نور سے ہے محمد کو بھید اس لئے کہا جا تا ہے کہ یعنی انسان میرا بھید ہے اور میں اس کا بھید ہوں توحید کا بھید رسالت میں پوشیدہ ہے اور رسالت کا بھید توحید میں پوشیدہ ہے دونوں کا بھید فقر محمدی ہے

50. بیج اول یا پیڑ اول ہے؟

بیج ایک صورت ہے کل جسم نہیں لیکن درخت یا پیڑ ایک کل جسم ہے. کیونکہ بیج میں پیڑ پوشیدہ ہے ذات باقی رہ گئی تو پھر کل وجود یا جسم کا ظہور میں آ سکتا ہے ذات موجود بقا موجود بیج موجود تو پیڑ موجود

51. سب سے اول یہ تمام کہاں پر تھے اور اس کی صورت کیا تھی ؟

کوئی شئے وجود میں آنے سے پہلے اس کے اول وہی اللہ تعالیٰ کے علم مین تھے. اور ہر شئے جود میں آ گئی تو اس کے آخری بھی وہی ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ اللہ ہر شئے میں اور ہر مخلوق

میں ظاہر و باطن اور اول وآخر ہر جگہ موجود ہے

52. اللہ تعالیٰ خیر وشر کا ارادہ کرنے والا اور ان دونوں کا پیدا کرنے والا ہے لیکن خیر سے راضی ہے شر سے راضی نہیں کیوں؟

حضرت سبحانہ وتعالیٰ نے بندوں کو قدرت اور ارادہ دیا ہے کہ اپنے اختیار سے افعال کا کسب کرتے ہیں اور افعال کا پیدا کرنا اللہ کی طرف منسوب ہے پہلے بندہ اپنے فعل کا قصد کرتا ہے اور پھر اللہ اس فعل کو پیدا کر دیتا ہے چونکہ بندہ کا فعل اپنے قصد واختیار سے صادر ہوتا ہے اس لئے مدح وثواب وعذاب بھی اس کے متعلق ہوتا ہے.

جو تجھے نیکی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو تجھے بُرائی پہنچے وہ تیرے نفس سے ہے اللہ ایسے فعل کے لئے تکلیف نہیں دیتا جو بندے کی طاقت سے باہر ہے بلکہ وہ تو آسانی ہی چاہتا ہے اور تنگی کا ارادہ نہیں کرتا. خیر وشر اور نقص وکمال کا اجتماع جود رحقیقت وجود عدم کا اجتماع ہے.

خیر اور شر ایک دوسرے کے مشابہہ ہیں ایک ہی چیز کسی خاص حیثیت سے شر کہلاتی ہے اور دوسری حیثیت سے خیر ہوتی ہے. جو ذات ایک شئے کی ایجاد پر قادر ہو وہ اس کی مثل کی ایجاد پر بھی قادر ہوتی ہے مسلمان کو آگ میں جلا دینا شر ہے اور کافر کو آگ میں جلا دینا خیر ہے. جو شخص پہلے کافر ہوا گر مومن ہو جائے تو پہلے اس کو آگ میں جلا دینا خیر تھا مگر اب اس شخص کو آگ میں جلا دینا شر ہے، دیکھے احراق صرف ایک ہی مفہوم ہے مگر مختلف اعتبارات سے کبھی شر ہو جا تا ہے کبھی خیر تو اب جو ذات اس مسلمان کو کفر کی حالت میں آگ میں جلا دینے پر قادر تھی اس کے اسلام لانے کے وقت بھی ضرور اس کو اس کے احراق پر قدرت ہو گئی کیونکہ اسلام لانے سے نہ بدن مین فرق آیا ہے نہ آگ میں اور نہ کوئی اور اَمر ہے جو اس کی قدرت

میں خلل انداز ہو پس ثابت ہوا کہ شر اور خیر کا خالق ایک ہی ہے جو جملہ موجودات جواہر اور اعراض وغیرہ کا خالق ہے

53. اصحاب کرام کے کمالات فنا و بقا اور سلوک کو وجد کے تمام مقامات کے طے کرنے پر موقوف ہے؟

وہ قرب و بقا اور سلوک وجذبہ پر موقوف ہے وہ قرب ولایت ہے جسکے ساتھ اولیاء اُمت مشرف ہوئے ہیں. اور وہ قرب جو حضرت خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام کی صحبت سے اصحاب اکرام کو میسر ہوا تھا وہ قرب نبوت تھا جو تبعیت اور وراثت کے طور پر آپ کو حاصل ہوا تھا اس قرب میں نہ فنا ہے نہ بقا نہ جذبہ ہے نہ سلوک اصالت ہے اور وہ قرب کئی درجہ قرب ولایت سے اعلیٰ و افضل ہے کیونکہ یہ قرب اصالت ہے اور وہ قرب قرب ظلیت .

اگر قرب ولایت کی راہ سے کمالات نبوت کی بلندی پر عروج واقع ہو تو پھر فنا و بقا و جذبہ سلوک ضروری ہے کیونکہ یہ سب اس قرب کے مبادی اور معدّات اسباب ہیں اور اگر اس راستے پر نہ چلیں اور قرب نبوت کے شاہراہ کو اختیار کریں تو پھر قرب نبوت کی شاہراہ پر چلتے ہیں جس میں جذبہ وسلوک فنا و بقا درکار نہیں حضرت خیر البشر کی ایک ہی صحبت سے تمام اولیاء اُمت سے افضل ہو گئے.

54. ہر ذرہ جب عین خدا ہے تو اس کی عبادت کرنے میں کیا بُرائی ہے؟

عبادت خدا کی ہوتی ہے نہ کہ عین خدا کی بلکہ اللہ وراء الورا ہے، کسی ایک چیز میں خدا کو منحصر کر دینے میں دوسری چیزیں چھوٹ جائیں گی اور فرتبہ وراء الورا بھی چھوٹ جائیگا. عبادت ذات مطلق کی کی جائے گی نہ کہ ذات مقید کی مطلب یہ ہے کہ کوئی ذرہ غیر خدا بھی نہیں اور کوئی ذرہ

پورا خدا بھی نہیں.

55. مکان کی کتنی قسمیں ہوتی ہیں؟

مکان کی تین قسمیں ہیں اول مکان جسمانیات، دوسرا مکان روحانیت، تیسرا مکان اللہ تعالی۔ پھر مکان جسمانیات کی بھی تین قسمیں ہیں۔ پہلی تمام کثیف جسمانیات کا مقام زمین ہے جس کی دشواری اور تنگی کی مزاحمت ظاہر ہے، یعنی جب تک کہ ایک زرہ یا شی ء اپنی جگہ موجود ہے دوسرا زرہ یا شئی اس کی جگہ نہیں لے سکتا یہاں تک کہ وہ اپنی جگہ سے ہٹ نہ جائے، اور اس مکان میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچنا ممکن ہی نہیں جب تک قدم نہ اٹھائے جائیں اور مسافت طے نہ ہو۔ مگر تقید کے ساتھ.

دوسرے مکان جسمانیات لطیف وہ ہوا ہے اس میں بھی مزاحمت ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ جب تک ہوا مکان میں موجود ہے اور وہ ہوا اس مکان میں موجود ہے اور وہ منفذ سے باہر نکل نہیں جاتی۔ دوسری ہوا اس کی جگہ نہیں لے سکتی۔ اس صاف ظاہر ہے کہ ہوا جگہ گھیرتی ہے

اس سے بھی جسمانیات میں سب سے زیادہ لطیف مکان نور ہے۔ آفتاب و ماہتاب اگر چہ مشرق ومغرب میں پہنچتے، لیکن ان کا نور فوراً مشرق سے مغرب تک پہنچ جاتا ہے اگر مکان کے مطلق ہوتا تو وہ نور اتنی جلد اور آسانی سے نہ پہنچ سکتا۔ اس سے معلوم ہو کہ نور کا مکان بھی وہی ہے جو ہوا کا ہے اس مکان میں تنگی ہے اس لئے کہ چمڑے کا وہ تھیلہ جو ہوا سے خوب بھرا ہوا ہے اس میں مزید ہوا اس وقت تک نہیں جاسکتی جب تک اس کو اندر کی ہوا سے خالی نہ کیا جا ئے، اس مکان کا قرب ہے اس لئے کہ مکان کثیف میں جتنی دور ایک مہینے میں پہنچا جا سکتا ہے اس مکان لطیف میں ایک دن میں طے ہوسکتی ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ نور کا مکان ہوا کے مکان سے زیادہ لطیفہ ہے

تیسرا امکان الطف انوار صوریکا ہے.نور و نار کی حقیقت

جو کچھ مکان لطیف میں دور ہے یہاں نزدیک ۔سورج جب مشرق سے اپنا ست اٹھاتا ہے تو اسی آن میں بغیر تاخیر کے اس کی روشنی مغرب تک پہنچنے میں ضرور کچھ مدت لگتی ہے یہی حال آگ اوراس کی مانند چیزوں کا ہے جب تک ان کی روشنی منقطع نہ ہو۔اس سے یہ بات معلوم ہوی کہ روشنی کومکان ہوامیں ایک علیحدہ مقام حاصل ہے، ہاں اس مکان میں دشواری اور تنگی نہیں اس لئے کہ جب تم گھر میں ایک شمع رکھ دوتو اس کی روشنی گھر کی تمام دیواروں کوپہنچتی ، لیکن اگر سوشمعیں گھر میں لئے آوان سب شمعیں کا نوراُسی ایک مکان میں سماجائے گا تو جب تک کہ پہلی شمع کی روشنی نہ نکل جائے دوسری شمع کی روشنی اس کی جگہ نہیں لے سکتی مگر دوری اس مکان کے لئے بھی ہے اس کے لئے کہ سورج کی روشنی کثیف پردوں سے پارنہیں جاسکتی اور جب دوری زیادہ بڑھتی ہے تو روشنی ختم ہو جاتی ہے

مکان روحانیات:۔

اس مکان الطف سے بھی ماورا ہے اوروہ فرشتوں کا مقام ہے کہ ان کی سیر کے لئے بڑی روک مانع نہیں ہوسکتی۔مگران مکانون میں بھی بہت خفیف سی دوری ہے اس لئے کہ انہیں حرکت کی ضرورت ہے اگر چہ پلک جھپکے سے کم وقفہ میں مقصود تک پہنچ جاتے ہیں لیکن یہی حرکت کی ضرورت روحانی کمال کے منافی ہے.

روحانیات کی تین قسمیں ہیں روحانیات ادنی جیسا کہ زمین کے فرشتے،دوزخ کے فرشتے ،دریاؤں اور پہاڑوں کے فرشتے۔

روحانیات اوسط کہ آسمانوں کے فرشتے ۔یہ دونوں روحانیات اپنے مکان سے زرہ پھر جنبش

نہیں کرتے،جیسا کہ ہے کہ وما منا الا لہ مقام معلوم (ہم میں سے کوئی ایسانہیں جس کا مقام معین نہ ہو) سے ظاہر ہے

تیسرے روحانیات اعلیٰ:۔ جو مقربان حق تعالی ہیں وہ بے حد لطیف ہیں اس قدر لطیف کہ اگر وہ ملائک ادنیٰ کے پاس گذرے تو وہ انہیں ان کی لطافت کی وجہ سے دیکھ نہیں سکتے جس طرح وہ دیوار سے آتے ہیں اس طرح سخت پتھر سے گذر جاتے ہیں.ان کی الیت کی بھی قسمیں ہیں ان میں بعد کی خاص انتہا ہے

روح انسانی:۔ لیکن روح انسانی سب سے زیادہ لطیف تر ہے اس لئے کہ وہ کسی حرکت کامحتاج نہیں جہاں اسے تلاش کرلو گے پالو گے اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں اس لئے کہ متصل نہ داخل ہوتا ہے نہ خارج، نہ ساکن ہوتا ہے نہ متحرک عرش سے تحت الثری تک ایک لمحے میں پہنچ سکتا ہے مگر پھر بھی اس میں کچھ دوری ہے. اگر روح ریاضتوں کے ذریعے سے ترقی کرے تو اس قدر طاقتور ہوسکتی ہے کہ کثیف قالب کو چھوڑ کر لطیف جسمانیات تک جا پہنچے یہاں تک کہ ایک گھڑی میں دو ماہ کا راستہ طے کرلئے۔اگر اس میں قوت زیادہ ہوتی ہے تو مکان جسمانیات الطف تک جا پہنچتی ہے اگر پانی سے گذرتی ہے تو تر نہیں ہوتی، کیونکہ وہ آگ کے مکان میں چلی جائیگی جہاں پانی نہیں ہوتا۔ایک آن میں وہ مشرق سے مغرب تک پہنچ سکتی ہے لیکن اس ترقی پر بھی وہ آبگینہ جسمانیات سے نہین گذرتی. اگر مکان روحانیات میں ترقی کرے تو آگ اس کو نہیں جلائے گی اس لئے کہ مکان روحانیات میں آگ نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ بعض کو دوزخ نہیں جلاتی ۔اس طرح تیرا خیال آگ میں جاتا ہے اور باہر نکل آتا ہے.

56. خلق کی کتنی قسمیں ہیں؟

خلقت کی تین قسمیں ہیں ۔پہلی قسم یہ کہ ان سے لوگوں کو نفع پہنچتا ہے اور نہ نقصان ۔ایسے لوگ جمادات کی طرح ہیں ۔ان پر جمادات کا حکم لگایا جائے گا

دوسری قسم ان سے بہتر ہے وہ یہ ہے کہ ان سے دوسرے لوگوں کو فاہدہ تو پہنچے لیکن ضرر نہ پہنچے

تیسری قسم ان دونوں سے بہتر ہے وہ یہ ہے کہ ان سے دوسروں کو نفع پہنچتا ہے اگر کوئی ان کو ضرر پہنچا تا ہے تو وہ بدلہ نہیں لیتے بلکہ اسے برداشت کرتے ہیں اور حلم اختیار کرتے ہیں یہ کام صدیقوں کا ہے. جیسے گائے ۔بکری ۔اونٹ وغیرہ

57. خواب کی کس کو کہتے ہیں اور اس کی کتنی قسمیں ہیں؟

خواب کی حقیقت یہ ہے کہ وہ خیالات ہوتے ہیں جو دل پر وارد ہوتے ہیں اور حالات ہوتے ہیں جن کا تصور وہم میں اس وقت آتا ہے جب نیند تمام شعور پر غالب نہ آچکی ہو۔ چنانچہ بیدار ہونے پر انسان یہ خیال کرتا ہے کہ یہ ایک حقیقی خواب تھا حالانکہ یہ صرف تصور اور خیالات ہوتے ہیں جو دلوں میں قرار پا جاتے ہیں اور جب ظاہری احساس زائل ہو جاتا ہے تو یہ ادہام ان امور سے جو حواس خمسہ کے ذریعہ سے یا بدیہی طور پر معلوم ہوتے ہیں جدا ہو جاتے ہیں اور یہ حالت خوب دیکھنے والے کے لئے قوی ہو جاتی ہے اور بیدار ہونے پر یہ حالات جن کا تصور وہ ان حالات کے مقابلہ کرتا ہے جن کا مشاہدہ کے ذریعے سے اسے احساس ہوتا ہے یا وہ امور جو اسے بدیہی طور پر معلوم ہوتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی سخت تاریکی کے وقت چراغ کی روشنی حاصل کر رہا ہو مگر جب سورج نکل آئے تو وہ چراغ کی روشنی غالب آجا تا ہے تو چراغ کی روشنی سورج کی روشنی کے مقابلہ میں مدھم پڑ جاتی ہے

لہذا نیند کی حالات کی مثال اس شخص کی ہے جس کے لئے دن کافی چڑھ چکا ہو اس لئے کہ بیدار انسان امور کو یاد کر لیتا ہے جو اُسے نیند کی حالت میں دکھائی دے ہوتے ہیں

خواب تین قسمیں ہیں نیک خواب اللہ کی طرف سے ان حالات کو اس کے دل مین پیدا کر کے کچھ امور کی معرفت عطا کر دیتا ہے. بری خوب شیطان کی طرف سے ہے جب تم میں سے کوئی شخص بری خوب دیکھے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنی بائیں جانب تھوک دے اور اُعوذ باللہ پڑھے اس طرح یہ خوب اسے ضرر نہیں پہنچا سکے گی. اور کبھی انسان کے اپنے دہی دل کی باتیں ہوتی ہیں. تم میں سے سب سے سچی خوب اس شخص کا ہ گا جو تم میں سے زیادہ سچ بولنے والا ہوگا.

ہو دید کا جو شوق تو آنکھوں کو بند کر   ہے دیکھنا یہی کہ نہ دیکھا کرئے کوئی

58. کیا انسان سے صادر ہونے والے تمام افعال سب اللہ تعالی کے افعال ہیں؟

وَاللّٰه خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ (یعنی اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور اُسے بھی جو تم کرتے ہو) اللہ تعالی نے تمہیں ہر کام میں عاجز بنایا اور فرمایا ہے کہ **وَمَا تَشَاؤُوْنَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ** یعنی تم کچھ نہ چاہو گے مگر اس کی مشیت سے۔ کچھ نہ کر سکو گے مگر اس کی قوت سے۔ طاعت نہ کر سکو گے مگر اس کے فضل سے۔ اور گناہ نہ کرو گے مگر اس کے ذلیل کرنے سے۔ تو تمہارے پاس ہے کیا اور تم کس چیز پر اَتراتے ہو حالانکہ تم کسی چیز کے مالک نہیں. گھر میں ہر چیز گھر کے مالک سے رہتی ہے

59. اسم ذات کا ذکر کیا ہے؟

اسم ذات لفظ اللہ ہے فقہا کے نزدیک تمام صفات کا جامع اور علماء طریقت کے نزدک اسم ذاتً ھوً ہے بلکہ وہ دائرہ جو پرکار کی طرح مرکز موجودات ونکتہ کائنات ہو لہذا مشائخ سلف

میں سے بعض نے ھو کا ذکر کیا ہے اور بعض نے اللہ کا اور بعض کہتے ہیں ذکر کی حالت میں انت ھو اور بعض نے کہا لا الہ الا ھو اور بعض نے کہا ذکر عوام اللہ ہے اور ذکر خواص ھو ہے

60. حرف تقویٰ کے کیا معنی ہیں؟

ت۔۔ سے ترک، توکل، تواضع، ترحم اور تلقین مراد ہے

ق۔۔ قوی دین، قہر بر نفس اور قرب اللہ

و۔۔ سے وعظ پذیز، وحدت فی الوحدت

ی۔۔ سے یادحق کرنے والا مسلمانون کی مدد کرنے والا یا ایسی چیز نہ رکھنے والا

61. پانچ جڑ۔ دو پتہ ایک موڑ۔ چھ پھل۔ سات ڈالیاں اور فعل و مقام کیا ہیں؟

پانچ عنا صر۔ آگ۔ پانی۔ ہوا۔ مٹی۔ خالی...... دو پتے موت و حیات ہے ایک موڑ عشق (یعنی اولاد)...... سات ڈالیاں ذات سے نور پیدا ہوا۔ نور سے عرفان ۔عرفان سے ارادہ ۔ ارادہ سے خطرہ۔ خطرہ سے فعل کو پیدا ہوا نفس کہتے ہیں فعل کو...... دل کہتے ہیں خطرہ کو...... روح کہتے ہیں ارادہ کو...... سر کہتے ہیں عرفان کو ...... نور کہتے ہیں پچھانت کو...... ذات کہتے ہیں عشق کو ناسوت مقام ہے فعل کا...... ملکوت مقام ہے وجود کا...... جبروت مقام ہے دل کا لاہوت مقام ہے...... نظر کا...... ہاہوت مقام ہے ذات کا

62. معرفت افضل ہے یا محبت افضل ہے؟

محققین فرماتے ہیں محبت اپنے آپ کو لذت سے ہلاک کرنے کا نام ہے اور معرفت یہ کہ

حیرت کی حالات میں محبوب کا مشاہدہ ہو اور ہیبت میں فنا ہو جائے مشائخ اکرام معرفت کو محبت پر فضیلت دیتے ہیں.

63. پانچ روحیں اور ان کے نام و کام بتاو ان کا پیدائش مقام کہاں پر ہے اور جان و پہچان قرآنی حروف میں کہاں ہے؟

روح نامیہ۔ روح ناطق ۔ روح نابیہ۔ روح نقیم ۔ روح نفسیہ ۔

روح جاری۔ روح سفلی ۔ روح ملکی۔ روح قدسی ۔ روح علوی ۔

منہ ۔ ناک ۔ آنکھ ۔ کان ۔ نور کے مقام سے جاری ہے

64. بدن میں چار عناصر کی صفتیں کیا ہیں؟

بدن کے چارون عنصر چار پرندے ہیں اول تکبر جو آگ سے پیدا ہو۔ دوسرا شہوت جو ہوا کا نتیجہ ہے۔ تیسرا حرص جو پانی کی فطرت ہے۔ چوتھا بخل جو خاک کی صفت ہے

65. اپنے تن میں کتنے وجود ہیں؟

واحد الوجود۔ ممکن الوجود۔ ممتنع الوجود۔ عارف الوجود۔ واجب الوجود

66. یہ دم کہاں سے آیا اور کہاں جایگا۔؟

گنج مخفی سے آیا پھر گنج مخفی میں جایگا

67. جسم و جان کے درمیان کونسے چودہ حروف ہیں؟

جسم و جان کے درمیان ذات۔ نور۔ صفت۔ قدرت۔ روح۔ دل۔ نفس۔ اللہ کی طرف سے ہیں منی۔ مخز۔ ہڈی۔ رگین۔ والد کی طرف سے ہیں. خون گوشت بال۔ پوست والدہ کی طرف سے ہیں

68. لفظ کنُ اور بھید نکتہ کیا ہے-نکتہ بنا کیسے-نکتہ ہے کیا شئے؟

نطفہ تیار ہوکر اپنی شکل پر قائم ہونے کے لئے مرد کے وجود میں تین ماہ رہتا ہے مرد کے وجود سے کُن کہکر منتقل ہوکر عورت کے شکم میں نوء ماہ رہ کر مکمل ایک وجود بنتا ہے یہ نطفہ مرد میں مقام ذات میں (اُم الدماغ) میں پیدا ہوتا ہے.

69. اٹھارہ ہزار عالم کونسے ہیں جو آدم میں آ کر دم ہو چکے ہیں ؟

سات آسمان۔ سات زمین۔ عرش۔کرسی۔لوح۔قلم۔(کُل اٹھارہ ہیں) الحمد للہ رب العلمین میں اٹھارہ حرف مو جود ہیں جو اٹھارہ ہزار عالم کی نسبت سے ہیں

70. ہمارے جسم میں سب سے بڑا سمندر کونسا ہے

دل ہی وحدت کا سمندر ہے سب سے بڑا سمندر ہے

71. حیات النجیر سمندر کونسا ہے؟

حیات النجیر سمندر نور ایک موتی میں تبدیل ہوکر حیات النجیر نامی دریا بن گیا یہ آب حیات کا پانی وہاں ہے جہاں دو حکم اور دو اَمر ملتے ہیں اور وہ ایک چشمہ ہے کہ پھوٹ کر مغرب جاری ہوتا ہے

72. واجب الوجود میں وہ کونسے مقامات ہین جو اُلٹے لٹک رہے ہیں؟

انسان کے جسم میں چار اعضاء ہیں جو اُلٹے لٹک رہے ہیں۔

اعضاء تناسل۔ دل۔ زبان (جیب)۔ اور دماغ

73. قیامت کے معنی کیا ہیں؟

قیامت کے معنی کھڑا یہ قائیم ہونے کو کہتے ہیں

74. دل کی دس زبانیں ہیں ان کے نام بتائیں؟

دل کے دس زبانیں توحید۔شریعت۔صبر۔توکل۔ذکر۔فقر۔معرفت۔ مذکور۔قرب۔ وصال

75. مرتا سوکون اور کس کو وصال ہے؟

نفس کو موت ہے کل نفس ذائقۃ الموت۔ ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے جہاں سے ابتدا کا مقام شروع ہوا تھا وہی انتہا کی منزل بھی ہے......

76. آگے خدا کے تھا یا بعد از ہوا نکتہ؟

جب نقطہ اُوپر تھا تو خدا تھا اور جب وہی نقطہ نیچے آیا تو جدا ہوا اور پھر عدم کے پردے سے شہود کے محل میں اُترتا ہے

77. قاب قوسین بدن میں کہاں پر ہے؟

جب پتلی ہر دو چشم کی گوشہ قوسین ابرو سے نکل کر مثلث بنا کر لطیفہ خفی میں پہنچ جاہینگی تو اس کا نام قاب قوسین واَدنی ہے

78. بندے اور خدا کے درمیان حجاب کیا ہے؟

خدا اور بندے کے درمیان نفس ہی حجاب ہے، خود کو دیکھنا اس کو دیکھنے کے برابر ہے

79. روح کب پھونکی جا یگی؟

جب صورت درست ہوگئی یعنی اس قابل ہوگئی روح الٰہی کو قبول کرنے کی استعداد پیدا ہو جائے اس کو "نفخ فی روحی" سے تعبیر کیا جاتا ہے روح پھونکنے کے معنی اس کے سوا کچھ نہیں ہیں نطفہ رحم میں 6 ماہ مکمکل ہوتے ہوتے اندر کا وجود بالکل تیار ہوجاتا ہے اب روح کے داخل ہوتے ہی کہ وہ درست کی ہوئی تجلی دائمی کے فیض کو قبول کرنے کی استعداد حاصل کر لیتی ہے.

اندر کا وجود گھومنے لگتا ہے ماں کے پیٹ 6 ماہ (فی ستہ ایام) پورے ہوئے اب پورے اعضاء حرکت کرنے لگ جاتے ہیں

80. آب حیات کا پانی کہاں جاری ہوتا ہے؟

آب حیات کا پانی وہاں ہے جہاں دو حکم اور دو امر ملتے ہیں اور وہ ایک چشمہ ہے کہ پھوٹ کر مغرب جاری ہوتا ہے.

81. نطفہ بنتا کہاں پر تھا کس جا قیام اور اس کا کیا رنگ اور کس روپ میں تھا اور کیا حال میں تھا ہے؟

نطفہ مرد کے مقام میں ذات میں (اُم الدماغ) میں پیدا ہوتا ہے اور کئی منازل کو طے کرتے ہوئے وجود کے نیچے کی طرف سفر کرتے ہوئے پشت میں آتا ہے اور مقام پشت سے دوبارہ اپنا سفر شروع کرتے ہوئے مقام بیضہ میں آکر ٹھہرتا ہے دوسری طرف عورت کی چھاتی یا سینے سے ایک شئ نکلتی ہے اور وہ نیچے کی طرف بہتے ہوئے راحت کے مقام میں آکر جمع ہوتی ہے، مرد سے نکلنے والی منی میں دو رنگ پائے جاتے ہیں ایک سفید اور ایک پیلا اور عورت کی منی میں ایک ہی رنگ ہوتا ہے وہ پیلا یہ دونوں کے ملنے کے بعد کامیاب ہوتا ہے اور عورت کے شکم میں جا کر قرار پاتا ہے

82. ابلیس زمین پر کہاں گرا؟

ابلیس جب آسمان سے زمین پر گرایا گیا تو وہ سب سے پہلے گہرے ظلمات کے غار میں گرا۔ گہرا جہاں گہرا اندھیرا تھا اور گرم پانی تھا اور وہ ایک ایسا غار تھا جہاں سے گندے خون کے دریا نکلتے ہین اور ان خون کے دریا میں کئی رنگ شامل تھے.

83. ہر آن ہزار ہا انسان و دیگر ذی روح مر رہے ہیں تو اُس آن ہزار ہا انسان اور دیگر ذی روح پیدا بھی ہو رہے ہیں تو کون آیا اور کون گیا اور کون گیا اور کون آیا ہے کون مرتا ہے اور کون حیات پاتا ہے؟

صرف شکلیں بدل رہے ہیں اور کوئی فرق نہیں "**کل شئی ھالک الا وجه**" ہر ایک شئ ختم ہو جائیگی سوائے ذات واحدہ کے جب وجہہ موجود ہے سب کچھ موجود ہے اور وجہہ کو تو کوئی فنا نہیں ہے جب ذات موجود ہے یعنی وہ صورت جو ذات میں چھپی ہوئی ہے وہ موجود ہے تو اس کو فنا نہیں ہے یہ ہمیشہ بقا ہی بقا رہتی ہے اگر ذات باقی رہ گئی تو کل وجود یا جسم کا ظہور میں آنا مشکل کام نہیں .ایک دانہ ایک صورت ہے کل جسم نہیں لیکن ایک درخت یا پیڑ ایک کل جسم ہے اگر چہ درخت فنا ہو گیا دانہ باقی رہ گیا ہے تو اس سے ممکن ہے درخت یا پیڑ کو وجود مین لایا جائے دانہ میں درخت پوشیدہ ہے وجہہ کے معنی چہرہ یا صورت یا ذات کے ہیں.

جہاں تھے وہی ہیں کوئی فرق نہیں صرف گھر سے گھر بدل گئے کچھ فرق نہیں آیا پانی مین بلبلہ اور بلبلہ مین پانی ہوا اور پانی کا کھیل ہے اس ہوا پانی کا بلبلہ بنا جب یہ پھٹگیا پھر وہی ہو پانی میں جا مل گیا کہنے کو پانی سے وجود لیکر بلبلہ بنا تھا جب پھٹگیا پھر پانی میں سما کر پانی ہی پانی بن گیا وہ جہاں تھا وہی پر پہنچ گیا صرف کہنے کو یہ آنا جانا ہے بلبلہ کے سمجھ مین آگیا کہ میرا وجود جس پانی سے بنا تھا وہی ہوں میرا فنا و بقا کچھ بھی نہیں بقا ہوں تو بھی اس پانی میں اور اگر مین فنا ہو جاؤنگا تو بھی اس پانی میں پانی کے دائرے باہر میرا کچھ نہیں پانی امر ہے میری زندگی اور موت اس پانی میں رلیکر بلبلہ بنوں یا پھٹ جاون لیکن ہوں تو الحی القیوم میں وہاں تھے یہاں آئے اب یہاں ہیں تو وہاں جانا ہے اللہ کے وجود کے سوا باقی سب کے سب ایک خیال ہے

84. بزرگوں سے فیض وتوجہ دینا اُنکے اختیار میں ہوتا ہے؟

بزرگوں سے فیض اور توجہ اس کو پہنچتا ہے جس کی قسمت میں ہو اور یہ اُنکے اختیار سے باہر ہے ورنہ تمام بزرگی صرف اپنی اولادہی کو بخش دیویں اور کس طالب کو حصہ نہ ملے برخلاف اسکے ایسا ہوتا ہے باوجود ولی کی خواہش کے بزرگی اپنی اولاد کو نہیں دے سکتا اور کوئی مسافر ایک دن میں دولت قلندری لیجاتا ہے، ملتا بھی کچھ اس کو جسکی قسمت میں ہوتا ہے .اس طرح بعض طالب صرف پیر و مرشد کی ذات پر بھروسہ کر کے اس کو فیض دینے والا سمجھتے ہیں اور تمام عمر محروم رہتے ہیں بعض مریدوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ ہمارا مرشد کامل ہے ہمکو کیا پرواہ ہے دنیا و آخرت میں وہی ہمارے آرام اور نجات کا ذمہ دار ہے. جب تک کس کے نام سرکاری حکم نہو کچھ بھی نہیں دے سکتا اور جس کے نام جس چیز کا حکم ہو وہی اسکو دے سکتا ہے اس واسطے جس طالب کی قسمت میں ہوتا ہے اور جس سے ہوتا ہے اس سے فیض پہنچتا ہے، اور اس واسطے بعض بزرگ طالبوں کو کہد یتے ہیں کہ فلاں شخص کے پاس جاو تمہاری مراد وہاں پوری ہوگی۔ ذات خداوندی کا بھروسہ چھوڑ دیتے ہیں اور بعض قادری۔ چشتی۔ سہروردی۔ سروری نقشبندی۔ داخل سلسلہ ہونیکو ہی پروانہ بہیشت جانتے ہیں.جبکہ رسول پاک نے فرمایا اے میری بیٹی فاطمہ قیامت کے روز پیغمبر کی بیٹی سمجھکر تجھکو نجات نہیں ملی گی .بلکہ وہاں نیک عمل کام آوینگے.

85. گروہ کاملین کے کتنی قسمیں ہیں؟

کاملین تین قسموں پر منقسم ہیں پہلا کامل ۔ دوسرا اکمل۔ تیسرا مکمل

کامل:۔ اُسکو کہتے ہیں جو خود صاحب کمال ہو مگر کس کو فیض وفایدہ نہ پہنچا سکے۔اسکو لازمی

بھی کہتے ہیں.

اکمل:۔ وہ ہے کہ خود بھی صاحب کمال ہو اور فیضان باطنی و ہدایت ظاہری سے اوروں کو بھی فایدہ پہنچائے۔یہ شخص اول سے بہتر بزرگ ہوتا ہے

مکمل:۔ اسکو کہتے ہیں کہ اوروں کو مشیت ایزدی اور تقدیر الٰہی کیموافق خواہ گھنٹہ مین خواہ مہینے میں خواہ سال میں کامل و مکمل بنا دیوے اور جو کرامات و مکاشفات اپنی ذات میں رکھا ہے مرید کو عطا فرمادئے ایسا شخص مذکورہ بالا سے بھی نہایت مضظم ومکرم ہوتا

86. فقر کیا ہے سب سے پہلے کس کو عنایت ہوا؟

فقر ذات رسول اللہ پر نازل ہوا اور انہی کی ذات اقدس سے سب نے سیکھا آپ نے فرمایا ہے فقر الٰہی خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے پس ہر شخص خزانچی کا درجہ نہیں پا سکتا.آج علم کے بغیر ہی فقیری اختیار کرتے ہیں اور فقیری کو ذریعہ معاش بنا رکھا ہے علم ہو یا نہ ہو مرید ہوتے ہی فقیری کا دم بھرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ جو فقیر ہوتا ہے اسکو علم بھی حاصل ہو جاتا ہے. بلکہ علماء پر زبان طعن دراز کرتے ہیں ان کو تفسیر و حدیث کے معنی نہیں آتے اور ہمکو اللہ تعالی نے علم لدنی عطا فرمایا ہے اس طرح جاہلون میں بیٹھ کر اپنی تعریف کرتے ہیں عجیب وغریب معنی پیدا کرتے ہین،تصور یا مسمریزم سے کام لیکر اپنی رونق بازاری بناتے ہیں طرح طرح کے حیلے۔ حجت سے لوگوں کو لوٹ کر خوب مالا مال ہوتے ہیں جس نے علماء کو زیادہ بھلا برا کہا وہی کامل فقیر ہوگیا.

87. اگر طالب راہ خدا میں انتقال کر گیا تو کیا درجہ ملتا ہے؟

اگر طالب راہ خدا میں مرگیا تو اسکو وہی درجہ ملتا ہے جسکے حصول میں تمام عمر سرگرم رہا اور

قیامت کو بھی اس حالت میں اُٹھے گا اِس میں اور جس کو دنیا مین کچھ مل گیا اللہ کے نزدیک کچھ
فرق نہیں سب ایک جیسے ہیں اور یکساں انعام کے مستحق ہیں استقلال شرط ہے

88. تصوف کے اُن عقاہد جن کی کوئی سند نہیں ہے کیا اُس پر یقین کیا جا سکتا ہے؟

قرآن مجید صاف لفظوں مین حکم دیتا ہے کہ **وَ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا.** اور

جس چیز کا تجھے علم نہو اس کی پیروی مت کر کیونکہ بلا شک قیامت کے دن کان، آنکھ اور دل ان سب سے باز پرس ہوگی. اہل طریق کا عمل اس آیت کے بالکل برعکس ہے صوفیا تو ان کی کیفیت یہ ہے کہ وہ زیادہ تر عجمی خیالات کی پیروی کرتے ہیں جن کو قرآن حکیم اور حدیث نبوی سے کوئی علاقہ نہیں ہے غیر اسلامی عقاہد و افکار کی بنا پر مسلمانوں سے اسلام کی روح یعنی عشق رسول سے بیگانہ ہوگئی.

89. سلوک کے چار عالم کیا ہیں اور ان کے کیا صفت ہیں؟

سلوک کے چار عالم ہیں عالم ناسوت نفس کی صفت ہے۔ عالم ملکوت دل کی صفت ہے۔ عالم جبروت روح کی صفت ہے۔ اور عالم لاہوت رحمان کی صفت ہے . عالم ناسوت حیوانات سے ہے اور اس کا فعل۔ حواس خمسہ سے ہے یعنی کھانا، پینا، سونگھنا، دیکھنا اور سننا. سالک ریاضت اور مجاہدہ کے سبب سے اس عالم سے گزرتا ہے. اور عالم ملکوت میں داخل ہوتا ہے یہ عالم فرشتوں کا عالم ہے اس کا فعل۔ تسبیح کرنا، قیام، رکوع سجود کرنا اور حمد وثنا کرنا جب سالک اس عالم سے بھی گزرتا ہے تیسرے عالم جبروت میں پہنچتا ہے. یہ عالم روح کا عالم

ہے اور اس کا فعل۔ صفات حمیدہ ہیں جیسے شوق، ذوق، محبت، اشتیاق، وجد، سہو اور طلب جب سالک ان صفات سے گزرتا ہے تو عالم لاہوت میں پہنچتا ہے جو بے نشان عالم ہے یہاں پر اپنے آپ سے قطع تعلق کر لیتا ہے اس کو لا مکان بھی کہتے ہیں یہاں کے عالم میں گفتگو نہ جستجو ہے.

90. پیری مریدی کی ابتدا اور چودا خانوادے کیا ہین؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ حضرت حسن بصری کو پایا علماؤ و تابعین نے حضرت بصری کیطرف رجوع کیا اور بیعت ہوئے اسی دن پیری و مریدی کی سند پیدا ہوئی کہ اس سے پہلے صرف صحبت تھی۔ حضرت خواجہ مودود چشتی نے حجتہ السالکین میں تحریر کیا ہے کہ جب حضرت خواجہ حسن بصری بہت ضعیف ہوگے تو خلافت دو شخصوں کو سپرد کی ایک حضرت شیخ عبدالواحد بن زید دوسرے حضرت حبیب عجمی کہ یہ دونوں حضرات یگانہ روزگار تھے اور چودہ خانوادے جو آج مشہور و معروف ہیں انھیں دونوں بزرگوں کے واسطے سے حضرت حسن بصری تک پہنچتے ہیں.

اگر چہ چودہ خانوادے مشہور ہوئے لیکن انکے علاوہ دوسرے بہت سارے خانوادے وجود مین آئے جو سادات کے واسطے سے حضرت علی تک پہنچتے ہیں.

5 خانوادے حضرت شیخ عبدالواحد بن زید کے واسطہ سے ہیں

زیدیان۔ عیاضیاں۔ ادھمیاں۔ ھبیریاں۔ چشتیاں۔

9 خانوادے حضرت حبیب عجمی کے واسطے سے حسن بصری تک پہنچتے ہیں

چشتیاں۔ طیفوریاں۔ کرخیاں۔ سقطیاں۔ جنیدیاں۔ گازرونیاں۔ طوسیاں۔

فردوسیاں۔سہروردیان

91. جو کہا جاتا ہے کہ اس طریق کی انتہا دوسرے طریق کی ابتدا ہے؟

کس شخص کو اپنے نفس سے زیادہ تر اپنے نزدیک کوئی چیز نہیں ہے اور قرب وشہود اور حلاوت و جدان اس کے لئے اپنے نفس کے حق میں مفقود ہیں اور اپنے غیر کی نسبت جس سے بیگانیگی رکھتا ہے یہ سب نسبتین موجود ہیں مشائخ اکرام نے اپنے نہایت کی خبرنہین دی ہے سب نے اپنے طریق کے ابتدا کی نسبت کہا ہے جب ان کی ابتدا میں دوسروں کی انتہا ملی ہوئی ہو تو ان کی نہایت بھی اس ہدایت کے مناسب ہوتی چاہئے اور وہ وہی ہے یہ سب اللہ تعالی کی حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے نہایت تک کمال وصول کے سبب سے ہے. اصل میں سیر ،ہدایت، ولات اور دعوت تبلیغ میں ابتدا اور انتہا اپنے کمالات پر منحسر ہیں. جب دوسرے طریق کی انتہا ان کے ابتدا ہے تو پھر ان کی انتہا کیا ہوگی اصل کلام بعض نے وصل خیال کیا ہے، اور بعض نے یاس اور یہ تفاوت ہر ایک گروہ کی استعداد سے پیدا ہوتی ہے ایک گروہ کی استعداد کے مناسب وصل ہے اور دوسرے گروہ کی استعداد کے مناسب یاس کیونکہ تجلیات ہیں، ظہور ہے، وصل ہے، حجابات ہیں شرف ورتبہ ہے، اَسماء وصفات کی تجلیات ہیں لحاظہ ابتدا اور انتہا کہنا عالم استغراغ سے ہے

طریق میں جذبہ سلوک پر مقدم ہے سیر کی ابتدا عالم امر سے ہے برخلاف اکثر دوسرے طریقوں کے کہ ان کے سیر کی ابتدا عالم خلق سے ہے اور سلوک کی منزلیں جذبہ کے مراتب سے طے کرنے کے ضمن میں قطع ہوجاتی ہیں اور عالم خلق کا سیر عالم امر کے سیر میں میسر ہوجاتا ہے پس معلوم ہوا کہ ابتدا کا سیر اس طریق مین انتہا کے سیر میں مندرج ہے نہ یہ کہ انتہا سے

ابتدا کی سیر کے لئے اتر آئے

اللہ پناہ دے کہ اس کمال سے کوئی اپنے آپ کو افضل جانے اور ہمیشہ کا خسارہ حاصل کرے

92. سالک کو جو ذکر اور مراقبہ میں غیبی انوار نظر آتا ہے کیا ہے؟

موت کے آنے سے پہلے ہی اپنا کام بنالینا چاہے اول عقاہد کا درست کرنا ضروری ہے اور اس امر کی تصدیق سے جو دین سے معلوم ہو دوسرے ان باتوں کا علم وعمل ضروری ہے جن کا متکفل علم فقہ ہے تیسرا......طریقہ صوفیہ کا سلوک بھی درکار ہے نہ اس غرض کے لئے کہ غیبی آوازیں ، صورتین اور شکلیں مشاہدہ کرین اور نور دل اور رنگوں کا معاینہ کریں.ِ حسی (کائنات) صورتیں اور انوار کیا کم ہیں کہ کوئی ان کو چھوڑ کر ریاضتوں اور مجاہدوں سے غیبی صورتوں اور انوار کی ہوس کرے حالانکہ یہ حسی صورتیں اور انوار اور وہ غیبی صورتیں اور انوار دونوں حق تعالی کی مخلوق ہیں اور حق تعالی کے صانع ہونے پر روشن دلیلیں ہیں ۔ چاند و سورج کا نور جو عالم شہادت سے ہے ان انوار سے جو عالم مثال میں دیکھیں کئی گنا زیادہ ہے لیکن چونکہ یہ دید دائمی ہے اور خاص و عام اس میں شرک ہیں اس لئے اس کو نظر اور اعتبار میں نہ لاکر انوار غیبی کی ہوس کرتے ہیں

93. کیا لفظ َ کنُ َ کے ساتھ ہی مٹی کا پتلا انسان بنکر چلتا پھرتا نظر آئے گا؟

عالم امر سے مراد اجسام کی ضد ہے جو کہ ناپ ۔ تقسیم ۔ اور تجزی کے قابل ہیں اور دوسرے یہ کہ َ کنُ َ کے کہنے سے بے توقف موجود ہوگیا ہے اور عالم خلق سے مراد وہ لطیف یا کثیف اجسام مراد ہیں جو ناپ ۔ تقسیم اور تجزی کے قابل ہیں اگر چہ وہ بھی کنُ کے کہنے سے پیدا ہو گئے ہیں لیکن وسیلے سے اور مدت کے بعد پیدا ہوئے ہیں کنُ کا خطاب مٹی سے نہیں ہوسکتا۔

کیونکہ لفظ کنُ سننے کی اس میں طات کہاں؟ یہ سب اسباب ہی کے تحت مدت میں ساری منزلیں طے ہوتے ہیں یٰعنی مرد کے جسم سے غذا کے لطیف اجزاء کو منی بنا کر اس کو عورت کے رحم میں پہنچاتے ہیں پھر یہ منی خون حیض سے تعاون کر کے اور اس سے ایک طویل عرصہ تک اجزاء حاصل کر کے مضغہ کی شکل بنا دیتی ہے پھر لوتھڑے سے جنین بنتا ہے پھر جنین سے بچہ، بچہ سے جوان، جوان سے ادھیڑ، پھر ادھیڑ سے بوڑھا غرضکہ اسباب کے یہ سارے مرحلہ طے ہوتے ہیں۔لیکن قدرت کے خزانے میں بے شمار عجائب وغرائب ہیں جن پر وعقل انسانی کو ابھی اطلاع نہیں ہوئی بغیر اسباب کے وجود ممکن ہے

94. اے پروردگار کیا تیرا کوئی مکان ہے؟

پروردگار فرماتا ہے میں مکانون کو پیدا کرنے والا ہوں اور آدمیوں کے سوا کہیں میرا مکاں ہے. آدمی میرا پوشیدہ اور چھپا ہوا بھید ہے اور میں انسان کا بھید ہوں۔ میں کسی جگہ نہیں ہوں! ہر جگہ موجود ہوں میرے لئے جگہ نہیں میں کسی شئی مین ایسا ظاہر نہین ہوا جیسا کے انسان مین. میں نے کسی چیز میں اس طرح ظہور نہیں کیا جیسا خود کو انسان میں ظاہر کیا، تمام چیزیں میری ذات کے آہینہ ہیں انسان بھی میرا آہینہ ہے اور میں انسان کا آہینہ ہوں مومن مومن کا آہینہ ہوتا ہے اور اللہ ہی مومن ہے اور مومن کا دل آہینہ کی مانند ہے جب اس میں دیکھو تو رب کا جلوہ نظر آتا ہے.

95. اللہ ہر جگہ ہے اُس کی رحمت ہر جگہ ہے پھر کسی چیز کو ڈھونڈ کے لئے اُولیا اللہ کے مزاروں پر سفر کر کے جاتے ہیں۔ دینے والا رب ہے وہ ہر جگہ ہے؟

اوٗلیاء اللہ رحمت رب کے دروازے ہیں رحمت دروازے ہی سے ملتی ہے ریل گاڑی اپنی

پوری لائین سے گزرتی ہے مگر حاصل کرنے کے لئے اسٹیشن پر جانا ہوتا ہے. اگر اور جگہ لائین پر کھڑے ہو گے تو ریل گزرے گی مگر تم کو نہ ملے گی۔ آج دنیاوی مقاصد یعنی نوکری۔تجارت۔شادی۔وغیرہ کے لئے سفر کیون کرتے ہو خدا رزاق ہے وہ ہر جگہ دے گا۔ طبیب کے پاس بیمار سفر کر کے کیون جاتے ہو خدا شافی الامرض ہے اور وہ تو ہر جگہ ہے آب و ہوا بدلنے کے لئے پہاڑ اور کشمیر وغیرہ کا سفر کیوں کرتے ہو وہاں کی آب و ہوا تو تندرستی کو مفید ہو لیکن اوٗلیاء اللہ کے مقامات کی آب و ہوا ایمان کو مفید نہ ہو. رب نے موسیٰ علیہ السلام کو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس کیوں بھیجا وہ سب کچھ انکو یہاں ہی دے سکتا تھا. قرآن کریم میں ہے ”ھنا لک دعا ذکریا ربہ“ معلوم ہوا کہ ذکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کے پاس کھڑے ہو کر بچے کے لئے دعا کی یعنی نبی نے ولیہ کے پاس دعا کرنا باعث قبول جانا معلوم ہوا کہ قبور اوٗلیا کے پاس دعا زیادہ قبول ہوتی ہے.

جب خدا ہر جگہ ہے تو کعبہ کو جانے کی کیا ضرورت ہے اور پھر معراج میں حضور ﷺ کے عرش پر جانے کا کیا فاہدہ تھا. جناب مدینہ منورہ دار السلطنت ہے اور خاص تجلی گاہ ہے جیسے کے برقی طاقت کے لئے پاور ہوس بلکہ اوٗلیاء اللہ کی قبور مختلف پاور کے اسٹیشن ہین ان کی بھی زیارت ضروری ہے

96. کیا بعث ونشور پر، عذاب قبر پر ایمان لانا ضروری ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ’ارواح صالحین سبز پرندوں کے جسم مین عرش کے نیچے ایک قندیل مین رہین گی‘ نیز احادیث مین جو کچھ ارواح کے شعور رکھنے کے متعلق وارد ہوا ہے، منکر ونکیر کے سوال اور عذاب قبر وغیرہ کے بارے میں جو بھی مروی ہے وہ سب

بقائے روح پر دلالت کرتے ہیں اس کے ساتھ ہی مذہب ہمیں یہ بھی تعلیم دیتا ہے کہ ہم بعث ونشور پر بھی ایمان لائیں اور بعث سے مراد اجسام کا پھر سے نشر ہے اور بعث کئی طرح سے ممکن ہے ایک یہ کہ روح کا عود بہر حال کس بھی جسم کی طرف ہو، چاہیئے وہ جسم اول کے مادے سے بنا ہو یا اس کے غیر سے، یا اس مادے سے جس کی پہلی دفعہ تخلیق ہوتی ہے کیونکہ انسان اپنی روح سے عبارت ہے نہ کہ جسم سے جسم کے اجزا تو لگا تار بدلتے ہی رہتے ہین بچپن سے لئے کر بڑھاپے تک، دبلے پن سے بھی موٹے پن سے بھی غذا کی تبدیلی سے بھی اور اس کے ساتھ مزاج بھی بدلتا ہے اس کے باوجود انسان وہی رہتا ہے اور یہ مقدو خداوندی ہے روح کو عود کرنا ہوگا کیونکہ روح اپنے آلہ سے محروم ہو کر آلام ولذات سے استفادہ نہیں کر سکتی.

97. معرفت حاصل ہونے سے کیا نتائج مرتب ہوتے ہیں؟

جس کو معرفت الٰہی حاصل ہو جاے وہ شخص زمان ومکان پر حکمران ہوتا ہے. وہ کائنات کی ہر شی ء سے واقف ہو جاتا ہے، ہر ذرہ میں ایک قوت پوشیدہ ہے جو ابھرنا اور طلوع ہونا چاہتی ہے مومن اس پوشیدہ قوت سے بھی واقف ہوتا ہے اسرار و رموز کائنات اس پر منور ہو جاتی ہین اور بغیر کتابوں کا مطالعہ کئے وہ عالم بن جاتا ہے. اور وہ کبھی باطل یا کفر سے نہیں ڈرتا اس کی زندگی میں انقلاب پیدا ہو جاتا ہے

اپنے قول اور فعل میں مطابقت ہوگی مخلوق سے محبت کرنے والا بن جایگا

98. جب ہماری دعاہوں سے قضا نہیں بدل سکتی تو پھر دعا کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

دنیا میں ہر قسم کی بے دینی اور خرابی کا سرچشمہ یہی غلط عقیدہ تو ہے کہ انسان اپنے آپ کو فاعل یا موثر حقیقی سمجھتا ہے لیکن دعا کرنے سے انسان کے اندر نہ کبھی تکبر پیدا ہو سکتا ہے اور نہ وہ صراط

مستقیم سے بھٹک سکتا ہے، دعا سے تم مشیت ایزدی میں مداخلت کرو یا خدا سے یہ درخواست کرو کہ وہ دنیا کا نظام تمہاری خواہش کے مطابق چلائے یعنی دعاؤں سے اللہ اپنے فیصلوں کو بدل دے بلکہ دعا سے مقصد یہ ہے کہ بندہ کے دل میں ہر وقت اپنی بندگی کا احساس پیدا ہوتا رہے. بندہ اپنے آپ کو فاعل یا موثر حقیقی نہ سمجھنے لگے. دعا اصل میں مذہب کی روح ہے حضور ﷺ نے فرمایا ہے الدعاء مخ العبادۃ: یعنی دعا عبادت کا مغز ہے. دعا جب مشیت ایزدی کے مطابق نہیں ہے تو وہ دعا قبول نہیں ہوتی لیکن ممکن ہے کہ خود تیرے اندر انقلاب پیدا ہو جائے تو اپنا رابطہ اللہ سے استوار کرلے اور یوں تیرے اندر اس کے قوانین کی اطاعت کا جذبہ پیدا ہو جائے اور اللہ کی محبت مین فنا ہو جاے کہ اپنی تمام آرزوں کو اس کی مرضی کے تابع کر دے یعنی کوئی آرزو باقی نہ رہے اور رضا کا طالب رہے اس کی مرضی اور اللہ کی مرضی میں ایک مطابقت اور یگانگ کی بدولت وہ خود قضائے حق بن جاتا ہے یعنی وہی کرتا ہے جو خدا چاہتا ہے اور خدا وہی حکم نافذ کرتا ہے جو وہ چاہتا ہے

99. بندے کی محبت خدا کے ساتھ ہونے کی کیا معنے ہیں؟

بغیر معرفت وادراک کے محبت نہیں ہو سکتی اسواسطے کہ انسان اس چیز سے محبت کرتا ہے جس کو پہچانتا ہے.

ہر ایک لذیز چیز لذت پانیوالے کے نزدیک محبوب ہوتی ہیاور اسکے محبوب ہونے کے یہ معنی ہیں طبیعت میں اسکی طرف میل ہوتا ہے طبیعت کا میل ایسی شئی کی طرف ہو جس سے لذت ملتی ہو اگر یہ میل طبیعت پختہ اور قوی ہو جاتا ہے تو اسکو عشق کہنے لگتے ہیں. محبت ثمرہ ہے معرفت کا جب معرفت نہ ہوگی تو محبت نہ ہوگی اور اگر معرفت ضعیف ہوگی تو محبت بھی ضعیف ہوگی اگر قوی ہو تو قوی ہوگی اسواسطے کے جو شخص اپنے رب کو پہچانیگا وہ اس سے محبت

کریگا اور جو شخص دنیا کو پہچانیگا اس میں زہد کریگا۔ معرفت کی زیادتی سے محبت زیداہ ہوتی ہے پس اگر تمکو سعادت ملاقات الٰہی سے مشرف ہونے کی طلب ہو تو دنیا کو پس پشت ڈالو اور ذکر دائم اور فکر لازم میں مستغرق رہو اس سے عجیب نہیں کہ کچھ نہ کچھ مل رہے اور اس تھوڑی ہی بس چیز کے عوض میں ایسی سلطنت ملیگی کہ جس کی انتہا نہو۔ جس نے معرفت کے طرف توجہ نہ کی گویا اس نے مشیت خدا سے اعراف کیا اور جو خدا کا منشا تھا اسے روگردانی کی خدا نے اس کو اپنی معرفت ہی کے لئے پیدا کیا معرفت بلا عبادت کے حاصل نہیں ہو سکتی اور عبادت سے مراد اللہ کے آگے ذلیل اور شکستہ ہونا ہے۔ معرفت کے بلند ترین مقام پر پہونچ کر حقیقت کے سمندر میں جا ملتی ہے جہاں نور ہی نور ہے۔

100. روح کیا شیء ہے؟

حکماء روح کو نفس ناطقہ کہتے ہیں اور جمہور کے نزدیک عقل کل ہے اور اطباء کی تفریح یہ ہے کہ جب غذا سے خون بن کر دل کے بائیں پہلو میں پہنچتا ہے اور پکتا ہے اور لطیف بخار ہو کر جگر میں پہنچتا ہے تو اُسکو روح طبعی کہتے ہیں......اور جب جگر سے دماغ میں آکر اعصاب مین دوڑتا ہے اسکا نام روح نفسانی ہے۔ اور جب اعصاب سے دل میں ہو کر بذریعہ رگوں تمام جسم میں سرایت کرتا ہے اسکو روح حیوانی کہتے ہین۔ اسکا منبع دل ہے یہ روح آفتاب جسم ہے جیسے چراغ خانہ یہ ارواح یعنی روح طبعی و روح نفسانی و روح حیوانی مخلوق ہیں اور فانی ہیں لیکن ایک روح انسانی ہے جسکو روح علوی یا روح اللہ۔ روح ربانی کہتے ہیں یہ امر رب ہے وہ اجسام میں داخل یا خارج ہونیسے منزہ ہے اور ادراکات شعور سے برتر و پاک ہے اہل شریعت اس روح کو امر رب اور اہل تصوف مظہر حق دسرّ ذات کہتے ہیں

101. درویش کس کو کہتے ہین اور فقیر کس کو کہتے ہیں؟

درویش وہ ہے کہ ظاہر و باطن میں لوح محفوظ اس کے مطالعہ میں رہے اور ہر ایک مقام کی خبر دے سکے۔ اور فقیر وہ ہے جو مولا کی راہ کے سوا کسی کو نہ جانتا ہو اللہ باقی ہوس جس کا خدا اس کا سب کچھ فقیر کو نفس پر قدرت حاصل ہوتی ہے مانگنے والے فقیر سے خدا کی پناہ مانگتا ہے۔

102. ایمان کسے کہتے ہیں؟

مان لینا اور سمجھ لینا ایمان ہے البتہ محبت کرنے کا نام ایمان ہے لفظ ایمان اگلے پیغمبروں کی زمانے میں نہیں تھا اس وقت لفظ مسلم تھا اور حضور ﷺ کی اُمت کا نام ہے اور حضور ﷺ سے محبت کرنے والے مومن ہیں ایمان کے مقابلہ میں کوئی شئی عزیز نہیں ہوتی کیونکہ ایمان دونوں جہاں میں کار آمد ہے

103. انبیاء علیہ اسلام کی تعداد کتنی ہیں اور صحیفے کتنے اُتریں ہیں؟

رسولوں کی تعداد تین سو تیرا یا پندرہ ہے۔ کُل صحیفے ایک سو چار نازل ہوئے آدم پر دس صحیفے۔ حضرت شیش پر تیس۔ حضرت ادریس پر دس۔ اور حضرت ابرھیم پر دس صحیفے اتریں

104. حضور ﷺ کے پاس وحی کس طرح آتی تھیں؟

تین طرح پر وحی الٰہی آتی تھیں۔ ایک گھنٹی کی آواز پر۔ دوسری فرشتے کی صورت پر جو مرد کیشکل میں آکر کلام کاتا ہے۔ تیسری قلب میں معانی القا ہونے سے۔ حضرت جبرئیل امین حضرت دحیہ کلبی کی صورت میں حاضر ہوتے تھے

105. اہل و عیال کے لئے کمانا کیا جہاد ہے؟

حضرت کعب بن عجرہ ؓ فرماتے ہیں حضور تاجدار مدینہ ﷺ کے پاس سے ایک آدمی گزرا صحابہ اکرام نے دیکھا کہ وہ رزق کے حصول میں بہت متحرک ہے اور پوری دل چسپی لے رہا

ہےتو حضور ﷺ سے عرض کیا اگراس کی یہ دوڑ دھوپ اوردل چسپی اللہ تعالی کی راہ میں ہو تی تو کتنا اچھا ہوتا۔اس پر حضور ﷺ نے فرمایا اگر وہ اپنے چھوٹے بچوں کی پرورش کے لئے دوڑ دھوپ کرر ہا تب بھی یہ اللہ کی راہ ہی میں شمار ہوگی اوراگر بوڑھے والدین کی خدمت کے لے کوشش کرر ہا تو یہ بھی فی سبیل اللہ ہی شمار ہوگی اوراگر اپنی ذات کے لے کوشش کرر ہا ہےاور مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے بچارہے تو یہ کوشش بھی فی سبیل اللہ شمار ہوگی البتہ اگر اس کی یہ محنت زیادہ مال حاصل کر کے لوگوں پر برتری جتانے اورلوگوں کو دکھانے کے لے ہے تو ساری محنت شیطان کی راہ میں شمار ہوگی.

مومن کی پوری زندگی عبادت ہےاور اس کا ہر کام باعث اجر وثواب ہے جبکہ یہ سارے کام سنت کے مطابق ہوں.اسلام میں زہد وتقوی اور عبادت کا جو وسیع تور ہے وہ اس حدیث سے بخوبی واضح ہوتا ہے.ایک اور حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا مومن آدمی اپنی ذات پر اپنی بیوی پر اپنے بچوں پر اور ملازموں پر جو کچھ خرچ کرتا ہے وہ سب صدقہ اور عبادت ہے جس پر اسے اجر ملے گا.

106. اللہ تعالی نے جس فطرت پر تمام کائنات کی تخلیق کی ہےاور جس طریقہ کو اپنے کارخانے کے چلنے کا ذریعہ بنایا ہے کیا وہ شہوت ذلیل اا ور ناپاک ہے؟

حق تعالی اور انسان کامل میں مناسبت ہے انسان کامل وجود حق کی جوڑی ہے تصویر ہے جیسے عورت۔مرد کی،مرد اپنے رب کا مشتاق ہے جو اُس کی اصل ہےاور عورت مرد کی مشتاق ہے جو اُس کی اصل ہے .اللہ نے عورت کو مرد کا محبوب بنا دیا ہے جس طرح اللہ انسان کامل کا محبوب ہے اس سے معلوم ہوگیا کہ مرد کو اپنی جزسے محبت ہے یعنی عورت سے اور خدا کو مرد

سے محبت ہے جس سے مرد وجود مین آیا

انسان کے قلب میں محبت وعشق کا جود مادا رکھا گیا ہے محض فعل کا ہی تقاضہ نہیں کرتا بلکہ ایک دائمی اور قلبی اور روحانی لگاو ہے۔عورت اور مرد کا ملن محض لطف اور لذت کے لے ہی نہیں بلکہ قدرت نے کہیں بھی لطف ولذت کو مقصود بالذات نہیں بنایا ہے وہ تو نوح انسانی کو باقی رکھنے کے لے لطف ولذت کو محض چاشنی کے طور پر لگا دی ہے تا کہ وہ اس خدمت کو غیر کا نہیں بلکہ اپنا کام سمجھ کر انجام دے۔فطرت نے عورت و مرد میں ایک دوسرے کی جانب میلان رکھا ہے حاصل یہ کہ محبت ایک فطری اور غیر اختیاری شئی ہے.

انسان کا اپنی بیوی کو چاہنا بھی اتباع خداوندی ہے خدا نے مرد کو چاہا تو مرد نے بھی عورت کو چاہا" تخلقوا بل اخلاق اللہ" یعنی اللہ کے اخلاق پیدا کرو.

جب مرد کو عورت کی محبت فطری ولازمی ہے تو اس نے وصال اور بلکل ایک ہو جانے کو چاہا اس عنصری ور مادی دنیا میں ایک ہوجانے کا طریقہ نکاح کے سوا نہ تھا یہی وجہ ہے کہ شہوت وشوق تمام اجزا میں پیدا ہوتا ہے وقت شہوت اس پر فنا اور بیخودی چھا گی اور بندہ نے غیر خدا کی طرف توجہ کی اور پھر سمجھا کہ وہ غیر خدا سے لذت پا رہا ہے۔لہذا حق تعالی اپنے بندے پر بڑا غیور ہے اُس کو غسل یعنی نہانے کا حکم دے کر پاک کر دیا تا کہ طہارت بھی کامل ہو.

انسان کا ظاہر خلق سے ہے اور باطن حق سے ہے انسان کامل اپنی بیوی کو مرتبہ کی وجہ سے دوست رکھتا ہے کیونکہ (عورتون میں شہود حق کامل طور پر ہوتا ہے) کیونکہ حق تعالی مادہ اور اصل سے مجرد ہو کر کبھی نہیں مشاہدہ نہیں کرسکتا اور مشاہدہ ہوسکتا ہے تو صرف مادے میں تو عورتوں مین شہود کامل ہوتا ہے۔یہ عورتوں کی محبوبیت کیوں ہے اصل مین کُل کو جز محبوب ہی

ہوتا ہے.

اللہ تعالی نے فرمایا نفخت فیہ من روحی میں نے اس میں اپنی روح پھونکا تو در حقیقت وہ اپنا آپ ہی مشتاق ہے یعنی بندہ اس کی روح ہے اور وہ انسان کی ملاقات کا بڑا اشتیاق ہے انسان ہی میں سے یعنی آدم میں سے اُس کی صورت شکل کے ایک دوسرے انسان کو پیدا کیا یعنی ؑ حوا ؑ

جو اپنی بیویون کو اس طریقہ سے اور حیثیت سے محبت کرے تو وہ خدا ہی کی محبت ہے اور جو صرف لذت اور لطف کی غرض سے کرے تو وہ ایک قسم کا حیوان ہے وہ محبت صورت بے روح ہے صرف شہوت اور لذت رانی کی خاطر مگر وہ نہیں جانتا کہ طلب کس کی ہے یہ شوق کس کے لئے ہے یہ اپنے حال سے اتنا جاہل ہے حقیقت عشق محبت ذاتی ہے مرد میں محبت بن کر جلوہ گر ہے اور عورت میں محبوب بن کر نمودار ہے عورت مین مرد اپنی خوشبو محسوس کرتا ہے کیونکہ وہ مرد کے لے بنی ہے.

آج زمانہ عورتوں کو آزادی کے نام پر گھر کے باہر آنے پر مجبور کر دیا ہے تا کہ وہ اپنی ہوس پوری کر سکے صابون سے لیکر ہر چیز بکانے کے لے آج عورتوں کو اڈورٹیزمنٹ میں استعمال کیا جا رہا ہے. چھوٹی چھوٹی باتوں پر اُس کو مارا جاتا ہے جلایا جاتا ہے طلاق کی دھمکی دی جاتی ہے. انسان سمجھ نہین سکا عورت کا مقام اور اس کا مرتبہ.

اتحاد۔فنا۔وصال سب نکاح میں حاصل ہوتا ہے اس لئے حضور کریم ﷺ نے اپنی بیویوں سے محبت کی اور فرمایا مجھے تماری دنیا سے تین چیزیں محبوب ہیں ۔عورت۔خوشبو۔میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے.

حضرت نے پہلے عورتوں کا ذکر فرمایا ہے اور بعد میں نماز کا اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت مرد کا جز ہے اپنی اصلی ظہور میں اور مرد جز ہے حق تعالی کا۔معرفت خود معرفت رب ہے.

107. توکل کس طرح کرنا چاہئے؟

کاشتکار خوب زمین جوتے اور بیج ڈالنے کے بعد اللہ تعالی کی رحمت کی بارش کا انتظار کرے اور ایک ترک عمل کرے اور پھر رحمت کی امید رکھے یہ ایسا ہے کوئی کاشتکار بیج تو نہ ڈالے اور کھیتی کا امیدار رہے یہ حقیقت میں غرور اور دھوکہ ہے اور یہ کہے کہ اللہ بڑا کریم ہے بے عمل پر بھی فضل فرما دیتا ہے یہ خوف نہیں بزدلی ا اور غرور ہے.

ہندو فقیروں کے بعض حالات

ہنود کے مبتدی کو ابتدائی تعلیم بالکل گمراہی طریقہ پر ہوتی ہے یعنی تصور کس دیوتا کا جو کہ خدا سمجھا جاتا ہے اور اسکو یہ ہدایت ہوتی ہے کہ اسکو خدا سمجھو جب ایک عرصہ گذر جاتا ہے اور اسکو مشق ہو جاتی ہے تو پھر اسکو دیکھ لیتے ہیں اس عرصہ میں معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ کس قدر مستقل مزاج اور اپنے گرو کا اطاعت گذار ہے پھر اسکو ترقی دیتے ہیں اور اس خیال سے واپس کرتے ہیں کہ کیونکہ اسوقت اسکو اتنی سمجھ ہو جاتی ہے کہ وہ سمجھ لیتا ہے کہ یہ خدا نہیں ہے خدا کوئی اور ہی شئی ہے مگر اپنی زبان سے بسبب رعب گرو کے کس سے نہیں کہتا اور یہ ظرف بھی اُسکا دیکھ لیا جاتا ہے کہ باوجود کہ وہ خدا کو اتنا پہچانتا ہے کہ مخلوق کو خدا نہیں سمجھتا. مگر گرو کی اطاعت فرض سمجھ کر مجبوری سے خاموش رہتا ہے ان امور کی محسوس کر کے گرو اسکو آگے تعلیم دیتا ہے مگر ہر ایک چیلے کو اپنے گرو کی بہت خدمت کرنا پڑتی ہے اور سالہا سال ایسی شدید خدمت و اطاعت لیتے ہیں کہ ہزاروں میں ایک وہ رہجاتا ہے

جس طرح تصوف اسلام میں ذکر وفکر دو چیزیں ہیں اس طرح ہنود میں بھی دیہان وگیان دو چیزیں ہیں بغیر فکر کے یعنی بغیر سمجھے کوئی ذکر وشغل بیکار ہے. چناچہ مبتدی کو سمجھ سے کوئی مطلب نہیں ہوتا صرف وہ کام یا ذکر وشغل یا دیہان کرتا ہے. جو اسے تعلیم کرادیا جاتا ہے جب خود اسکو اتنی سمجھ ہوتی ہے کہ اپنے شغل کے آغاز وانجام کو سمجھنے لگتا ہے تو اسے گیان پیدا ہو جاتا ہے اس وقت پھر وہ آگے بڑھا جاتا ہے اور یہ یہی سمجھ لینا چاہئے کہ محض علم کو گیان یا فکر نہیں کہتے صرف علم سے کچھ فاہدہ نہیں ہوتا اور علم وفکر مین فرق یہ ہے کہ بعد عمل کے یا عمل کیوجہ سے جو علم حاصل ہوتا ہے اسے اہل ہنود گیان یا عرفان کہتے ہین اور اصلی اور سچا علم وہی ہے یا ذاتی علم اسکو ہو کسی کی زبان سے سن لینے سے بلا ذاتی تجربہ کے جو علم ہوتا ہے وہ بیکار ہوتا ہے. یہ علم اسقدر روشن اور سچا ہوتا ہے کہ اس میں شک وشبہ کس قسم کا نہیں رہتا بلکہ اسکو مرتبہ عین الیقین کہتے ہیں اور یہ مرتبہ بغیر ذاتی تجربہ کے حاصل نہیں ہوتا جیسا کہ حق القین والے کا درجہ عین القین والو کو نہیں ہوسکتا

اہل ہنود چونکہ حضرت ﷺ سے تعلق روحانی نہیں ہوتا وہ صرف موحد ہوتے ہیں توانکے وہ مراتب نہیں ہوتے جو اولیا اللہ کے ہوتے ہیں وہ اس جگہ پر نہیں پہونچ سکتے جہاں ان لوگوں کی آمد ورفت ہوتی ہے چنانچہ اکثر موقوں پر مقابلے ہوئے ہیں اور دونوں نے ایک ہی مرتبہ پر بظاہر اپنی اپنی رسائی دکھائی لیکن نتیجہ اور انجام کار مین فرق ہوتا ہے ایک فقیر ہندو اور ایک صوفی نے اپنے آپ کو جلا دیا لیکن صوفی کی خاک سے خوشبو گلاب کی بو آتی تھی اور ہندو جوگی کی خاک سے چراند کی بو آتی تھی اس سے معلوم ہوا کہ کہیں پر جاکے کوئی نہ کوئی فرق ضرور ظاہر ہوتا ہے اُن کو توکل کامل نہیں ہوتا لیکن موحد ضرور ہوتے ہیں. بعض فقرا ہنود مین بھی

اس راز سے واقف ہوگے ہیں جیسے کہ گرونانک جو آنخضرت ﷺ کے مرتبہ سے اسقدر واقف تھے کہ اپنے ملفوظات مین آنخضرت ﷺ کی تعریف کر گئے ہیں

اہل ہنود کی یہ عادت ہے کہ ہر ایک تعلیم کو خواہ وہ کیسی ہی ضروری ہو مثل ایک راز کے پوشیدہ رکھتے ہیں۔ اہل ہنود جو ان کرامات پر حاوی ہوتے ہیں انکے اشغال میں اگرچہ اذکار نہیں ہوتے مگر انکے معنی وہی ہیں جو توحید سے متعلق ہیں شرک و بدعت وغیرہ انکے یہاں نہیں البتہ مبتدی کو وہ باتیں سکھائی جاتی ہیں اور ایسی ہدایتن جو بظاہر شرک معلوم ہوتی ہیں مثلا انسے یہ کہا گیا کہ کرشن کی پرستش کرو اور انکو خدا سمجھ کر انکا تصور دل میں جماو لیکن چند روز کے بعد جب ان پر کرشن کی حقیقت منکشف ہو جاتی ہے تو پھر وہ آگے بڑتے ہیں یہاں تک کہ ان میں سے منتہی وہی ہے جو موحد ہو جاتے ہیں ااور گرونانک اور بودھ مذہب کے ریاض بھی موحد ہوتے ہیں. مگر جب تک وہ مبتدی رہتے ہیں اس وقت تک ضرور گمراہ رہتے ہین۔ اور انصااف تو یہ کہتا ہے کہ صصوفیہ اکرام میں بھی بعض خاندان ان ہی اصول پر چلتے ہیں یعنی پیر پرستی پہلے اختیار کرتے ہیں جب اس مقام کو طے کر لیتے ہین تو پھر رسول پرستی اور اسکے بعد خدا پرستی ابتدا میں مبتدی اپنے مرشد ہی کو گویا خدا سمجھتا ہے مگر مبتدیاں ہنود اور مبتدیاں تصوف میں اتنا فرق ضرور ہے کہ صوفیہ کی اگرچہ ابتدا ہوتی ہے مگر پھر بھی وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم خدائی قربت کے لئے یہ اصول اختیار کر رہے ہین اور ان کو ابتدا ہی سے خدا ہوتا ہے مگر اہل ہنود مین ابتدا یہ بات نہیں ہوتی اور یہ نیت نہیں بلکہ بعض کو علم بھی نہیں ہوتا اور جب ترقی کرتے ہیں تو علم ہوتا ہے اور علم عمل کے ساتھ ہوتا چلا جاتا ہے.

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قصیدہ

ارے دل خدا کو کہاں ڈھونڈتا ہے　　خدا خودخودی میں چھپا بولتا ہے

میں شہ رگ کے نزدیک رہتاں تیرے　　کلام خودی میں خدا بولتا ہے

شراباً طہورا تو جلدی سے پی لئے　　میں روشن ہوں تجھ میں خدا بولتا ہے

نہیں ہے بھروشہ یہ دو دن کا تجھکو　　تو ہوشیار ہو جا خدا بولتا ہے

الف آیا نکتے سے بنکر جہاں میں　　الف، لام، میم، خود خدا بولتا ہے

تو مرشد سے پالئے یہ تینون حرف کو　　عبث تو ہو گا خدا بولتا ہے

جو پُتلے کو سجدہ کرا کر ملک سے　　تھا آدم میں خود میں خدا بولتا ہے

تھا گنج خفی میں بنکر احد میں　　خود احمد ہو آیا خدا بولتا ہے

وہی کُلِ شَیٔ میں چھپکر جو مین نے　　بشر بنکے آیا خدا بولتا ہے

تم جیسا دفن ہوتے ویسا ہی میں بھی　　دفن خاک میں ہوں خدا بولتا ہے

میں بنکر کھلاڑی سبھی کھیل کھیلا　　ہر پردے میں آ کر خدا بولتا ہے

حکومت میں کرتا ہوں مرشد میں آکر　　ہوں آقا میں بندہ خدا بولتا ہے

وہ پردہ دوئی کا اٹھا دیکھو دلمیں　　بنا گھر ہے میرا خدا بولتا ہے

نہ ہرگز جدا ہوں محبّو تم میں سے　　فنا ہو کے دیکھو خدا بولتا ہے

منوّر کا سایہ رہے سر شرّر کے　　دعا کر خدا سے خدا بولتا ہے

قصیدہ

صورت میرے مرشد کی دیوانہ بناڈالی　　وہ جام اُلفت نے مستانہ بناڈالی

ظاہر کا کیا کعبہ تیار آب و گل سے　　باطن میں جان ودل کا نورانہ بناڈالی

ساقی تری نظروں کے قربان دل وجان سے　　لب کا تیرے پیمانہ میخانہ بناڈالی

الفُت نے تری آقا بے چین کیا ہر دم　　مجھکو وہ شمع رُخ کا پروانہ بناڈالی

ترے عشق میں اے آقا گلے بیچ ڈال کفنی　　بنوا کے فقیر مجھ کو شاہانہ بناڈالی

کعبہ میں نہ کاسی میں تیرا پتہ ملا ہے　　دکھلا کے جھلک دل کو بتخانہ بناڈالی

منوّر نے دکھا جلوہ اس نور مصطفےٰؑ کا　　بے خود بنا شرّر کو مردانہ بناڈالی

قصیدہ

احد احمدؑ کا راز کیا جانے　　ہے کہاں کارساز کیا جانے

کون آدم میں تھا نہیں معلوم　　زاہد خشک ساز کیا جانے

کملی والے کو کوئی کیا سمجھے　　ان کا راز و نیاز کیا جانے

سجدہ کرتے ہیں وہ تصور میں　　شیخ ان کی نماز کیا جانے

دید مرشد کی عید ہے ان کی　　دید بازروں کا راز کیا جانے

دل کے دو حرف بھی جدا دیکھو　　دل کی کوئی نماز کیا جانے

مست بیخود منوّر ہے اپنا　　اس کا راز و نیاز کیا جانے

قصیدہ

پتلی میں آنکھ کے میرے تو گھر بنا دیا — ظاہر ہے سب کے روبرو کب ہے چھپا دیا
آدم کو فخر کیوں نہ ہوں اس ذات پاک کا — حور و ملک سے خاک کو سجدہ کرا دیا
کہتا ہے بارہا نہیں شہ رگ سے ہوں قریب — اس بات کو قرآن نے پہلے سنا دیا
آدم کا ہے وجود وہی واجب الوجود — قطرے کو اس نے آن میں دریا بنا دیا
دیدار حق ہے دنیا میں محشر نہ کر خیال — مَنۡ کَانَ ھٰذہ کو تو ہر جا دکھا دیا
منصور کہہ دیا تھا انا الحق زبان سے — سولی چڑھا تماشہ زبان کا دکھا دیا
موسیٰ کو تاب تھی کہاں جلوہ کے یار کی — بیہوش تھے کلیم تو سینہ جلا دیا
کیا شمس نے کی جو خطا قم ہے انہیں فقط — اس واسطے تو پوست انہیں کا کھینچا دیا
خاکی میں جلوہ ہو تو انکار کر جدا — شرع پہ لا کے ہم کو تو کیا کیا ستا دیا
واللہ کچھ خیال نہیں ہے تیرے سوا — یہ رمز کو تیرے تو ہیاں قرآں گواہ دیا
بدنام کر رہا ہے تو منوؔر کو ہر جگہ — گوہر نے اس کو تیرا ہی سودا بتا دیا

قصیدہ

خودی بھول کر خدا چاہتا ہوں — نہ پوچھو مجھے مین کیا چاہتا ہوں
یہ زر زمیں فرزند سے غرص کیا — مین سبھی کھو کے پتہ چاہتا ہوں
بنا اپنے در کا میں تو پوجاری — عبادت کا تصور مین مزہ چاہتا ہوں
ہوں تیرے در کا سائل میرے آقا — میں بقا چاہتا ہوں نہ فنا چاہتا ہوں
چنوؔر دو دن کا بھروسہ کیا تجھکو — وہ دیدار حق کا لقا چاہتا ہوں

شام وسحر

یا نبیؐ آؤ ادھر ایک نظر دیکھ تو لو — دل ہے سینے میں تپاں نکلے شؔرر دیکھ تو لو
فرش پر آنکھیں بچھی بستر بنائے رکھے — قدم کو رکھئے ہوئے میرے دلبر دیکھ تو لو
چھاتی پکڑئے ہوئے رو رو کے کہتا ہے دل — گھر چمکاتے ہوئے میرے اختر دیکھ تو لو
کسکی تصویر بنی آئینہ دل مین آقا — ہے تصور کس کا جما دل کے گوہر دیکھ تو لو
آپ تو غیر نہیں ہم سے یہ پردہ کیسا — سامنے آ کے ذرا میرے منوؔر دیکھ تو لو
کھائے ہیں سر کی قسم میثاق کے دن ہم تو — دست بیعت کئے ہے اپنا امر دیکھ تو لو
جذبہ عشق میں بھولا ہے سب کچھ امر — چنوؔر اب تو ذرا دیدہ تر دیکھ تو لو

قصیدہ

جسکو عبد رب کی جو پہچان ہے — وہ بڑا درجے میں انسان ہے
کھانا سونا دنیا کرنا شوق ہے — اس کو سمجھو وہ بڑا حیوان ہے
مکر و حیلہ کرنے والا اس جہاں کے درمیاں — جانیو اس کو بڑا شیطان ہے
مَن عرف اور قدَ عرف کو جس نے جانا ہے یہاں — وہ کریم ہے وہ رحیم ہے وہی جو رحمنٰ ہے
کلمہ پڑھتے ہیں مسلماں کلمے کو سمجھے نہیں — کلمہ کی کل کو جو سمجھا وہی باایمان ہے
آپ آپنے کو جو سمجھا وہ خود کو کھو دیا — منزل محبوب میں وہ خود بنا سبحان ہے
رب سے رب کو دیکھ لیتا جو کوئی — اسکو سمجھو وہ شب معراج کا مہان ہے
بند کر آنکھیں شؔرر حرف منوؔر پڑتے جا — دل میں بنجا یہگے کئے دیوان ہے

ہلال مدینہ

نظاروں میں آئے ہلال مدینہ   ہے آنکھوں کو ٹھنڈک جمال مدینہ

آن کے حسن کا پرتو ہے سارا زمانہ   وہ شمس و قمر ہے جلال مدینہ

سمک سے سما تک روشن ان سے   ہے چشم و چراغ خیال مدینہ

نہیں ان دیگر کوئی اور حسین   ہیں وہ چشمک خصال مدینہ

جو دیکھے انہی کو اُنہیں کا ہوا ہے   ہیں مست نازلا زوال مدینہ

چشم دریدہ ہے چنوؔر الفت میں اُن کے   چشم خانئہ حسرت قال مدینہ

قصیدہ

خیال خوب میں تیرا شُباب اچھا ہے   نظر کے آگے تو آلا جواب اچھا ہے

تصور اب تیرا ہم تو جمائے بیٹھے ہیں   حشر محشر میں رُباب اچھا ہے

نہ سرخ ہوگا کہیں آفتاب قیامت میں   جلال آفتاب قہاب اچھا ہے

کیا تجھ کو خبر نہیں میری ائے میرے جاناں   صنم کی شکل کا محتاب اچھا ہے

کبھی نہ بھولنگا میں یہ عہد و پیاں کو   ازل سے ابد تک تیرا شُباب اچھا ہے

محوئے یار چنوؔر میں کیوں سمائے ہو   حسین چہرہ کا اب رُباب اچھا ہے

قصیدہ

اَنتَ اَنَا کا مشردہ سنا ہے   اس کا حافظ میرا خدا ہے

گل گلزار اس کو بنا دئے   باغ فردوس کی تو ہوا دئے

ایک نیاء رنگ اسکا دکھائے   اس کو جہاں میں زیبا کرادئے

یہی تیرے ہی گھر کی ضیاء ہے   اس کا حافظ میرا خدا ہے

دُر یکتا ہے سروری گھر کا   ایک سر ہے قادری سر کا

نہ جانے نہ دیکھے نسیّر کا   خاک پا ہے چنوؔر اس در کا

یہ سب تیری عطا ہے   اس کا حافظ میرا خدا ہے

قدرت کے نظارے

قدرت کے سب نظارے خاکی بدن دیکھا   صدقے شرؔر کے جاؤں آپ آپن دیکھا

قوسین سے ملا ہمیں شرؔر سے ثبوت   لاہوتی سیر کر کے نوری بدن میں دیکھا

لوح و قلم عرش و کرسی پل صراط   ایک پل میں دو جہاں کو اس ناخن میں دیکھا

انت انا کا راز دست ید اللہ میں   پردہ اٹھا کے میم کا   میں دیکھا

پھر بھی ہے بے چوں باچوں گنج خفی میں مخفی   کرتا ہوا کرشمے آپ آپن میں دیکھا

سالار دو جہاں سرکار مدینہ   طیبہ کا چاند میں نے میرے ہی من میں دیکھا

زاہد کو کب خبر ہے وہ کور باطن ہے   دنیا کی دھن میں وہ کیا خاک تن میان دیکھا

گر دیکھنا حق کو آ سر جھکا دے زاہد   تعظیمی سجدہ کر کے آدم کے مین میں دیکھا

نہ تھا درس حق کا ہر ایک نفس روح پر   جو دیکھا نبیؑ کو میرے ہی دُھن مین دیکھا

یہ راز مخفی سب کو ملتا نہیں جہاں میں   چنوؔر خودی کو کھو کر ھو ھو کے دھن میں دیکھا

نعت رسول

ہے نظر میں جمال حبیب خدا / ان کی تصویر سینے میں موجود ہے
جس نے لاکر کلام الٰہی دیا / وہ محمدؐ مدینے میں موجود ہے
پھول کھلتے ہیں پڑھ پڑھ کے صلِّ علیٰ / جھوم کر کہہ رہی ہے یہ باد صبا
ایسی خوشبو چمن کے گلوں میں کہاں / جو نبیؐ کے پسینے میں موجود ہے
چھوڑ نا تیرا طیبہ گوارہ نہیں / ساری دنیاں میں ایسا نظارہ نہیں
ایسا منظر زمانے میں دیکھا نہیں / ویسا منظر مدینے میں موجود ہے
ہم نے مانا کہ جنّت بہت ہے حسیں / چھوڑ کہ ہم مدینہ نہ جائیں کہیں
یوں تو جنت میں سب ہے مدینہ نہیں / اور جنت مدینے میں موجود ہے
ہے نظر میں جمال حبیب خدا / ان کی تصویر سینے میں موجود ہے

نور خدا

کب نور خدا سے ہے جدا نور محمدؐ / ہے نام خدا نور خدا نور محمدؐ
ہے اول مخلوق خدا نور محمدؐ / کچھ ہی نہ تھا اللہ تھا یا نور محمدؐ
منظور ہدایت ہے دکھاتا ہے رہ راست / ر آنکھ کی پتلی میں چھپا نور محمدؐ
کیا پیدا کیا پہلے یہ جبرئل نے پوچھا / اللہ تعالیٰ نے کہا نور محمدؐ
جب کچھ بھی نہ تھے شمس وقمر ارض والسموات / تھا عرش پہ قندیل نما نور محمدؐ
جو محفل میلاد کے منکر ہیں وہ دیکھیں / اس بزم میں ہے جلوہ نما نور محمدؐ
اکبر کی سیہ کاری سے گل شمع لحد ہے / ہو جائے یہاں روشنی نور محمدؐ

منقبت حضور غوث اعظم

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا / اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا / اولیا ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا
کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا / شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کُتا تیرا
مصطفیٰ کے تن بے سایہ کا سایہ دیکھا / جس نے دیکھا مری جاں جلوہ زیبا تیرا
کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابن ابی قاسم ہے / کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا
اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے / حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا
میری قسمت کی قسم کھائیں سگان بغداد / ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا
تیری عزت کے نثار اے مرے غیرت والے / آہ صد آہ کہ یوں خوار ہو بروا تیرا
بد سہی چور سہی مجرم ناکارہ سہی / اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کرما تیرا
مجھ کو رسوا بھی اگر کوئی کہے گا تو یونہی / کہ وہ ہی نا دہ رضا بندہ رسوا تیرا
فخر آقا میں رضؔا اور بھی اک نظم رفیع / چل لیکالائیں ثنا خوانوں میں چہرا تیرا

قصیدہ

کلمہ کن کی ابتدا کیا ہے   لفظ وھو کی انتہا کیا ہے
نا کہاں لفظ کن کہا تم نے   موجب اس کا کہو بھلا کیا ہے
اور اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ بولے   پھر کہا تم نے جو بلا کیا ہے
تم نے جب پردہ خودی توڑا   بیخودی میں کہو رہا کیا ہے
مل گئے جب کہ عاشق ومشعوق   درمیان اونکے اب حیا کیا ہے
سجدہ کرتے ہو کسکو صبح وشام   شیخ جی تم کہو خدا کیا ہے
بندگی تم نے کی جو مدت سے   اوسمیں تم کو کہو ملا کیا ہے
نہیں دیکھے خدا کو نا سمجھے   ہاے قرآن میں اَینما کیا ہے
ہم کو حاصل ہمیشہ ہر شئی سے   حق کی دیدار کے سوا کیا ہے
معنی کن جو پوچھے اوس کو کہو   صورت مصطفٰے بھلا کیا ہے
سچ کہو حق کی دید میں شہمیر   تم نے دیکھا ہے کیا سنا کیا ہے

قصیدہ

گنج خفی سے یار وحدت کے مکان میں آیا ہے   یوسف بنکر بکنے کو کثرت کے دکان میں آیا ہے
اول آخر ظاہر باطن قدیم وحادثو واجب وممکن   تو ہی بنکر شوق سے اپنے دونو جہاں میں آیا ہے
نحن اقرب پڑھ کر سنایا لیکن ہر جا آپ ہی آیا   انسان حیوان بنکے دکھلایا صورت جان میں آیا ہے
دار بنا منصور بنا تو مفتی بنکر فتوے دیا تو   کہنے انا الحق شکل زبان عاشق کے دہان میں آیا ہے
عرش وکرسی مین نہ سمایا کون ومکان میں بھی نہ رہا   مسجد وبتخانے میں نہ آیا دلکے مکان میں آیا ہے

خوب ہی تو اور خراب تو ہی ذرہ تو خورشید بھی تو   سید ہاشل تیر بنا تو خم کے کمان مین آیا ہے
امیر تو ہی فقیر تو ہی شاہ وگدا بھی تو ہی ہے   شاعر یکتا بنکر تو شہمیر کی شان مینا آیا ہے

قصیدہ

انسان کو سمجھے ہیں کہ ایک پتلا ہے خا کی   سمجھے ہی نہیں اوسمیں خدائی ہے خدا کی
مین کونکیا ہوں مین کہاں ہوں نہین معلوم   میرے سے عیان دیکھے قدرت ہے خدا کی
مین نے جو ارادہ کیا وہ کر کے دکھایا   قدرت ہے یہاں کسکو کہو چون وچرا کی
عشاق کو یکدم میں ہی کر لیتا ہوں مائل   تاثیر مرے میں ہے بھری کاہ ربا کی
قرآن مری وصف ہے اور مدح وثنا ہے   قدرت ہے بلا کسکو کہو وصف وثنا کی
نکلا جو کبھی سیر کو میں اپنے مکان سے   ظاہر کیا دنیا کو دیا حشر بپا کی
لولاک سخن میرا ہے اور شان ہے میری   پیدا ہوی میرے سے خدائی ہے خدا کی
تھا بھید خدا ہی کا گھون کھاے جو آدم   انصاف سے کہنا کہ بھلا کیا ہے خطا کی
جب وصل ہوا عاشق ومعشوق کا بیرنگ   ہر سمت سے آتی تھی صدا اَنْتَ اَنَا کی

قصیدہ

بندہ کو اور خدا کو سمجھو نہ تم جدا ہے   دیکھو یہ میری صورت آہینہ خدا ہے
من عرف نفسه اور قد عرف ربه کی   کھوئی خودی کو ہم نے جب سے سنی ندا ہے
واللہ معکم آئی آیت ہے اس سخن پر   پہلو سے یار میرا یکدم نہیں جدا ہے
سنتے ہیں سب خلائق لیکن نہیں ہے معلوم   کس جا سے آرہی ہے کن کی جو یہ صدا ہے

یک نازپرہزاروں جان دے رہے ہیں عاشق — جان بخشی ہے اونکو وہ کیا تیری ادا ہے
نور خدا نبی ہیں نور نبی ہیں افضل — قربان جان انپر اور دل مرا فدا ہے
جو ہے مخالف دین بیشک وہ گمرہی ہے — جو ہے رہ شریعت وہ ہی رہ ہدا ہے
شہمیر اَینما کی آیت سے ہے یہ ثابت — مخلوق میں ہے خالق اور خلق مین خدا ہے

رسول اللہ

نور پاک خدا رسول اللہ — سرور انبیا رسول اللہ
نہ ہوا کوئی اور نہیں ہوگا — پھر نبی آپ سا رسول اللہ
حق نے فرمایا صاف قرآن میں — خاتم انبیا رسول اللہ
یہی حسرت ہے دلمیں روز جزا — رہوں زیر لوا رسول اللہ
مجرموں کی نجات کے خاطر — ہیں شفیع الورا رول اللہ
ہر گھڑی لاکھ بار حق کا سلام — تم پہ نازل ہوا رسول اللہ
کیون نہ بخشے گا حق تجھے برہان — جب کہ جدا ہے تیرا رسول اللہ

قصیدہ

تیرا خدا ہے جو کہ تیرے سے جدا نہیں — جو کوئی جدا تجھ سے وہ تیرا خدا نہیں
ہے آفتاب روز سے یکدم نہین جدا — گر ہو جدا تو جان وہ شمس الضحٰی نہیں
تیرا نبی نہیں ہے تیرے سے علیحدہ — جو ہے علیحدہ وہ پیمبر تیرا نہیں
جیسا کہ اصل چھاوں سے یکدم نہیں جدا — گر ہو وجدا تو اصل وہ اوس کا نہیں
جو رہنما تیرا ہے تیرے ساتھ ہے مدام — گر ہو نہ تیرے ساتھ تیرا رہنما نہیں

بیدل کے ساتھ جو کہ رہے دلربا مدام — نا ہوا گر وہ ساتھ تیرا دلربا نہیں
کہتے ہیں جسکو خلق محمد وہ ہے خدا — یعنے خدا جدا و محمد جدا نہیں
مقصود یہ کہ یوں ہی محمد نہیں خدا — گر یہ یقین نہیں وہ راہ ہدا نہیں
جسکو بہکاتے ہیں خدا کر تمام خلق — بیشک محمد عربی ہے دوجا نہیں
جب تک نہ پائے پیر نہ سمجھے یہ بھید کون — جز پیر کس پہ ہے یہ معما کھلا نہیں
جب پائے گا تو پیر کو ہو پیر میں فنا — غیر فنا تو ہوئے حصول بقا نہیں
ہو پیر پر سدا ستو دل و جان سے فدا — تپ پائے گا خدا وہ خدا کے سوا نہیں
کب ہے مرید بلکہ وہ شیطان ہے مرید — کوئی ایک مرید پیر پہ اپنے فدا نہیں
صورت میں تیرے میر ہوا پیر جلوہ گر — اسکا انا ہے تجھ میں یہ تیرا انا نہیں

قصیدہ

خدا ہے کس سے جدا خود کو جو جدا سمجھا — نگار صورت مرشد کو مصطفٰا سمجھا
جو اپنے آپ کو منصور نے فنا سمجھا — چڑھا وہ دار پہ جب معنی بقا سمجھا
نفخت فیہ نہ سمجھا نہ نحن اقرب کو — تو پاس یار کو ابتک نہ اے دلا سمجھا
تو آپ یار ہے اپنا تو ڈھونڈھتا ہے کسے — کہ من عرف کے تئین ہائے ناروا سمجھا
کوئی سمجھتا ہے احمدؐ کو عبدہ بالکل — خدا رسیدوں نے اوس ذات کو خدا سمجھا
جو اپنے آپ کو سمجھا نہ یار کو سمجھا — سمجھ پہ خاک پڑے اوسکے جو برا سمجھا
سمجھ نہ آپ کو ضامنؔ مٹادے اپنی خودی — ہزار بار تجھے تو یہی دیا سمجھا
اللہ کی فطرت میں بندہ نظر آتا ہے — بندے ہی کی صورت میں اللہ نظر آتا ہے

تو کلمہ طیب پڑھ دل تیرا بنا طیب تب دل میں تیرے سرّ طیبہ نظر آتا ہے
لا کیا ہے بلا اس کو پہچان فنا کردے تب تجھ کو الہ کا نقشہ نظر آتا ہے
جب نور الہ سے دل تیرا بنے روشن تب اسمیں الا اللہ کا جلوہ نظر آتا ہے
با میم احد کا جب سمجھیگا معّما تو تب تجھکو محمدؐ کا رتبہ نظر آتا ہے
تشریح رسالت کر مقصود خودی پالے تب نور مجرد کا جلوہ نظر آتا ہے
فطرت کو ولیؔ تیری فاطر میں فنا کردے تو ہو جا فنا فی اللہ اللہ نظر آتا ہے

فیض مرشد

فیض مرشد ہو تو کافر بھی مسلماں ہو جائے ذرہ خورشید بنے مور سلیماں ہو جائے
رخ مرشد کا ہو گر مصحف فاض نصیب حفظ کر دید کا وہ حافظ فرقان ہو جائے
دولت عشق ملے عشق میں کامل یوں بنے دار کے زینے پہ چڑھ واصل سبحاں ہو جائے
خود شناسی میں خدائی ہو خودی آئے نظر مردم چشم میں حاضر وجہہ یزداں ہو جائے
عشق کا فیض یقیناً ہوا جس پہ جاری دولت حسن کو پا عاشق سبحاں ہو جائے
فیض مرشد سے اگر فقر کی ہو راہ نصیب پا کے وہ راہ ولیؔ صاحب عرفاں ہو جائے

فیض مرشد

مرشد سے پا حقیقت آگاہ راز ہو جا اپنی خودی کا پا کر تو سرفراز ہو جا
کثرت کچھوڑ پستی وحدت کی لے بلندی معراج معرفت میں خود ہی ایاز ہو جا
تو صوت سرمدی سن حاصل نیاز کر کے بندہ ہو بندگی سے بندہ نواز ہو جا
راز نماز کا تو اثبات کر کے ثابت دائم صلوٰۃ بنکر خود ہی نماز ہو جا

لیلیٰ کا دیکھ جلوہ کر حسن کی حضوری آگاہ عشق سے ہو مجنوں کا راز ہو جا
مصحف رخ کو پا کر حافظ تو بنکے کامل دونوں جہاں کا خود راز و نیاز ہو جا
پیکر شراب وحدت مخمور ہو ولیؔ تو کثرت سے باز ہو جا وحدت کا ساز ہو جا

فضیلت غوث اعظم کی

رہے گی حشر تک قائم فضیلت غوث اعظم کی
کبھی دنیا میں کم ہوگی نہ عزت غوث اعظم کی
کیا تبلیغ دین حق کا پرچم دہر میں اونچا
زمانے بھی میں ہو کیونکہ نہ شہرت غوث اعظم کی
مقام ان کا ہے کہتے ہیں ہمً پیروں کا پیرً انکو
ذرا اہل نظر دیکھیں یہ رفعت غوث اعظم کی
وہ مصلح تھے، ولی تھے، صاحب کشف و کرامت تھے
بہ ہر صورت مسلم ہے جلالت غوث اعظم کی
زبانوں پر ہیں چرچے ان کے باطن کی صفائی کے
دلوں پر نقش ہے تقدیس و حرمت غوث اعظم کی
مہک اٹھتا ہے ان کی یاد سے ایمان کا گلشن
بہار باغ عرفاں ہے عقیدت غوث اعظم کی
وہ خوش بختی پہ اپنی فخر کر سکتے ہیں اے اخترؔ
ملی ہے جن کے سینوں کو محبت غوث اعظم کی

الف لام میم

مرشد نے مجھ کو بتا کے جلوہ مست دیوانہ بنا دیا ہے
پلا کے جام طہور کا وہ خودی کو میری مٹا دیا ہے

اٹھا کے شمشیر علیؓ کی میرے جسم کے ٹکڑے بنا دیا ہے
اس میں دیکھو خدا کی قدرت الگ الگکر دکھا دیا ہے

وہ کھول قرآن ثبوت آیت جسم کے اندر خدا نے رکھا
حدیث دلیل نحن اقرب الف، لام، میم پتہ دیا ہے

ہے یار اپنا اسی کے اندر الست قالو بلیٰ کہا تھا
یہی تھا راز گنج خفی کا خودی کا برقعہ اٹھا دیا ہے

یہی ہے اپنے سفر کا توشہ علیؓ نے جو معراج میں لیا تھا
نکال کر کفر شرک اس میں اصلی کلمہ پڑھا دیا ہے

ہزار سال سے سوئے مردے اندھیری گور میں جو پڑے تھے
وہ ایک پل میں لگا کے ٹھوکر انھیں کو پل میں جگا دیا ہے

وہ سوتے سرمد ٹکورے انحد وہ نور ریکتا نور مُزّمل
اڑھا کے چادر سنا کے باجا انھیں سے ہم کو ملا دیا ہے

وہ پہنا سفلی لباس چنوؔر اٹھا کے اس کو ہے دور پھینکا
نہلا دھلا کے اس کو شؔر اصلی کمبل اڑھا دیا ہے

سجدے کے آگے سجدہ

سجدے کے آگے سجدہ ہے تیرے یار کے آگے
جو مانگتا ہے مانگ لئے دل دار کے آگے

دینے کو خدا حاضر کون بندہ لینے والا
یہ آدمی تو گندہ ہے مردار کے آگے

دوئی کا پردہ پڑا آنکھ پہ ہے دل پے تیرے
اس لئے رہتا ہے تو دنیا دار کے آگے

کام آتا ہی نہیں میں پن تیرا اے زاہد
سجدے میں رکھدے سر وہ تلوار کے آگے

تقلید تیری کام تو آنے کی نہیں
کچھ بتلائے گا وہ تیری گفتار کے آگے

دیکھے بن تیرا خدا تو کیا پہچانے گا اُسے
آنکھ وہ پیدا کر تو دلدار کے آگے

رکھتا چنوؔر ہے نظر نظر میں مرشد کے سوا
یہی سجدہ ہے تیرا دیدہ دیدار کے آگے

سجدہ سجود

یہ مقام عاشقی ہے یہ عاشقوں کا گھر ہے
تجھے کام کیا ہے واعظ مئے پرستوں کا یہ در ہے
ہے مقام تیرا مسجد جہاں تیرا خدا ہے
مجھے کیا غرض وہاں سے میرا رب میرے اندر ہے
یہ نماز تیرا روزہ یہ سجدہ سجود تیرا
تجھے موت سے کیا بچائے تیری عقل کا قصور ہے
آ بتاؤں تیرے رب کو جیسے کہتا اللہ اللہ
تیرا سر یہاں جھکا دے تیرے رب کا یہ امر ہے
تیرا بے وسیلہ جینا تیرے مرنے سے نہیں کم
یہ زندگی تو تیری موت سے ابتر ہے
تیری حالت نزع بھی قیامت سے کم نہیں ہے
یہ عذاب زندگی ہے تیرے عملوں کا ثمر ہے
گریباں میں ڈال سر کو ٹھنڈے دل سے کر خیال
نہیں معلوم اے زاہد تیرا ہوگا کیا حشر ہے
تیری موت تجھے ڈراتی کئے برزخوں میں آکر
مگر خوبرو حسیں ہے تیرا ساقی اگر ہے
جیسے اپنا تو ہے سمجھا تیرا دوست بے وفا ہے

سب مطلب جہاں ہیں یہاں خشک اور تر ہے
نہ خیال خام کر تو جلد دست بیعت ہو جا
ایک جام اُس سے پہلے اُس کے پاس کوثر ہے
کر دوئی کو دل سے تیرے نکال مین پن کو تیرے
یہاں میں تو برابر یہاں کس کا کیا ڈر ہے
یہ چنوؔر کی نصیحت ذرا گوش دل سے سن لئے
نہ کیا عمل اس پر تیرا خیال کیسر خسر ہے

آرزو

نبیؐ جی آرزو رکھتا ہوں اپنے در تک آنے کی
تمنّا ہے یہی میری مدینے میں مرتو جانے کی
میں کیا اپنا نہیں آقا کہ اتنی بھی نہیں حسرت
رہوں کیوں دور قدموں سے یہی ہے کیا میری قسمت
پڑوں در پر میں اپنے میں دیکھوں آتے جاتے تم
میری آنکھیں ہو روشن وہ خاک پا سے ہر دم
مروں یا میں جیوں آقا تمنّا ہے دیوانے کی
بس کافی میرے آقا تمھارے مستانے کی
یہ اپنے تو کیا اپنے بنے ہیں غیر بھی دشمن

نہ دوست اور نہ آشنا نہ میرے بھائی اور بہن

نہ افسانہ نہ بن جائے اس بے کس بے ٹھکانے کی

اگر ایک نظر رحمت ہے تو پرواکیا زمانے کی

چنّور کی آخری ہچکی اور سانس ہے یہی کہتی

جگہ تھوڑی ملے آقا چنّور کو آستانے کی

دُعا

کرم مانگتا ہوں رحم مانگتا ہون الہٰی میں تجھ سے دعا مانگتا ہوں

عطا کر الہٰی کریمی کا صدقہ دلا دے الہٰی رحیمی کا صدقہ

میں تیرا ہوں تجھ سے دعا مانگتا ہوں

کرم مانگتا ہوں رحم مانگتا ہوں جو مفلیس ہیں انکو دولت عطا کر

جو بیمار ہیں انکو صیحت عطا کر جو بیکار ہیں انکو روزی عطا کر

مریضون کے خاطر شفا مانگتا ہون

کرم مانگتا ہوں رحم مانگتا ہوں الہٰی ہمیشہ مسرور رکھنا

بلاہوں سے ہم کو سدا دور رکھنا پریشانیاں گھیرے ہوے ہیں

پریشانیوں سے پناہ مانگتا ہوں

کرم مانگتا ہوں رحم مانگتا ہوں ہوا ہے نہ مایوس تیرا سوالی

نہیں تیرے در سے گیا کوئی خالی یہ سارے جمع ہیں تیرے ہی خاطر

میں سب کے لئے ہی دعا مانگتا ہوں

کرم مانگتا ہوں رحم مانگتا ہوں الہٰی میں تجھ سے دعا مانگتا ہوں

سلام

محبوب کبریا سے سرکار اولیا سے مرا سلام کہنا سب کا سلام کہنا

طیبہ کو جانے والے، لے جاؤ جانے والے یہ حال ان سے کہنا، وہ در پہ جانے والے

محبوب کبریا سے سرکار اولیا سے

میرا سلام کہنا سب کا سلام کہنا

والشمس چہرا اُنکا واللیل زلف ان کئے سایہ نہیں ہے انکا وہ بے مثال والئے

محبوب کبریا سے سرکار اولیا سے

میرا سلام کہنا سب کا سلام کہنا

نوارنی کملی انکی امت پہ چھا گئی ہے رحمت کا بن کے بادل مریدوں پہ چھا گئی ہے

محبوب کبریا سے سرکار اولیا سے

میرا سلام کہنا سب کا سلام کہنا

دامن ملا نبیؐ کا میرے پیر کے کرم سے اے مرید تو ہو جا قربان وہ لاجواب والئے

محبوب کبریا سے سرکار اولیا سے

میرا سلام کہنا سب کا سلام کہنا

سلام

مصطفےٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام ۔ شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند ۔ اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام
ان کے مولیٰ کے ان پر کروڑوں درود ۔ ان کے اصحاب وعطرت پہ لاکھوں سلام
شیر سمشیر زن خیبر شکن ۔ غوث الاعظم امام مرتقیٰ ون تقےٰ
جسکی ممبر بنی گردن اولیا ۔ اُس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام
جو ولایت مین ولیوں کا سلاطان ہے ۔ سلطان الفقر باھُو ذی شان ہے
یہ خدا کی عطا نور عرفان ہے ۔ سارے عالم میں اس کا فیضان ہے
تصور سے بالا ہے اس کا مقام ۔ باخدا اُس کی نسبت پہ لاکھوں سلام
جسکے نام کی تسبیح پڑھیں خمریاں ۔ حق باھُو حق کہیں خمریان
اُن کا دل کشش وشیرین سنئے جو بیاں ۔ حق باھُو کی شوکت ہو اُس پہ عیاں
آفریں کتنا حسین و پیارا ہے نام ۔ مرحبا آن کی عظمت پہ لاکھوں سلام
جس نے جو کچھ کہا وہ ہے حق کی صدا ۔ جس کی ہر ہر ادا سنت مصطفےٰ
جس کی تعلیم وتلقین با حق ِ لقا ۔ ڈالی جس پہ نگاہ ہوا واصلِ خدا
دلربا دل نشیں جس کا سارا کلام ۔ اُس ھادی اُس مرشد پہ لاکھوں سلام
یاالٰہی یہی ہے تمنا یہی ہے میری دعا ۔ تری قربت میں رہوں میسر رہے مجھے تری لِقا
اکبر اپنی آرزوون کا یہ کہہ کر جاؤں اختتام ۔ باھُو عظمت تیری شوکت تیری حرمت کو سلام

غم دل اس لئے تھوڑا کہا ہے تجھ سے اے جاناں
کہ آرزدہ نہ ہو جائے بہت سن سن کے دل تیرا
بال سے باریک یہاں لاکھوں ہیں راز
سر منڈانے سے نہیں بنتے قلندر

دعا گو

كَفٰى بِاللّٰهِ وَلِياً وَ كَفٰى بِاللّٰهِ نَصُراً

اللہ تعالی پورا سرپرست اور پورا مددگار رہے

ملنے کا پتہ

Hazrath Sultan Chanvar Ali Shah
Hussani Khadri Sarvari Trust
Kilkote Village, Gulzar nagar
Antaraganga. Kolar District
AND
Shafi Ahmed
Ex Deputy Manager Kavika
No. 17, D.1st Street
Shivaji Road Cross
BANGALORE 560 051

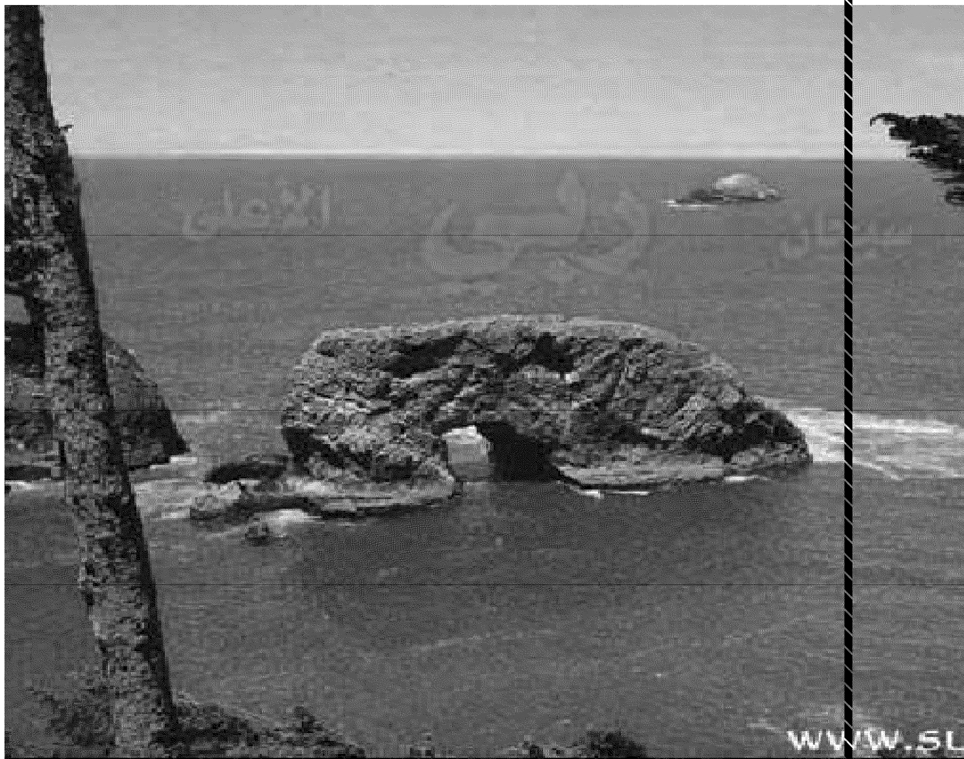

END

نہ کھا اتنا کہ نکلے منہ سے باہر نہ کم اتنا کہ تن سے جان نکلے

اٹھائے جال عنقا کب کسی کے ہاتھ آتا ہے لگا تا ہے یہاں جو جال خالی ہاتھ جاتا ہے

شمع توحید سے آہینہ دل روشن کر

ساغر حب نبیؐ عشق رسالت دے دے

اہل ہنود جو اس زمرہ میں داخل ہوتے ہیں انکی حالات یہ ہے کہ ایک گرو کے بہت سے چیلے ہوتے ہیں مگر کسی کو تعلیم صیح نہیں ہوتی صرف دو شخصوں کو وہ بھی جس کو بہت شوق ہو دوسرا وہ جن میں سب سے زیادہ مادہ ہوان دونوں میں سے ایک یا دو منتخب کر کے اول وہ تدبیر کی جاتی ہے کہ حوائج دینوی سے انکو اطمینان ہو جاے مثلا رزق کیطرف سے مطمین کرنے کے لے کیمیائی کی تعلیم دیجاتی ہے اس سے انکو یہ فاہدہ نہیں ہوتا کہ کیمیا بنا نا کے خوب عمدہ عمدہ کھانا اور اچھا کپڑا پہنے بلکہ اسکی یہ تاثیر ہوتی ہے کہ انکے قلب کو اطمینان کلی ہو جائے اور خاہش مال و زر مطلق نہیں رہتی علاوہ اسکے کچھ ایسے کشتے یا دیگر نباتات کھالیتے ہیں کہ سردی اور گرمی سے کسقدر

محفوظ رہتے ہیں اسکے بعد آزادی سے ریاض و کسب کیطرف متوجہ ہوتے ہیں اور جہان تک ان میں مادہ ہے کمال پیدا کرتے ہیں اور کیمیا کی تعلیم مبتدی کو نہیں ہوتی بلکہ ایک عرصہ دراز کے بعد جب وہ ہر طرح آزمایش میں پورا اترتا ہے اسوقت قریب تنتہی کے ہوتا ہے اور بندہ کے لے اسکی جانب اطمینان ہو جاتا ہے تب کیمیا کی تعلیم ہوتی ہے اور انتہائی اذکار و اشغال سکھاے جاتے ہیں